اسلام اور غلامی

اسلام کے غلامی کو ہمیشہ کے لئے دُور کر دینے کے بیان میں

مصنفہ

مفتی سید عبدالقیوم (وکیل جالندھری)

جملہ حقوق محفوظ ہیں

تعزیرات پاکستان

حصہ اوّل

مصنفہ مفتی سید عبد القیوم (وکیل جالندہری)

کتاب مذکور کی خصوصیات حسب ذیل ہیں 135899

۱- ہر تعزیری شرعی اصول دفعہ کی صورت میں بحروف جلی مذکور ہے۔

۲- اس کے تحت قرآن مجید کی وہ آیتیں اور آنحضرت صلعم کی حدیثیں اور سلف کے آثار اور فقہاء کے اقوال درج ہیں۔ جن سے اصول مذکور اخذ کیا گیا ہے۔

۳- اس کے نیچے تعزیرات ہند کی بالمقابل دفعہ مع تبصرہ ضروری مذکور ہے۔ اور جہاں وہ موجود نہیں اسکی صراحت کردی گئی ہے۔

۴- سب کے نیچے اصل عربی عبارتیں مع نام کتاب اور حوالہ درج ہیں۔

۵- شروع میں انگریزی اور شرعی قوانین کے اہم مطالب پر ایک مفید اور مفصل مقدمہ ہے کتاب مذکور عام فہم سلیس اردو زبان میں ہے

مشاہیر کی آراء کا خلاصہ حسب ذیل ہے۔

عزت مآب جسٹس محمد شریف فاضل مصنف نے بڑی محنت اور جانفشانی سے کام لیا ہے مفتی صاحب عالم دین ہونے کے علاوہ انگریزی قانون کے بھی ماہر ہیں اور اپنے خاندانی روایات کے مطابق شرعی فتاوے صادر کرتے رہے ہیں اور ایک مدت تک پیشہ وکالت میں مصروف رہے وہ فقہ اسلامی اور قانون انگریزی سے واقف ہونیکی وجہ سے ایسی کتاب تصنیف کرنے کے اہل تھے اور انہوں نے یہ کام بوجہ احسن انجام دیا ہے۔ ۱۴ر مارچ ۱۹۴۹ء

زمیندار یہ کتاب جالندہر کے مشہور ماہر قانون اور عربی علوم کے بہت بڑے فاضل مفتی سید عبد القیوم کی کاوش اور محنت کا نتیجہ ہے۔ مفتی صاحب نے اس کتاب کو آیات قرآنیہ اور احادیث نبویہ کی روشنی میں مرتب کیا ہے۔ شرعی علمی اور تعزیری حیثیت سے بہت بلند مرتبہ تصنیف ہے۔ ۱۴ر مارچ ۱۹۴۹ء

نوائے وقت یہ کتاب بڑی محنت سے لکھی گئی ہے اور صحیح معنوں میں ایک عالمانہ کتاب ہے مفتی صاحب جالندہر کے ایک بہا درجہ وکیل ہیں کتاب کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ ایک قابل قدر جوہر قابل ہیں انہوں نے یہ کتاب لکھکر اردو زبان کے قانونی ذخیرہ میں ایک بیش بہا اضافہ کیا ہے۔ ۲۴ر فروری ۱۹۴۹ء

آفاق قبلہ مفتی صاحب نے یہ کتاب لکھ کر مسلمانوں پر بڑا احسان فرمایا ہے آئندہ نسلیں ہمیشہ ان کی ممنون رہینگی۔ اس موضوع پر وہی شخص قلم اٹھا سکتا ہے جو موجودہ انگریزی قانون پر بھی عبور رکھتا ہو اور اسلامی علوم بالخصوص فقہ میں اس کو کامل دسترس ہو اور یہ چیز ہمارے ہاں تقریباً ناپید ہے اسے خوش قسمتی سمجھئے کہ مفتی صاحب میں یہ دوگونہ صلاحیتیں بدرجہ اتم موجود ہیں وہ عالم بھی ہیں اور انگریزی قانون کے ماہر بھی اور پھر انہوں نے ہجرت کی جانگداز صعوبتوں اور مال وجان کے ہوش ربا صدمات کے باوجود پیرانہ سالی میں ایسے نازک اور مشکل موضوع پر قلم اٹھانے کی ہمت فرمائی - ۲۰ر مارچ ۱۹۴۹ء

کتاب مذکور کی طباعت عمدہ کاغذ نفیس قیمت پانچ روپیہ مجلد چھ روپیہ محبوب بکڈپو نمبر الٹن روڈ لاہور سے مل سکتی ہے۔

Marfat.com

فہرست

مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ
عہد جدید	۹	اہل جرمن	۲۵
یورپ میں غلامی کے رواج کا انسداد	۱۲	اہل فرنگ	″
غلامی کے متعلق ۹ ضروری سوالات	۱۴	وسی گاتھ	۲۶
غلامی کے متعلق عربی الفاظ	۱۵	استرو گاتھ	″
غلامی کے متعلق انگریزی جرمنی فرانسیسی الفاظ	۱۶	انگلو سیکسن	″
فقہ میں غلامی کی تعریف	۱۷	غلامی کا تیسرا دور	″
علماء یورپ کے نزدیک غلامی کی تعریف	۱۸	زنگیوں اور حبشیوں کی غلامی	″
غلامی کے اقسام	″	فرانس کا سیاہ قانون ۱۶۸۵ء	۲۷
غلامی کے رواج کی ابتداء	۱۹	امریکہ میں غلاموں کا قانون	″
غلامی کا پہلا دور	۲۰	غلامی کے رواج کے اسباب	۲۸
روم میں غلامی	″	یہودیوں میں غلامی کا رواج	۲۹
یونان میں غلامی	۲۲	تورات میں اسرائیلی غلام کے متعلق احکام	۳۰
ارسطو کی غلامی کے متعلق رائے	۲۳	تورات میں غلامی کے متعلق عام احکام	۳۰
یونان میں غلامی کے اقسام	″	انجیل اور غلامی	۳۲
ایران میں غلامی	۲۴	ہندوؤں میں غلامی	۳۳
مصر میں غلامی	″	منوسمرتی میں غلاموں کے اقسام	″
غلامی کا دوسرا دور	″	منوسمرتی میں غلاموں کے متعلق احکام	۳۴
قرون وسطیٰ میں غلامی	″	عہد جاہلیت میں غلامی	″
گول	۲۵	یہودیوں کا عرب میں ہجرت کر کے آنا	″

مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ
ہجرت شعوبیہ	۳۵	مساوات کے متعلق فتح مکہ کے خطبے میں آنحضرتؐ کے ارشادات	۴۵
دوزی اور مارگولیس مستشرقین کی رائے	″	غلاموں سے حسن سلوک	۴۶
یہودیوں اور اوس وخزرج کی موالات	۳۶	غلاموں سے حسن سلوک کے متعلق قرآن مجید کی آیت	″
جاہلیت میں غلاموں کے اقسام	″	احادیث نبویہ	۴۷
قن کی تعریف	″	غلام کو غلام کہنے کا امتناع	″
غلامی کی شرط پر قمار بازی	″	غلاموں کو آزاد کرنے کی ترغیب	″
جاہلیت میں غلاموں کی تجارت کا ملک التجار	۳۷	احادیث نبویہ	″
جاہلیت میں غلاموں کی کثرت اور ان کے حقوق	″	شیعی روایت	۴۸
انتقامی قتل کے لئے غلاموں کی خرید	۳۸	عتق نسمہ اور فک رقبہ میں فرق	″
حضرت زید کی شہادت	″	مکاتبت اور مکاتب کی تعریفیں	″
زید کیجانب سے اسیری کی حالت میں آنحضرتؐ پر جاں نثاری کا اظہار	″	مکاتب غلام کی آزادی	″
حضرت خبیبؓ کی شہادت	۳۹	مکاتبت کا قرآن مجید میں حکم	″
جاہلیت میں موالی	۴۰	شیعی روایت	۴۹
موالی کے اقسام	″	مدبر غلام اور تدبیر کی تعریف اور آزادی	۴۹
سائبہ	″	مدبر غلام کی آزادی کی نسبت احادیث نبویہ	۵۰
باندیوں سے شادی کے بغیر مقاربت کا رواج	۴۱	شیعی روایت	″
نزول قرآن کے زمانہ میں غلاموں کی حالت	۴۱	باندی ام ولد کی تعریف اور اس کی آزادی	″
اکیس اسلامی اصلاحوں کے ذریعہ سے غلامی کا استمراری ازالہ	۴۲	رشتہ دار غلاموں کی آزادی	۵۱
انسانی عظمت پر قرآن مجید کی آیتیں	۴۳	ذی رحم محرم غلام کی آزادی پر حدیث نبوی	″
انسانی مساوات پر قرآن مجید کی آیت	۴۴	ذی رحم محرم رشتہ دار کی تعریف	″

مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ
کفارات کے ذریعہ سے غلاموں کی آزادی	۵۲	زید بن حارثہ کی امارت پر آنحضرتؐ کا ارشاد	۵۸
کفارہ نماز میں غلام کی آزادی	〃	اسامہ بن زید کی امارت	〃
قسم کے کفارہ میں غلام کی آزادی	〃	اسامہ کی امارت پر آنحضرتؐ کا خطبہ	۵۹
قتل خطا کے کفارے میں غلام کی آزادی	۵۲	امیر حبشی غلام کی اطاعت کا حکم	〃
ذمی یا معاہد کے کفارہ میں غلام کی آزادی	۵۳	غلاموں اور باندیوں کی مالکیت	۶۰
غلاموں کا قصاص	〃	غلاموں کی مالکیت پر آیات قرآنیہ سے استدلال باندی کی ملکیت	۶۱
اقوام عالم میں غلاموں کا ناحق قتل	〃	غلام کی عدم مالکیت پر آیات قرآنیہ سے استدلال اور اس کا جواب	۶۱
نزول قرآن سے پہلے زمانہ میں غلام کا قصاص	〃	غلاموں اور باندیوں کی وراثت	۶۳
قصاص کے متعلق قرآن مجید کا حکم	〃	آنحضرتؐ کا غلام کو وارث قرار دینا	〃
غلام مقتول کے قصاص کی نسبت امام ابوحنیفہ اور انکے شاگردوں کے اقوال	۵۴	غلاموں کے دو قسم	〃
غلام کے قتل اور اسکے اعضاء کاٹنے کا قصاص	۵۵	مولے العتاقہ اور مولے الموالاۃ کی وراثت	۶۴
باندی کے قتل کا قصاص	〃	غلاموں کی شہادت	۶۵
ذمیوں کا قصاص	〃	غلاموں کی شہادت کی نسبت اکابر سلف کا قول و عمل	〃
غلام کے قتل میں اعانت کرنے والے کی سزا	〃	باندیوں سے نکاح	۶۶
جسمانی ضرر سے غلاموں کی آزادی	۵۶	باندیوں کے اقسام	〃
عہد رسالت کے نظائر	〃	باندی کی تعلیم و تزویج اور آزادی کا حکم	۶۷
جسمانی عیوب کی وجہ سے غلاموں کی آزادی	〃	باندیوں سے نکاح کے متعلق پہلی آیت	۶۸
شیعی روایتیں	۵۷	آنحضرتؐ کا عمل	۶۹
غلاموں کی امارت و خلافت	〃	امام زین العابدین کا عمل	〃
اطاعت امیر پر آیت قرآنیہ	〃	باندیوں سے نکاح کی نسبت دوسری آیت	〃

Marfat.com

مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ
باندیوں سے نکاح کے متعلق تیسری آیت	۷۰	انسان کو بیچنے کا امتناع	۸۹
باندی سے نکاح کے متعلق فقہ حنفی کی تصریحات	۷۲	غلامی کا استمراری ازالہ	۹۰
باندیوں سے نکاح کی نسبت چوتھی آیت	״	سورت محمد کی آیت من وفداء دافع استرقاق	״
باندیوں سے نکاح کے بغیر مقاربت پر آیات قرآنیہ سے استدلال اور اس کا جواب	۷۳	سورت محمد کا مکہ میں نازل ہونا	۹۱
پہلی آیت والمحصنٰت من النساء الآیہ سے استدلال	״	آیت من وفداء کا شھ میں نزول	״
محصنات کی تفسیر	۷۵	آیت من وفداء کا محکم ہونا	۹۵
ملک یمین کی تعریف	۷۷	آیت من وفداء کی سورۂ انفال کی آیت سے تطبیق	۹۶
حرف ما کی تفسیر	״	آیت من وفداء کی سورہ برأت کی آیت سے تطبیق	۹۸
ملکت کی تفسیر	״	اسیر کی غلامی یا قتل کا امتناع	۱۰۰
ایمانکم کی تفسیر	״	ابو عبید کے نزدیک غلامی کے جواز کا غیر یقینی ہونا۔	۱۰۲
بعض قدیم مفسروں کے نزدیک الا ما ملکت ایمانکم سے منکوحہ عورتیں مراد ہیں۔	۸۰	اسیران جنگ کے متعلق امام کے اجتہادی اختیارات	״
		آیت محاربہ	״
محصنات سے آزاد عورتیں لینے کی صورت میں آیت کے معنے	۸۲	آیت محاربہ کا محل نزول	۱۰۳
تسری کے جواز پر سورہ معارج کی آیت سے استدلال اور اسکا جواب	״	سریہ کی تعریف	۱۰۴
ازواج اور موجودہ باندیوں کے تمدنی درجہ میں فرق	۸۳	سُنّی فقہاء کی تصریحات مع تبصرہ	״
باندیوں سے زنا کا ارتکاب	۸۶	فقہ شیعہ	۱۰۹
زنا کی صورت میں باندیوں کی سزا	۸۷	غلامی کے متعلق آنحضرتؐ کے ارشادات	۱۱۱
باندیوں کو پاکدامنی کی تعلیم	״	آنحضرتؐ کے غلام	״
غلاموں کی تجارت	״	زید بن حارثہ	״
حضرت یوسف کے عہد میں غلاموں کی تجارت	״	اسامہ بن زید	۱۱۲
حضرت موسیٰ کے عہد میں غلاموں کی تجارت	۸۸	ابو مویہبہ	۱۱۳

مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ
ابوضمیرہ	۱۱۳	آنحضرت ﷺ کی خصوصیات	۱۲۲
ثوبان	۱۱۴	فَے غنیمت خراج جزیہ نفل میں فرق	۱۲۳
رافع	"	آنحضرت ﷺ کے غزوات اور بعوث وسرایا	۱۲۴
اسلم	"	عبداللہ بن جحش اسدی کا سریہ	"
سلمان فارسی	"	مسلم اسیرانِ جنگ کا مشرک اسیرانِ جنگ سے فدیہ	۱۲۵
رباح	"	غزوۂ بدر	۱۲۶
یسار	۱۱۵	اسیرانِ بدر کی فدیہ پر آزادی	"
ردیفع	"	آیت ما کان لنبی ان یکون لہ اسریٰ الآیۃ کے محل نزول سے متعلق	
سلیم	"	ناقابل قبول روایت	"
نافع	"	اسیرانِ بدر میں سے ۶۸ کی آزادی اور ۲ کا قتل	۱۲۷
ہرمز	"	نضر بن حارث کا قتل	"
آنحضرت ﷺ کے ازواج وسراری	"	عقبہ بن ابی معیط کا قتل	۱۲۸
ازواج مطہرات کے نام	۱۱۶	آنحضرت ﷺ کے داماد ابوالعاص کی آزادی	"
حضرت جویریہ	"	ابوالعاص کا اسلام	۱۲۹
حضرت ریحانہ	۱۱۸	آنحضرت ﷺ کا بی بی زینب کو ابوالعاص کے پاس بھیجنا بہ نکاح اول کی بنا پر لوٹانا	"
حضرت صفیہ	"	غزوہ بنی قینقاع	۱۳۰
ماریہ قبطیہ	۱۱۹	ابی سلمہ مخزومی کا سریہ	"
ماریہ قبطیہ کے زوجہ منکوحہ آنحضرت ﷺ ہونے کی وجہ	"	غزوہ مریسیع	۱۳۱
آنحضرت ﷺ کا خط مقوقس حاکم اسکندریہ کے نام	۱۲۰	سب اسیرانِ جنگ آزاد کر دیئے گئے	"
مقوقس کا جواب آنحضرت ﷺ کے نام	"	غزوہ احزاب کے وقت مہاجرین و انصار کے پاس کوئی غلام نہ تھا	"
ماریہ اور شیریں کا اسلام	۱۲۱	غزوہ بنی قریظہ	"

Marfat.com

مضمون	صفحہ
یہود اسیران غزوہ بنی قریظہ کا حضرت سعد ثالث اور توریت کے حکم کے مطابق قتل	۱۳۲
زید بن حارثہ کا بنی سلیم کی جانب سریہ	//
غزوہ حدیبیہ	۱۳۳
صلح حدیبیہ	//
صحابہ کی آنحضرتؐ سے والہانہ عقیدت	//
جبل تنعیم کے اسّی اسیروں کی آزادی	۱۳۴
حدیبیہ کی صلح سے پہلے چند غلاموں کی آزادی	//
غزوہ خیبر	//
کنانہ اسیر جنگ کا قصاص میں قتل	//
حضرت ابوبکر صدیق کا بنی فزارہ کی جانب سریہ	۱۳۵
ایک فزاریہ کے بدلے مسلم اسیرانِ جنگ کی آزادی	//
فتح مکہ	//
آنحضرتؐ کے خطبے میں غلامی کا ابطال	//
فتح مکہ کے بعد بجز قصاص کے کسی اسیر جنگ کو نہ قتل کیا گیا نہ غلام بنایا گیا اور نہ کوئی عورت باندی بنائی گئی	//
غزوہ حنین	۱۳۶
۶ ہزار اسیرانِ جنگ کی آزادی اور ہر اسیر کو قبطی جامہ کی عطا	//
غزوہ اوطاس میں ہر چیز کی واپسی	۱۳۷
آنحضرتؐ کی رضاعی بہن شیماء کی آزادی	//

مضمون	صفحہ
آیت والمحصنات من النساء الآیۃ کے محل نزول کے متعلق ابوسعید خدری سے مرویہ روایت کا ناقابل استدلال ہونا	۱۳۸
قلعہ طائف سے آنے والے غلاموں کی آزادی	//
خالد بن ولید کا بنی جذیمہ کی طرف سریہ	//
عبداللہ بن عمرؓ اور مہاجرین و انصار کا اسیرانِ جنگ کے قتل سے انکار	۱۳۹
آنحضرتؐ کا خالد کے عمل سے دو مرتبہ اظہار برأت	//
ہر مقتول کا تاوان و دیت ادا کیا جانا	//
حضرت علی کا قبیلہ طے کی جانب سریہ	۱۴۰
حاتم طائی کی بیٹی کی آزادی	//
عدی بن حاتم کا اسلام	//
عینیہ فزاری کا بنی تمیم کی طرف بعث	۱۴۲
سب اسیروں کی آزادی	//
غزوہ تبوک	۱۴۳
اکیدر کے بھائی اسیر جنگ کی آزادی	//
خلاصہ	//
ماخذ	۱۴۴

Marfat.com

عہدِ جدید

میری زندگی کا عہد قدیم ۶ رمارچ ۱۸۸۱ء تاریخ پیدائش سے لیکر اگست ۱۹۴۷ء کے انقلابِ عظیم تک جالندھر میں جو میرا مولد و مسکن تھا ختم ہُوا۔ میں اس عہد میں عربی علوم کی تحصیل اور نصاب نظامیہ سے فارغ ہونے کے بعد وکالت کے کام میں مصروف رہا۔ لیکن علمی ذوق خاندانی اور فطری ہے۔ اس لئے اس عرصہ میں دین کامل اور قرآن و گیتا دو کتابیں تصنیف کیں جو چھپ چکی ہیں۔

عہدِ جدید پاکستان پہنچ کر اگست ۱۹۴۷ء سے شروع ہُوا۔ اِس عہد میں اب تک تین کتابیں مرتب کی ہیں۔ تعزیرات[۱] پاکستان جو شرعی سزاؤں اور مستثنیات عامہ پر مشتمل ہے اور طبع ہو چکی ہے۔ آئین[۲] وراثت جو ایک ضخیم کتاب ہے اور کاغذ کی گرانی کے کم ہونے پر پریس میں جانے والی ہے۔ الربٰوا[۳] (سود) ان کتابوں کے علاوہ متعدد مقالے بھی لکھے جا چکے ہیں۔ انہی مقالات میں سے ایک مقالہ اسلام اور غلامی ہے۔ اس مقالے کی ترتیب و اشاعت کا سبب یہ ہے کہ اسلام کے بعض نادان دوستوں نے اس موضوع پر ایسے رسالے اور مضامین شائع کئے ہیں جن میں اسلام کے رُو سے غلامی کو جائز اور نکاح کے بغیر لاتعداد باندیوں سے مباشرت کو مباح قرار دیا ہے۔ حالانکہ اسلام کا دامن اِس داغ سے پاک ہے۔ اس نے اکیس[۲۱] اصلاحوں کے ذریعہ سے غلامی کی لعنت کو نوعِ انسانی پر سے ہمیشہ کے لئے دُور کر دیا ہے۔ اور اس کی آخری اور مکمل کتاب

Marfat.com

قرآن مجید نے بتایا:-

۱- کہ کسی باندی سے نکاح کے بغیر مقاربت جائز نہیں۔

۲- حرہ (آزاد عورت) کی مانند باندی سے نکاح کرنے کے لئے بھی عدل وانصاف کے برتاؤ کی شرط ہے ورنہ ایک سے زیادہ باندی سے نکاح نہیں کیا جا سکتا۔

مقام تاسف ہے کہ نہ صرف ایشیا بلکہ یورپ نے بھی غلامی کے انسداد کے متعلق قرآن شریف کی تعلیم پر غور نہیں کیا یہی وجہ ہے۔ کہ یورپ کو اس کی تنسیخ کے لئے متعدد قوانین نافذ کرنے پڑے۔

زیاں کاراں کہ جنس جاں فروشند
چناں جنسے چنیں ارزاں فروشند

بَاَیِّ کِتَابٍ اَوْبِاَیَّۃِ سُنَّۃٍ
تریٰ رِقَّہ فرضًا عَلَیہ وَتَحْسِبُ

بہ دنیائے دوں ایماں فروختند
گراں دولتے چناں ارزاں فروختند

عبدالقیوم
کوٹھی نمبر ۱ لٹن روڈ لاہور

۱۰/نومبر ۱۹۵۳ء

Marfat.com

فَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ مَوْلٰىكُمْ ؕ

اِنْ كُلُّ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اِلَّآ اٰتِي الرَّحْمٰنِ عَبْدًا ؕ $\frac{19}{93}$

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

الحمد لله الذی اکمل الاسلام وازال به الرقیة عن الامة والغلام والصلوٰة والسلام علیٰ رسوله خیر الانام وعلیٰ اٰله وصحبه الکرام۔

یورپ میں اٹھارھویں صدی مسیحی کے خاتمے کے قریب تک غلامی کا رواج جاری رہا اور یہ رواج بہت دیرینہ تھا پھر ۱۷۸۸ء سے اس قبیح رواج کی اصلاح شروع ہوئی۔ تفصیل حسب ذیل ہے :۔

برطانیہ میں غلامی celtic یعنی سلتی عہد سے پہلے زمانہ سے جاری تھی (۱) جو کہ مغربی یورپ کے قدیم باشندوں کا عہد تھا

۱۵۱۰ء میں ہسپانیہ کے بادشاہ فرڈی نند نے فرمان جاری کیا جس میں کانوں کے کھودنے کے لئے حبشی غلاموں کو لانے کا حکم صادر ہوا۔ (۲)

۱۶۳۱ء افریقہ کمپنی کو حکم دیا گیا کہ وہ برطانوی علاقوں کے لئے غلام فراہم کرے۔

۱۶۴۰ء۔ لوئس سیزدہم نے ان افریقیوں کو غلام بنائے جانے کا حکم دیا۔ جو فرانس کی نو آبادیوں میں رہتے تھے۔

۱۶۶۲ء۔ افریقہ کمپنی سوم کو حکم دیا گیا کہ غربی برطانوی ہندوستانی نو آبادیوں سے ۳ ہزار سالانہ غلام مہیا کئے جائیں۔

۱؎ انسائیکلوپیڈیا آف ریلیجن اینڈ اتھکس جلد ۱۱ مطبوعہ ۱۹۲۱ء ص ۶۰ ۲؎ ہسٹری آف سلیوری انگرم ص ۱۴۲

Marfat.com

۱۶۸۰ء سے ۱۷۰۰ء تک - انگلستان نے افریقہ سے تین لاکھ غلام حاصل کئے۔

۱۶۸۵ء - فرانس کا سیاہ قانون نافذ ہُوا - اس قانون کو اصلاحی قانون کہا جاتا ہے - مگر ایسا کہنا غلط ہے - تفصیل کے لئے دیکھو غلامی کا تیسرا دور۔

۱۷۱۳ء میں انگریزوں اور اہل ہسپانیہ میں معاہدہ ہُوا کہ انگلستان تیس ۳۰ برس تک ہسپانیہ کو ۴۸۰۰ غلام سالانہ دیتا رہے گا۔ (۱)

یورپ میں غلامی کے رواج کا انسداد

۱۷۸۸ء سلطنت برطانیہ نے حکم دیا کہ غلاموں کی تجارت کے لئے اصلاحی قانون بنایا جائے چنانچہ ایک بل اس کے انسداد کے لئے پارلیمنٹ میں پیش ہُوا۔

۱۸۰۵ء کونسل نے غلاموں کی تجارت کو ممنوع قرار دیا۔

۱۸۰۶ء حکم دیا گیا کہ انگریزی رعایا غلاموں کی تجارت میں شریک نہ ہو۔

۱۸۰۷ء ارل گرے نے دارالعوام میں مسودہ قانون پیش کیا کہ یکم جنوری ۱۸۰۸ء کے بعد غلاموں کی تجارت نہ کی جائے یہ قانون ۲۵ مارچ ۱۸۰۷ء کو منظور کیا گیا۔

۱۸۲۴ء - ایکٹ جاری ہُوا کہ غلاموں کی تجارت ڈکیتی ہے۔

۱۸۳۳ء مسٹر اسٹینلی نے غلاموں کی آزادی کے قانون کا مسودہ دارالعوام میں پیش کیا جو ۲۸ اگست ۱۹۳۳ء کو منظور ہُوا۔

۱۸۳۷ء غلاموں کی تجارت کی سزا حبس دوام اور جلاوطنی قرار دی گئی۔

۱۸۴۳ء میں حکومت برطانیہ نے ایکٹ ۵ ۱۸۴۳ء کے رو سے غلامی کو ختم کر دیا اور کسی انسان کا کسی ڈگری یا حکم کے اجرائے میں نیلام کیا جانا ممنوع قرار دیا۔

۱۸۴۸ء - فرانس نے حبشی غلاموں کو آزاد کیا۔

---

(۱) انسائیکلوپیڈیا آف ریلیجن اینڈ اتھکس جلد ۱۱ ص ۶۰۹

۱۸۶۳ء۔ ڈچ نے اپنے غربی جزیروں سے غلام آزاد کر دیئے۔

۱۸۸۶ء۔ کیوبا میں غلام آزاد کئے گئے اور غلامی ختم کر دی گئی۔

۱۸۸۸ء۔ برازیل میں غلامی کا خاتمہ کیا گیا۔

۱۸۹۷ء۔ زنجبار میں غلامی ختم کی گئی۔

اسلام نے صدیوں پیشتر غلامی کو ۸ھ = ۶۳۰ء میں ختم کر دیا تھا۔ اور اس کی آخری مکمل کتاب قرآن مجید کی سورت محمد میں اس کے استمراری ازالہ کے متعلق ابدی امتناعی حکم نازل ہو چکا تھا۔

بیسویں صدی کے مشہور مؤرخ جرجی زیدان مصری نے جو مسیحی ہے تمدن اسلام پر پانچ جلدوں میں ایک کتاب لکھی جس میں متعدد جگہ اسلام کے خلاف زہر اگلا۔ جو تھوڑا سا غور کرنے پر معلوم ہو جاتا ہے۔ مگر غلامی کی نسبت اسے آخر کار یہ تسلیم کرنا پڑا ہے کہ اسلام غلاموں کے حق میں رحمت ہو کر آیا۔ وہ لکھتا ہے "علی ان الاسلام جاء رحمۃ للارقاء پھر وہ اس کی تائید میں آنحضرتؐ کی حدیث اور قرآن مجید کی آیت کا حوالہ دیتا ہے۔

لیکن اس کے بعد بیان کرتا ہے کہ اسلام نے صرف عرب مسلمانوں کو غلامی سے نجات دی۔ کیونکہ آنحضرت نے فرمایا تھا۔ "لاسبا فی الاسلام ولا رق علی عربی فی الاسلام"[1]

حدیث مذکور قابل استناد نہیں مگر اس میں کچھ شبہ نہیں کہ صحابہ کرام میں سے حضرت عمر کا یہ قول ہے لا یسترق عربی کہ عربی شخص غلام نہیں بنایا جا سکتا یہ قول بھی قابل استدلال نہیں۔ اس کا مدار ایک حدیث مرویہ امام شافعی و بیہقی پر ہے جو حسب ذیل ہے :-

آنحضرتؐ نے غزوہ حنین کے دن (جب چھ ہزار غلاموں کو آزاد کیا) تو فرمایا

---

[1] التمدن الاسلامی جلد ۱ ص۷

Marfat.com

لو كان الاسترقاق جائزاً على العرب لكان اليوم انما هو اسرى	اگر عرب کا غلام ہونا جائز ہوتا تو آج یہ سب اسیر ہوتے۔

حدیث مذکور سب سے زیادہ ضعیف ہے۔ اس کے سلسلہ اسناد میں واقدی جیسا شخص ہے۔ طبرانی نے اسے دوسری سند سے روایت کیا ہے۔ لیکن اس کے سلسلہ اسناد میں بھی یزید بن عیاض راوی ہے۔ جو واقدی سے بھی زیادہ ضعیف ہے۔

جب کسی عربی کا غلام ہونا جائز نہیں تو عجمی کا غلام ہونا کس طرح جائز ہو سکتا ہے اس لئے کہ اسلام کے اصول عام ہیں۔ ان کا عربی و عجمی۔ رومی و چینی۔ ہندی وغیرہ سب پر یکساں اطلاق ہے۔ اسلام نے افلاطون کی اس رائے کو کہ یونانیوں کو غلام نہیں بنایا جا سکتا غلط قرار دیا اور بتایا کہ کسی انسان کو خواہ وہ یونانی ہو یا افریقی غلام بنانا جائز نہیں۔ انسانی فطرت ایک ہے، اس لئے سب انسان مساوی ہیں۔ تفصیل کے لئے دیکھو عنوان انسانی مساوات۔

غلامی کے موضوع پر غور کرنے سے مندرجہ ذیل سوال پیدا ہوتے ہیں۔

غلامی کے متعلق ۹ ضروری سوالات

۱۔ غلامی کی کیا تعریف ہے اور اس کے لئے کونسے الفاظ مستعمل ہیں؟

۲۔ غلامی کے کتنے قسم ہیں؟

۳۔ غلامی کا رواج کب سے شروع ہوا؟

۴۔ رواج مذکور شروع ہونے کے اسباب کیا تھے؟

۵۔ مشہور اقوام عالم کی مذہبی کتابوں میں غلامی کے متعلق کیا احکام مذکور ہیں؟

۶۔ عرب کے عہد جاہلیت میں کس قسم کی غلامی موجود تھی؟

۷۔ اسلام کی آخری اور مکمل کتاب قرآن مجید نے غلامی کے متعلق کیا احکام صادر فرمائے؟

۸۔ آنحضرتؐ کی غلامی کی نسبت کیا تعلیم تھی؟

۹۔ آنحضرتؐ کا اپنا عمل کیا تھا؟

پہلا سوال

پہلا سوال غلامی کی تعریف سے متعلق ہے۔ جواب حسب ذیل ہے :-

عربی زبان میں غلامی کو رقیت اور غلام کو رقیق کہتے ہیں اس کا مادہ رق ہے۔ جس کے معنے نرم ہونے کے ہیں۔ نرم دل آدمی کو رقیق القلب اور نرم کپڑے کو ثوب رقیق کہا جاتا ہے۔ غلام کے معنے جوان بچے کے بھی ہیں۔ لبید کہتا ہے۔ فبنے لنا بیتا فیعا

فسما الیہ کھلہا وغلامہا۔

غلامی کے متعلق عربی الفاظ

اہل عرب غلام کے لئے رقیق کے علاوہ عبد۔ مولےٰ۔ فتیٰ اور باندی کے لئے امہ مولاۃ۔ فتیۃ۔ جاریہ وغیرہ الفاظ استعمال کرتے تھے۔

چونکہ الفاظ عبد اور امہ میں زیادہ عجز و استحقار پایا جاتا تھا۔ اس لئے آنحضرتؐ نے ان الفاظ کا غلام اور باندی کے لئے استعمال منع فرمایا۔ اصل حدیث سوال ۸ کے جواب میں مذکور ہوگی۔ عبد حر (آزاد) کے مقابل میں استعمال کیا جاتا تھا[1] اور اس میں حقارت کا مفہوم تھا۔ اس کی جمع عباد اور عُبد ہیں۔

انسب العبد الی آبائہ   اسود الجلدۃ من قوم عبد

عبد وہ درماندہ غلام ہے۔ جس پر مالک کو ہر طرح کے اختیارات حاصل ہوں یہی کیفیت باندی کے متعلق لفظ امہ کی ہے۔ امہ اصل میں اموہ ہے اس کی جمع اماہ ہے۔ جاہلیت کا نوجوان شاعر طرفہ بن عبد جو امرؤ القیس کا معاصر تھا کہتا ہے۔

نظل الاماء یمتللن حوارھا   وتسعی علیھا بالسیف المسرھد

پھر باندیاں اونٹ کے شیر خوار بچے کا گوشت انگاروں پر بھوننے لگیں اور اس کا چربی والا کوہان ہمارے پاس لانے لگیں۔

فتیٰ کے معنے جوان کے ہیں۔ مگر یہ لفظ غلام کے لئے بھی مستعمل ہے۔ قرآن مجید میں خادم کے معنے میں استعمال ہؤا ہے۔ فرمایا۔ اذ قال موسیٰ لفتاہ۔ کہف ۶۰ (جب موسیٰ نے اپنے خادم سے کہا)

---

[1] العبد المملوک خلاف الحر۔ لسان العرب ص ۲۵۹

آنحضرتؐ کے زمانے میں جو غلام اور باندی موجود تھے۔ آپؐ ان کے لئے عبد اور امہ کے سوا باقی الفاظ استعمال کرتے تھے۔ عام طور پر لفظ مولے استعمال فرماتے تھے اس لئے کہ اس میں محبت مدد اور سرداری کا مفہوم پایا جاتا ہے۔ بیٹے اور آقا کو بھی مولے کہتے ہیں (۱) اس کے مقابل میں یورپ میں جو الفاظ غلام کے لئے مستعمل ہیں ان میں غلاموں کے بازار میں فروخت ہونے اور جنگ میں گرفتار ہو کر آنے کی یاد باقی ہے۔ ایسے الفاظ کا استعمال انسانی ہمدردی کے منافی ہے۔ چنانچہ الفاظ Service اور slavery میں مفہوم مذکور پایا جاتا ہے۔

یورپ میں اسلام سے پہلے غلاموں کی تجارت عام تھی اس کے رواج پذیر ہونے کے اسباب میں سے ایک سبب یہ تھا کہ رُوس کے قبائل سلاف اپنے ابتدائی عہد میں بحر اسود اور ڈینوب کے شمال کی جانب فروکش ہوتے پھر وہ جنوب مغربی حصے کی طرف جو کہ وسط یورپ ہے جاتے تھے۔ ان متعدد قبائل کو سلاف یا سکلاف کہا جاتا تھا ان کے راستے میں سیکسن، اور ہُن وغیرہ قبائل یورپ حائل تھے۔ اس سلاف یا سکلاف کی ان سے جنگ ہوتی تھی اور اس زمانے میں دستور تھا کہ جو افراد لڑائی میں گرفتار ہو جائیں ان کو غلاموں کی طرح بیچ دیا جاتا تھا۔ اس لئے گرفتار شدہ سلاف بھی بیچ دیئے جاتے۔ سوداگروں کی بڑی بڑی جماعتیں ان کو فرانس اور ہسپانیہ کے راستے سے افریقیہ کی طرف اور پھر وہاں سے شام اور مصر کی طرف لے جاتی تھیں۔ انگلستان وغیرہ کے تاجر بھی سلاف اور جرمنی گرفتار شدہ غلاموں کو بحر اسود اور ڈینوب کی جانب لے جایا کرتے

لہ قال ابو الهشیم المولے علی ستة اوجه المولے ابن العم والعم والاخ والابن والعصبات کلهم والمولے الناصر والمولے الولی الذی یلی علیك امرك والمولے مولی النعمة وهو المعتق انعم علی عبده یعتقه والمولے المعتق لانه نزل منزلة ابن العم ان تنصره ترثه ان مات ولا وارث به فهذا ستة اوجه۔ لسان العرب جلد ۲ ۲۸۹

تھے ۔ اہل جارجیا اور جرکس آج تک اپنی اولاد کو متاع و اسباب کی مانند بیچ دیتے ہیں۔ جب سوداگر اپنے تجارتی سفر مذکور سے واپس آتے اور غلام ان کے ساتھ ہوتے تو وہ غلاموں کو اپنے آگے اس طرح لے جاتے جیسا کہ بکریوں کو ہانک کر لے جایا جاتا ہے۔ یہ غلام مرد اور عورت سفید رنگ اور بڑے خوبصورت ہوتے تھے۔ پھر تاجر غلاموں سمیت فرانس میں آتے اور بعض ان کو ہسپانیہ میں لیجاتے تھے غلاموں کے قبائل سلاف کی جانب منسوب ہونے کی وجہ سے یورپ میں اس کا تلفظ سکلاف ہو گیا۔ اہل عرب نے لفظ سکلاف کو معرب کر کے صیقلبی بنا لیا (۱) صقلبی سے سفید رنگ کا غلام مراد ہوتا تھا۔ اسلامی تاریخ میں صقالبہ سے سلاف اور جرمنی کے غلام مراد ہیں۔ اسی بناء پر اہل انگلستان نے غلام کے لئے لفظ سلاف کو بدل کر slave اہل جرمن نے Sklave اور فرانسیسیوں نے Esclave استعمال کیا (۲) سروس لاطینی زبان کے لفظ Servus سے ماخوذ ہے جس کے معنے غلامی کے ہیں (۳) اس غلامی کا جسے سرف کہا جاتا ہے تمام یورپ میں رواج تھا۔ سرف غلام سے خاص قسم کا کام لیتے تھے لیکن slave بیچا جا سکتا تھا۔ نوکر چاکر کو عربی زبان میں قطین کہتے ہیں عمرو بن کلثوم کہتا ہے۔ بای مشیتہ عمرو بن ھند تکون لقیلکم فینا قطینا

فقہ میں غلامی کی تعریف

غلامی کی تعریف فقہاء اسلام کی اصطلاح میں حسب ذیل ہے ۔

وہ ایک حکمی عجز ہے جس کی وجہ سے شخص مذکور اپنے ولایات و تصرفات پر قادر نہیں ہوتا (۴)

۱؎ صقلب شہرے ست بہ صقلیہ صقالبہ گروہے از مردم کہ حد بلاد آنہا بہ بلاد خزر میان بلغر و قسطنطنیہ اتصال دارد (منتہی الارب۔ ۲؎ جواہر القرآن۔ تفسیر سفشو لے۔ چیمبرس ڈکشنری۔ ۳؎ شارٹر اکسفورڈ انگلش ڈکشنری۔ ۴؎ الرق عجز حکمی لا یقدر صاحبہ علی التصرفات والولایات دستور العلماء جلد ۳ ص ۱۴۱ و ھکذا فی بعض کتب الفقہ۔

حکمی عجز سے معنوی عجز مراد ہے نہ کہ حسی اس لئے کہ کئی مرتبہ غلام حسی اور جسمانی طور پر آقا سے قوی ہوتا ہے۔ مگر غلام میں معنوی عجز پایا جاتا ہے۔

علماء یورپ کے نزدیک غلامی کی تعریف

علماء یورپ کے نزدیک کسی شخص کے تمدنی اور معاشرتی رواج کی بنا پر فطری آزادی سے محروم ہو کر کسی دوسرے شخص کی ملکیت ہو جانے کو غلامی کہتے ہیں۔ مختصر الفاظ میں غلامی ایسا تمدنی نظام ہے جس میں ایک شخص دوسرے شخص کی ملکیت ہو جاتا ہے (۱)

دوسرا سوال غلامی کے اقسام کے متعلق ہے۔

غلامی کے اقسام

غلامی کے پانچ قسم ہیں۔

۱۔ جنگ میں غالب فریق مغلوب فریق کے مردوں عورتوں اور بچوں کو گرفتار کر لیتا تھا اور یہ گرفتار شدہ اشخاص غلام ہوتے تھے۔

۲۔ بعض مرتبہ ماں باپ اپنے بچوں کو اور بعض مفلس اپنے آپ کو بیچ ڈالتے۔ اور وہ غلام ہو جاتے تھے۔

۳۔ جن اشخاص کو دشمن کے ملک سے چوری یا زبردستی لایا جائے ان کو غلام بنا لیا جاتا تھا۔

۴۔ مقروض جو قرض ادا نہیں کر سکتے تھے۔ قارضوں کے غلام ہو جاتے تھے۔

۵۔ مذکرہ صدر غلاموں کی اولاد بھی غلام ہوتی عربی زبان میں ایسے غلام کو قن کہتے ہیں (۲)

مورخین یورپ کے نزدیک غلامی کے دو قسم ہیں۔

۱۔ داخلی غلامی وہ ہے کہ ایک قبیلہ کے ارکان اپنے ہی قبیلہ کے بعض افراد کو غلام بنا لیں۔

لے انسائیکلوپیڈیا آف ریلیجن اینڈ ایتھکس مطبوعہ ۱۹۲۱ء جلد ۱۱ ص ۵۹۵

لے القن ھو الذی ملک ھو والبواہ۔ لسان العرب باب ن ص ۲۸۳

Marfat.com

۲- خارجی غلامی وہ ہے کہ ایک قبیلہ دوسرے قبیلہ کے سب یا بعض افراد کو غلام بنا لے[1]

غلامی کے رواج کی ابتدا

تیسرا سوال یہ ہے کہ غلامی کا رواج کب سے شروع ہوا؟

شروع زمانہ میں سب لوگ ایک ہی قوم اور جماعت تھے۔ جو چند سادہ تمدنی و معاشرتی اصولوں کے پابند تھے اور عقلی شریعت کے پیرو تھے پھر ان میں فساد و اختلاف پیدا ہوا تو ان اختلافات کو رفع کرنے کے لئے پیغمبر بھیجے گئے۔ فرمایا

کان الناس امۃ واحدۃ فبعث	لوگ ایک ہی قوم تھے پھر وہ مختلف ہو گئے تو اللہ نے
اللہ النبیین مبشرین ومنذرین ص	بشارت دینے والے اور خوف دلانے والے پیغمبر بھیجے
وانزل معھم الکتٰب بالحق لیحکم بین	اور ان پر سچائی کے ساتھ کتابیں نازل کیں تاکہ وہ
الناس فیما اختلفوا فیہ الآیۃ۔ بقرہ ۲۱۴	لوگوں کے اختلافی امور کا فیصلہ کریں۔

قاضی عبد الجبار آیت متذکرہ صدر کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ ایسا ہو سکتا ہے کہ حضرت آدم اور ان کی اولاد پہلے عقلی شریعت سے استدلال کرنے پر متفق تھی۔ پھر ان کی اولاد میں اختلاف پیدا ہو جانے کی وجہ سے آدم کو ان کی جانب پیغمبر بنا کر بھیجا گیا ہو۔ (۲)

توریت کتاب پیدائش باب ۴ درس ۲۵ سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت آدم کی زندگی میں ہی شیث ہابیل اور قابیل ان کے بیٹے اور پوتے پیدا ہو گئے تھے اور ان میں اختلاف اور فساد نمودار ہو گیا تھا۔

جب نوع انسانی میں اختلاف کی وجہ سے جنگ کی ابتدا ہوئی تو اس کے ساتھ

۱؎ انسائیکلوپیڈیا آف ریلیجن اینڈ ایتھکس۔

۲؎ تفسیر کبیر جلد ۲ - ص ۲۰۲ - ۲۰۳

Marfat.com

ہی غلامی نے جنم لیا۔ غالب فریق کے مغلوب پر فتح حاصل کر لینے کی وجہ سے یہ سمجھا گیا کہ فاتح فریق سچائی پر تھا اسی وجہ سے اسے فتح حاصل ہوئی ہے۔ اس لئے غالب فریق کو اس امر کا مستحق قرار دیا گیا کہ وہ مفتوح فریق کے افراد کو گرفتار کر کے قید کر لے یا انہیں جان سے مار ڈالے یا بیچ دے یا آزاد کر دے۔ انسانی زندگی میں غلامی کے تین دور ہیں۔

غلامی کا پہلا دور

غلامی کا پہلا دور

قدیم زمانے میں روم کبیر یونان ایران مصر چین اور ہندوغیرہ میں غلاموں کی حالت بہت بُری تھی۔ انہیں انسان سمجھنے کے بجائے شے یا آلہ سمجھا جاتا اور ہر قسم کی سختی اور سزا ان پر وارد کی جاتی تھی۔ تفصیل حسب ذیل ہے :-

روم میں غلامی

روم کبیر روم کے قدیم عہد میں غلام کو شخص کی بجائے شے تصور کیا جاتا۔ جس طرح ایک شے کے کئی مالک ہو سکتے ہیں۔ اسی طرح غلام کے بھی متعدد مالک ہو سکتے تھے۔ کسی آقا کو غلام کے متعلق حین حیاتی حق اور کسی کو کامل ملکیت کا حق حاصل ہوتا ۔ مگر غلام کو کسی قسم کا حق نہ تھا اور وہ کسی چیز کا مالک نہیں ہو سکتا تھا۔ فرق اتنا ضرور ہے۔ کہ آقا کے غلام پر اختیار ملکیت کو پوٹسٹاس potestas اور شے پر ملکیت کے اختیار یا حق کو ڈومینیم Dominium کہتے تھے۔ روم کے شروع عہد میں غلاموں کی تعداد تھوڑی تھی۔ لیکن جمہوریت کے زمانہ میں تعداد مذکور بہت بڑھ گئی۔ کیونکہ جنگ کے گرفتار شدہ اشخاص غلام بنا لئے جاتے تھے۔ اگر ماں باندی ہوتی تو بچہ غلام ہوتا تھا۔ روم کے قدیم قانون کی رُو سے جو شخص مردم شماری یا فوجی خدمت سے گریز کرتا اُسے دریائے ٹائبر سے عبور کرانے کے بعد غلام کی طرح بیچ دیا جاتا اور مالک کو یہ اختیار حاصل تھا کہ وہ غلام کو جس طرح پر چاہے

Marfat.com

سزا دے جان سے مار ڈالے یا ایذا پہنچائے - تازیانے لگوائے یا اس کی کسی درندے سے کشتی کروائے - کبھی غلام کے ہاتھ اور پاؤں میں زنجیر ڈال دیا جاتا تھا اگرچہ اہل روم سب لوگوں کو پیدائشی طور پر آزاد تسلیم کرتے تھے - مگر وہ مندرجہ ذیل صورتوں میں غلامی جائز سمجھتے تھے -

۱ - جو افراد جنگ کے ذریعہ سے حاصل کئے جائیں وہ غلام ہوتے اور ایسے غلاموں کی تعداد روم میں زیادہ تھی -

۲ - غلاموں کی اولاد -

۳ - مقروض یا دوسرے اشخاص جو قانون کے حکم یا اثر سے غلام بنائے جائیں -

رومی سوداگر غلاموں کو اونچی جگہ پر بٹھاتے تاکہ خریدار ان کو اچھی طرح دیکھ سکے - اگر خریدار چاہتا تو غلام کو ننگا کر کے بھی دیکھ سکتا تھا تاکہ اسے معلوم ہو جائے کہ اس میں کوئی جسمانی نقص یا عیب ہے یا نہیں - دانشور اور تربیت یافتہ غلاموں اور خوبصورت باندیوں کی قیمت زیادہ ہوتی تھی جو غلام کاہنوں اور حاکموں وغیرہ کی امداد کے لئے متعین کئے جاتے وہ ان غلاموں کے مقابل میں جو آقا کی خدمت کے لئے مقرر کئے جاتے اچھی حالت میں ہوتے تھے -

سب سے پہلے قانون پٹرونیا وضع ہوا اس قانون کی رو سے کوئی مالک بجز حاکم کی اجازت کے کسی غلام کی کشتی کسی درندے سے نہیں کرا سکتا تھا - اس کے بعد آنتن اور گلاڈیس نے کسی حد تک غلاموں سے بدسلوکی کی ممانعت کی - اور جسٹی نین کے زمانہ میں تسلیم کیا گیا کہ اگر ماں استقرار حمل کے وقت سے لے کر پیدائش تک کسی وقت بھی آزاد ہو جائے تو بچہ آزاد پیدا ہوگا - روم میں یہ قانون تھا کہ اگر مقروض قرضے میں گرفتار ہونے کے بعد قرضہ ادا نہ کر سکے تو قارض مقروض کو بیچ سکتا تھا جسے Manusinjectio کہتے تھے - اور

Marfat.com

اس چور کو جو چوری کے وقت گرفتار کیا جائے غلام بنا لیا جاتا تھا (۱)

جسٹی نین کی کوشش غلاموں کی تدریجی آزادی کے لئے قابل ستائش ہے۔ اگرچہ رومی پیدائشی طور پر آزادی کو تسلیم کرتے تھے۔ مگر ان کا ملکی قانون غلامی کو جائز قرار دیتا تھا۔ قانون کی رُو سے غلاموں کو شادی کرنے کی آزادی نہ تھی۔ ماں باپ بھائی اور بہن سے ان کا رشتہ تسلیم نہیں کیا جاتا تھا۔ غلام کسی جائداد کا مالک نہ تھا۔ تجارت کے کام میں مصروف ہونے سے جو منافع حاصل ہو اس میں سے شریک تجارت غلام کو کچھ منافع دیا جاتا اور کبھی یہ شرط کر لی جاتی کہ اگر غلام اس قدر سرمایہ حاصل کر لے جو منافع کے ذریعہ سے حاصل ہونا تھا تو وہ آزاد کر دیا جائیگا۔ (مکاتبت)

یونان

یونان میں غلامی

ہومر کی نظموں سے قدیم یونان کے نظم ونسق کا پتہ چلتا ہے۔ یونان متعدد ریاستوں اور آبادیوں کا مجموعہ تھا۔ اس کی ہر ریاست دوسری ریاست سے برسرپیکار رہتی اور مغلوب فریق کو غلام بنا لیتی تھی ۶۳۲ قبل مسیح میں ڈریکو کو قانون وضع کرنے کے لئے کہا گیا۔ مگر اس قانون کے رُو سے کاشتکاروں اور غریب اشخاص کی حالت میں کچھ اصلاح نہ ہو سکی۔ کاشتکاروں کو زرعی پیداوار کا چھٹا حصہ دیا گیا جس سے ان کا گذارہ نہیں ہوتا تھا۔ اس لئے وہ مالکوں سے قرض لیتے۔ مگر سود کی شرح گراں ہونے کی وجہ سے وہ قرض ادا نہیں کر سکتے تھے۔ اس لئے غریب طبقہ کے افراد مالدار افراد کے پاس قرض کے عوض غلام بن جاتے تھے۔ سولن نے جو بڑا مقنن اور شاعر تھا۔ اس قسم کے سب قرضے منسوخ کر دیئے تھے۔

ك - گیئس (Gaius) کتاب ۳ فقرہ ۱۸۹۔ سلیوری ان دی رومن امپائر مصنف۔ آر۔ ایچ بارو۔ گیئس کی ولادت و وفات کی تاریخ و سن معلوم نہیں مگر وہ ہیڈرین (۱۱۷ء تا ۱۳۸ء) کے عہد میں موجود تھا اور بادشاہ کموڈس کے زمانے تک زندہ رہا۔

135899

حکماء یونان کی یہ رائے تھی کہ نوع انسان پیدائشی طور پر دو حصوں میں منقسم ہے۔ آزاد اور غلام اس لئے تمدنی طور پر غلامی کا وجود نہایت ضروری ہے ارسطو کے نزدیک بھی نوع انسان کی تقسیم مذکور درست تھی۔ ارسطو کا قول تھا۔

بندہ آلتے است دارائے جاں یا کالائے است زندہ (ترجمہ یونانی عبارت)

افلاطون کی یہ رائے تھی کہ یونانیوں کو غلام نہ بنایا جائے۔ غلام دوسری قوم سے ہونے چاہئیں۔

یونان میں غلاموں کے کئی قسم تھے جو غلام یونانی نسل سے تھے وہ کاشت پر آقا کو لگان ادا کرتے اور اس کے ساتھ جنگ میں شریک ہوتے۔ یونانی جن اشخاص کو لڑائی میں فتح کر کے لاتے وہ مفتوحہ ملک کی زمین کی مانند یونانی فاتحوں کے مملوک ہو جاتے تھے۔ بعض غلام خرید کے ذریعہ سے حاصل کئے جاتے۔ یونان میں زیادہ تر اسی قسم کے غلام تھے۔ کئی مرتبہ ساحل سمندر کے باشندے بعض افراد کو جبراً اٹھا لاتے اور انہیں قبرس۔ ساقوس۔ صاقس وغیرہ یونانی آبادیوں میں بیچ دیتے تھے۔ یونانی غلاموں کو کرایہ پر بھی دیا جاتا تھا۔ آتن میں کوئی گھر غلام کے بغیر نہ تھا۔ مالکوں کو غلاموں پر پورا اختیار تھا۔ یونانی مالک غلاموں کو کبھی تازیانہ وغیرہ کی سزا دیتے تھے۔ اگر غلام وحشی ممالک سے لایا جاتا اور اس کے بھاگ جانے کا اندیشہ ہوتا تو اس کی پیشانی کو داغ دیا جاتا تھا۔ آتن میں آزاد کردہ غلام بھی عمر بھر اپنے مالک کے قبضہ میں رہتا تھا۔ غلام غریبوں کی سی زندگی بسر کرتے تھے۔ بعض غلاموں کو چوکیداری کے لئے خاص کر دیا جاتا۔ غلاموں کو شہری آدمیوں کے حقوق حاصل نہ تھے۔ وحشی غلام دوسری جائداد کی مانند قابل انتقال و فروخت تھے۔ تھریشیا میں یونانی اپنی اولاد کو بیچ دیتے۔ ایتھنز میں غلاموں کی حالت اچھی تھی۔ بعض غلام یونان سے باہر بیچے نہیں جاتے تھے۔ وہ اپنے عیال و اطفال کے ساتھ

رہتے اور کچھ جائداد بھی پیدا کر سکتے تھے۔

ایران میں غلامی

ایران عہد قدیم میں اسور۔ بابل۔ مصر وغیرہ ایران میں شامل تھے۔ غلامی کا رواج اس میں قدیم ہی سے چلا آتا تھا۔ اسوریوں کے محلات آراستگی کی غرض سے غلام اور باندیوں سے پُر ہوتے تھے۔ دارائے اعظم کے عروج کا زمانہ ۴۸۵ - ۵۲۱ قبل مسیح تھا۔ اس بادشاہ کے عہد میں غلاموں سے چوکیداری اور زراعت اور آرائش کا کام لیا جاتا۔ لیکن ایران کے بعض حصوں میں بعض غلاموں کی آرائش کے لئے کچھ اوقات معین کر دیئے گئے تھے۔ ہیروڈٹس لکھتا ہے کہ ایرانی اپنے غلام کا پہلا قصور معاف کر دیتے۔ مگر دوسری مرتبہ کے ارتکاب پر مالک جو چاہے سزا دے سکتا تھا۔ یہاں تک کہ وہ اسے جان سے بھی ہلاک کر سکتا تھا۔

مصر میں غلامی

مصر مصر کے قدیم باشندے غلاموں کو کام کاج کے علاوہ اپنا جاہ وجلال دکھانے کے لئے بھی استعمال کرتے تھے۔ بادشاہوں۔ امیروں اور سرداروں کے محلات اور کاہنوں کے گھروں میں چند غلاموں کا ہونا ضروری تھا۔ جو اشخاص لڑائی میں گرفتار ہو کر آتے سلطنت انہیں حکومت کے متعلقہ کاموں میں لگا دیتی۔ اگر ان سے زیبائش و آرائش کا کام لیا جاتا جو ملکی مصلحتوں سے متعلق نہ ہوتا۔ تو ایسے غلاموں سے اچھا سلوک کیا جاتا تھا۔ قانون یہ تھا کہ اگر کوئی آزاد شخص غلام کو جان سے مار ڈالے تو آزاد بھی جان سے مار ڈالا جائے گا۔ مصری کبھی اپنی باندی کو اپنی بی بی کا درجہ بھی دے دیتے تھے۔

غلامی کا دوسرا دور

قرون وسطیٰ میں غلامی

قرون وسطیٰ میں غلامی کی کیفیت یہ تھی کہ روم کبیر کے قوانین کے مطابق غلام

Marfat.com

جانور کی مانند سمجھا جاتا۔ اور اِسے خود کوئی اختیار نہیں ہوتا تھا۔ آقا جس طرح پر
چاہے اسے رکھے۔ اگر وہ غلام کو قتل کر دینا چاہے تو قتل کر سکتا تھا۔ قوانین وحشی اقوام
میں بھی اسی قسم کے احکام تھے۔ قوانین متذکرہ سے ان اقوام کے قوانین مراد ہیں جو رومی صقلی
بستی کے اجتماع سے ایک قوم پیدا ہوئی ——— تھی۔ ان لوگوں نے کئی مرتبہ روم
پر حملے کئے۔ اس قوم کی مندرجہ ذیل شاخیں تھیں۔

گول ۱۔ گول یہ فرانس اور شمالی اٹلی کے وہ لوگ ہیں جو بلاد گول میں سکونت پذیر تھے۔ ان
کا ملک جزائر برطانیہ فرانس اور قدیم ہسپانیہ پر مشتمل تھا۔ ان کے غلام کاشتکاری کا
کام کرتے تھے سیسرو cicero کے زمانہ میں جو ۱۰۶ قبل مسیح میں پیدا ہوا اور بڑا
فصیح و بلیغ تھا۔ غلام بڑی درماندہ اور خستہ حالت میں رہتے اور بڑے ذلیل و
خوار تھے۔

اہل جرمن ۲۔ اہل جرمن۔ یہ وہ لوگ ہیں جو جرمنی میں سکونت پذیر تھے۔ ان کو قمار بازی کا
بڑا شوق تھا۔ غلاموں سے غلہ اور کپڑے کی معین مقدار وصول کرتے اور انہیں دوسرے
کاموں میں آزادی دیتے تھے۔

اہل فرنگ ۳۔ اہل فرنگ۔ یہ وہ آزاد اشخاص تھے جو رُود رَن کے کنارے پر اقامت گزیں تھے
یہ قوم دوسری اور تیسری مسیحی صدی میں نمودار ہوئی۔ اس قوم کے افراد بڑے نیرنگ باز
اور غدار تھے عہد و پیمان کے پابند نہ تھے۔ غلامی کا ان میں بہت رواج تھا قانون
نے مالکوں اور غلاموں کے درمیان تفریق کی دیوار حائل کر دی تھی۔ اگر کوئی آزاد
کسی باندی سے یا آزاد عورت کسی غلام سے شادی کرلے تو قانون کی رُو سے غلام اور
باندی کو قتل کر دینا جائز تھا۔ انگلستان میں حبشی
غلاموں کو افریقہ سے لاکر کان کنی کے کام پر معین کیا گیا۔ ۱۶۸۰ء سے لے کر ۱۷۰۰ء
تک تین لاکھ غلام افریقہ سے لائے گئے۔ غلاموں کی تجارت کا ملک التجار اور انگلستان

Marfat.com

میں اس تجارت کا بانی سر جان ہاکنس تھا۔

وسی گاتھ

۴۔ وسی گاتھ VISIGOTH یہ قوم قدیم قوم گاتھ کی شاخ ہے۔ جو کہ پہلے جرمنی میں آباد تھی۔ پھر سپین میں چلی آئی۔ اس قوم کے لوگ غلاموں کے حق میں بڑے سخت گیر تھے۔ اگر آزاد عورت کسی غلام سے شادی کر لے تو وہ دونو کو زندہ جلا دیتے تھے۔ اگر غلام کسی دوسرے مالک کا ہو تو شادی فسخ کر دی جاتی اور دونو کو تازیانے کی سزا دی جاتی تھی۔

استروگاتھ

۵۔ استروگاتھ OSTROGOTH۔ یہ اس قدیم قوم کی شاخ ہے۔ جو بڑی مدت تک اٹلی پر حکمران رہی اور لمبارڈ، Lambards وہ لوگ ہیں جو چھٹی صدی مسیحی سے آٹھویں صدی تک لمبردی (Lambardy) میں سکونت پذیر تھے۔ ان دونوں قوموں کا قانون غلامی کے متعلق بڑا سخت تھا۔ اگر آزاد عورت کسی غلام کے ساتھ شادی کر لیتی تو عورت کو قتل کر دیا جاتا تھا۔

اینگلوسیکسن

۶۔ انگلسا کسون (اینگلوسیکسن) یہ وہ جرمنی اقوام ہیں جو پانچویں صدی مسیح میں برطانیہ پر حملہ آور ہوئیں۔ انگریز اسی قوم کی نسل سے ہیں۔ اس قوم کے نزدیک غلاموں کے دو قسم تھے۔

۱۔ ایک وہ غلام جسے کسی شے یا جامہ کی مانند سمجھا جاتا۔ ایسے غلاموں کی خرید و فروخت جائز تھی۔

۲۔ وہ غلام جن سے کاشت کا کام لیا جاتا۔ ایسے غلاموں کو زمین کی مانند تصور کیا جاتا تھا۔ اس قسم کے غلام روپیہ جمع کر کے اپنے آپ کو آزاد کرا سکتے تھے۔

غلامی کا تیسرا دور

زنگیوں اور حبشیوں کی غلامی

انسانی زندگی کے اس آخری غلامی کے دور میں حبشیوں اور زنگیوں کو غلام بنایا جاتا تھا۔ ان کی غلامی رومیوں کی غلامی کی مانند تھی۔ پہلے جب نوآبادی فتح ہوتی

Marfat.com

تو اراضی مع کاشتکاروں کے فاتحوں کی ملکیت ہو جاتی۔ لیکن اس آخری دور میں جب جنگ وغیرہ کے ذریعے سے زمین حاصل کر لی جاتی تو کاشتکار وغیرہ موجود نہیں ہوتے تھے۔ اس لئے زنگیوں کو لانے کی ضرورت پڑتی تھی۔

فرانس کا سیاہ قانون ۱۶۸۵ء

پھر سیاہ قانون نافذ ہوا جس کے تمام قواعد و اصول فرانس نے غلامی کے متعلق ۱۷ مارچ ۱۶۸۵ء میں وضع کئے۔ یہ قانون اِن غلاموں اور آزاد اشخاص کے متعلق تھا جو فرانس کی نو آبادیوں میں آباد تھے۔ اس قانون کے نفاذ کی بہت مخالفت کی گئی۔ یہانتک کہ غلاموں کے حق میں اس قانون کی بھلائی جاتی رہی اور برائی باقی رہ گئی۔ اس قانون کی چند دفعات حسب ذیل ہیں۔

۱۔ اگر کوئی سیاہ غلام اپنے مالک یا کسی دوسرے آزاد شخص کا احترام نہ کرے اس کی سزا موت ہے۔

۲۔ اگر سیاہ غلام دوسری مرتبہ بھاگ جائے تو اس کے کان جڑ سے نکال دیئے جائیں اور لوہا تاپ کر اسے داغ دیا جائے۔ تیسری مرتبہ بھاگنے پر اسے جان سے مار ڈالا جائے۔

۳۔ اگر سیاہ غلام کے متعلق مالک یا رئیس کسی قصور کا الزام لگائے جس کی وجہ سے وہ قتل کا مستوجب ہو تو اسے قتل کیا جا سکتا ہے۔ مگر عدالت کو اس کے بری کر دینے کا اختیار ہے۔

۴۔ سیاہ چمڑے والوں کو یہ حق حاصل نہیں۔ کہ وہ علم حاصل کرنے کے لئے فرانس میں جائیں۔

امریکہ میں غلاموں کا قانون

سیاہ اشخاص کے متعلق امریکہ کے قوانین اس سے بھی زیادہ سخت تھے۔ امریکہ کے قانون کی چند دفعات حسب ذیل ہیں۔

۱۔ مالک کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ غلام کو بیچ دے یا کرایہ پر دے یا گرو کر دے

Marfat.com

یا جوئے میں ہار دے۔ غلام کو فرماں بری کے سوا کوئی چارہ نہیں۔

۲۔ غلام کو مالک کی مرضی کے بغیر کسی جگہ آنے جانے کا حق نہیں۔ وہ مالک کی موجود زمین سے باہر نہیں جا سکتا۔

۳۔ اگر سات غلام کسی جگہ جمع ہوں تو ان کا یہ فعل حکومت کے خلاف متصور ہوگا۔

۴۔ غلام شہادت نہیں دے سکتا بجز اس کے کہ وہ دوسرے غلام کے خلاف شہادت دے سکتا ہے۔ غلام کو حلف کے احترام کی وجہ سے حلف نہیں دی جا سکتی فرائض کی ذمہ داری میں وہ آزاد اشخاص کی مانند ہے یعنی جو حکم آزاد شخص کو تازیانہ یا قتل کی سزا دینے کے متعلق ہے وہ غلام کی نسبت بھی ہے۔

۵۔ اگر سفید چمڑے والا شخص کسی سیاہ چمڑے والے پر ظلم و تعدی کرے اور سیاہ شخص مدافعت کرتا ہوا سفید شخص کو جان سے مار ڈالے تو اس صورت میں بھی سیاہ آدمی قتل کا مستوجب ہوگا۔

۶۔ سیاہ غلام کو سفر کرنے کا اختیار نہیں۔ اسے پروانہ راہداری نہیں مل سکتا۔

۷۔ اگر سیاہ غلاموں میں سے کوئی شخص یا کوئی گروہ نافرمانی کی ہدایت کرے یا اس موضوع پر کوئی مقالہ یا رسالہ لکھے اور اسے شائع کر دے تو اسے سخت ترین سزا دی جائے گی۔

چوتھا سوال غلامی کے رواج کے اسباب کے متعلق ہے۔ *چوتھا سوال غلامی کے رواج کے اسباب*

غلامی کے رواج پذیر ہونے کے مندرجہ ذیل دو اسباب ہیں۔

۱۔ قدیم ترین زمانہ میں غالب فریق مغلوب فریق کے مردوں کو غلبہ پانے کے بعد قتل کر دیتا عورتوں اور بچوں کو زندہ رکھتا تھا۔ فرعون مصر کے بنی اسرائیل کے بیٹوں کو جان سے مار ڈالنے اور بیٹیوں کو زندہ رکھنے کا قرآن مجید میں بھی مذکور ہے۔ رفتہ رفتہ اس رواج میں اس قدر اصلاح ہوئی کہ زمانہ کی

Marfat.com

ضرورتوں سے مجبور ہو کر غالب فریق نے مردوں کو جان سے مار ڈالنے کی بجائے اسے اپنی خدمت۔ زراعت اور تجارت وغیرہ کاموں کے لئے وقف کر لیا۔ اس سے مالک کو مالی مفاد حاصل ہوتا تھا۔

۲۔ مشرقی ممالک میں غلام کم قیمت پر حاصل ہوتے اور انہیں صنعت وحرفت کے کاموں میں مصروف کرنے سے بڑا فائدہ ہوتا تھا۔ اس لئے ان ممالک میں غلامی کا زیادہ رواج ہو گیا۔ جن ملکوں میں غلام گراں قیمت پر ملتے۔ اور ان کے اخراجات بھی زیادہ تھے اور ان سے آمدنی کم ہوتی تھی وہاں رواج کم ہؤا

پانچواں سوال یہ ہے کہ مشہور اقوام عالم کی مذہبی کتابوں میں غلامی کے متعلق کیا احکام مذکور ہیں؟

یہودیوں۔ عیسائیوں اور ہندوؤں کی مذہبی کتابوں میں احکام حسب ذیل ہیں۔

یہود میں مسیح سے ۱۸۶۰ برس پیشتر حضرت ابراہیم کے زمانہ میں خادم اور نوکر رکھنے کا رواج تھا۔ دیکھو پیدائش باب ۲۴ ورس ۲۔ ۶۶

یہودیوں میں غلامی کا عام رواج تھا وہ خود بھی مصر میں صدیوں تک غلام رہ چکے تھے۔ پھر ان کو بخت نصر بابل کا بادشاہ غلام بنا کر لے گیا۔ جب پر ان کو اپنی غلامی کی شکایت تھی۔ دیکھو نحمیاہ باب ۵۔ ورس ۵۔

تورات یہودیوں کی سب سے بڑی مذہبی کتاب ہے اس میں یہودیوں (عبرانیوں) کو غلام بنانے اور غلاموں کو آقا کی فرمانبرداری کرنے کا حکم دیا گیا۔ اسرائیلی اور غیر اسرائیلی غلام میں تمیز کی گئی۔ اسرائیلی غلام چھ برس تک خدمت بجا لانے کے بعد آزاد ہو جاتا لیکن غیر اسرائیلی غلام کی غلامی ابدی ہوتی تھی۔ اگرچہ غلاموں پر ظلم کرنے کی اجازت نہ تھی۔ مگر غیر اسرائیلی غلام سے سختی کے ساتھ کام لیا جاتا تھا۔

حضرت موسیٰ نے مسیح سے ۱۴۹۱ برس پیشتر بنی اسرائیل کو یہ حکم سنایا:۔

Marfat.com

"کہ اگر تیرا بھائی جو تیرے پاس ہے مفلس ہو جائے اور تیرے ہاتھ بک جائے تو اس سے غلام کی مانند خدمت نہ لے بلکہ وہ مزدور اور مسافر کی مانند تیرے ساتھ رہے اور یوبلؔ کے سال تک تیری خدمت کرے ...... پھر اپنے غلاموں کی طرح بیچے نہ جائیں"۔ احبار باب ۲۵ درس ۹ سے ۴۱ تک۔

توراۃ میں اسرائیلی غلام کے متعلق احکام

خروج باب ۲۱ میں غلامی کے متعلق احکام مذکور ہیں۔

توراۃ میں غلامی کے متعلق عام احکام

"اب شرع کی رسوم جو تو انہیں بتائے گا یہ ہیں کہ اگر تو عبرانی غلام مول لیوے تو وہ چھ برس تک تیری خدمت کرے اور ساتویں برس مفت آزاد ہو جائے گا۔ اگر وہ اکیلا آیا تھا اکیلا جائے گا۔ اگر وہ جورو والا تھا تو اس کی جورو اس کے ساتھ جائے گی اگر اس کے آقا نے اس کا بیاہ کر دیا اور جورو اس کی اس سے بیٹے اور بیٹیاں جنی تو جورو بچوں سمیت آقا کی ہوگی اور وہ اکیلا چلا جائے گا اور اگر یہ غلام صاف کہے۔ کہ میں اپنے آقا اور اپنی جورو اور اپنے لڑکوں کو دوست رکھتا ہوں میں آزاد ہو کر چلا نہ جاؤں گا تو اس کا آقا اسے قاضیوں کے پاس لے جائے پھر اسے دروازے پر یا دروازے کی چوکھٹ پر لائے اور ستاری سے اس کا کان چھیدے اور وہ ہمیشہ اس کی غلامی کرے۔ اگر کوئی شخص اپنی بیٹی کو بیچے تاکہ باندی ہو تو وہ غلاموں کی طرح چلی نہ جائے گی۔ اگر اس کا آقا جس نے اسے اپنے لئے منگیتر کیا اس سے ناراض ہو تو ایسا ہو کہ اس کا فدیہ دیا جائے اس کو روا نہیں کہ اسے اجنبی قوم کے ہاتھ بیچے کیونکہ اس نے دغا بازی کی اگر وہ اس کی منگنی اپنے بیٹے کے ساتھ کرے تو وہ اس سے بیٹیوں کا سا سلوک کرے۔ اگر وہ اپنے لئے دوسری لے تو اس کے کھانے کپڑے اور ہم خوابی میں قاصر نہ ہو۔ اگر وہ یہ تینوں سلوک اس سے نہ کرے تو وہ مفت بغیر روپے دیئے آزاد چلی جائے اور اگر اپنے غلام یا لونڈی کو لاٹھیاں مارے اور وہ مار کھاتی ہوئی مر جائے تو اسے سزا دی جائے۔ لیکن اگر وہ ایک دن یا دو دن تک زندہ رہے تو اسے سزا

Marfat.com

نہ دی جائے اس لئے کہ وہ اس کا مال ہے۔ اور اگر کوئی اپنے غلام یا اپنی لونڈی کی آنکھ میں مارے کہ اس کی آنکھ پھوٹ جائے تو اس کی آنکھ کے بدلے اس کو آزاد کر دے اگر کوئی اپنے غلام یا اپنی لونڈی کا دانت توڑے تو اس کے دانت کے بدلے میں اسے آزاد کر دے۔ ورس ۱۱ سے ۱۱ تک ۲۰ - ۲۶

تورات کی عبارت متذکرہ صدر سے مندرجہ ذیل چھ نتائج اخذ ہوتے ہیں۔

۱- عبرانی غلام جو کہ اسرائیلی ہے چھ برس تک خدمت کرنے کے بعد خودبخود آزاد ہو جاتا تھا۔

۲- اگر آقا غلام کی کسی عورت سے شادی کر دے اور پھر وہ غلام آقا کے پاس سے جانا چاہے تو عورت اور اس کے بچے جو غلام سے پیدا ہوئے ہیں آقا کی ملکیت ہوں گے۔

۳- اگر غلام مذکور عورت اور بچوں سمیت ہمیشہ کے لئے آقا کے پاس غلامی میں رہنا چاہے تو اس غلام کا کان چھید دیا جائے گا۔

۴- اگر آقا اس اسرائیلی باندی سے جسے اس نے اپنا منگیتر بنایا تھا ناراض ہو جائے تو وہ اسے بیچ نہیں سکتا - فدیہ لے سکتا ہے۔
اگر اس نے وہ باندی اپنے بیٹے کے ساتھ منگنی کرنے کے لئے لی تھی تو وہ اسے بمنزلہ بیٹی کے تصور کرے گا۔ اگر آقا کسی دوسری عورت کو لے تو اسے باندی مذکورہ سے کھانے کپڑے اور ہم خوابی میں اچھا سلوک کرنا چاہئے۔ اگر متذکرہ صدر تین سلوک نہ کئے جائیں تو باندی آزاد ہو جائے گی۔

۵- اگر باندی آقا کے لاٹھیوں کے مارنے سے مر جائے تو آقا کو سزا دی جائے گی اگر باندی لاٹھیوں کے مارنے کے بعد ایک دن زندہ رہے تو آقا کو کوئی سزا نہیں ملے گی۔ کیونکہ باندی آقا کا مال تھا۔

۶- اگر غلام یا باندی کی آنکھ پھوڑ دی جائے یا دانت توڑ دیا جائے تو آزاد ہو جائینگے۔

Marfat.com

بنی اسرائیل کے سوا دوسری قوم کے غلاموں اور باندیوں کے متعلق توریت میں صراحت کے ساتھ مذکور ہے کہ وہ ہمیشہ کے لئے آقا کی ملکیت ہوں گے اور آقا کی وفات کے بعد اس کی اولاد کے غلام ہوں گے۔

احبار باب ۲۵ میں مذکور ہے۔

"تمہارے غلام اور تمہاری لونڈیاں جنہیں تم رکھو تو چاہئے کہ ان قوموں میں سے ہوں جو تمہارے آس پاس رہتی ہیں۔ تم ان میں سے غلام لونڈیاں مول لینا اور ان اجنبیوں کے لڑکوں میں سے بھی جو تم میں بود و باش کرتے ہیں اور ان کے گھرانوں میں سے جو تمہاری زمین میں پیدا ہوئے ہیں مول لیجیو۔ وے تمہاری ملکیت ہوں گے اور تم انہیں میراث کے طور پر رکھو کہ تمہارے بعد تمہارے لڑکوں کی میراثی ملکیت ہوں وے ابد تک تمہارے بردے ہیں۔ لیکن تم اپنے بھائیوں سے جو بنی اسرائیل ہیں۔ ایک دوسرے پہ سختی کر کے خدمت نہ لو۔ ورس ۴۴-۴۵-۴۶

توریت کی تصریح مذکور سے ثابت ہے کہ غلاموں اور لونڈیوں کو بیچنا اور خریدنا جائز تھا اور ان کی غلامی موروثی اور ابدی تھی۔

انجیل اور غلامی

انجیل میں کسی جگہ غلامی کے خلاف کوئی حکم مذکور نہیں۔ چاروں انجیلیں اس پر ساکت ہیں۔ انجیل متی کے باب ۲۱-۲۲-۲۵ میں غلاموں کا ذکر بطور تمثیل کیا گیا ہے۔ لیکن عہد جدید کے دوسرے صحیفوں میں غلاموں کو اپنے آقاؤں کے خدمت بجا لانے کی ہدایت بڑی تاکید کے ساتھ کی گئی۔ خاصکر پطرس حواری نے مسیح سے ۶۰ برس بعد اور پولوس حواری نے مسیح سے ۶۵ برس بعد مندرجہ ذیل پیغام مسیحیوں کو سنایا۔

۱۔ اے نوکرو تم ان کے جو تمہارے جسم کے خاوند ہیں اپنے دلوں کی صفائی سے ڈرتے اور تھرتھراتے ہوئے ایسے فرمانبردار رہو جیسے مسیح کے۔ افسیون باب ۶ ورس ۵

۲۔ اے چاکرو کمال ادب سے اپنے خاوندوں کے تابع رہو۔ ۱۔ پطرس باب ۲ ورس ۱۸

۳- اے نوکرو- تم ان کے جو دنیا میں تمہارے خاوند ہیں سب باتوں میں فرمانبردار ہو۔" افسیون باب ۳ ورس ۲۲

پطرس حواری اور پولوس حواری کے پیروؤں نے غلامی کو مباح قرار دیا قسیس سیپریانوس نے غلامی کے جواز کا فتویٰ دیا تھا۔ فرانس کے مشہور اسقف مان بھی غلاموں کی تجارت کو جائز قرار دیتے تھے۔ پطرس لاروک نے اس موضوع پر کہ دین مسیحی میں غلامی جائز ہے ایک کتاب تصنیف کی تھی۔

ہندوؤں میں غلامی

ہنود میں غلامی

آریہ اقوام کا اصلی وطن ایشیا میں کوہ پامیر کے قریب تھا یہ لوگ پہلے خانہ بدوش تھے۔ مویشی چراتے تھے پھر وہاں سے نکل کر ہندوستان فارس اور یورپ میں پھیل گئے۔ جب وہ ہندوستان میں داخل ہوئے تو انہوں نے بھیل۔ گونڈ وغیرہ اقوام سے جو ہندوستان کے اصلی باشندے تھے جنگ کی ان میں سے بعض کو غلام بنالیا۔ ہندوستان میں غلامی کا رواج قدیم تھا۔ ہند کے سب سے بڑے شارع اعظم منو نے جس کا زمانہ ۲۰۰-۶۰۰ قبل مسیح کے درمیان تھا ہندوؤں کو چار قوموں میں تقسیم کر دیا۔ برہمن۔ کشتری۔ ویش۔ شودر۔ منو کے نزدیک شودر دوسری قوموں کی غلامی کے لئے پیدا کئے گئے ہیں۔ منو کی تعلیم یہ ہے کہ شودر عورت سے جو بچہ پیدا ہو وہ اپنے باپ برہمن کی جائداد سے صرف دسواں حصہ لے سکتا ہے برہمنی کا بیٹا چار حصے کشتری عورت کا تین حصے اور ویش عورت کا دو حصے لے گا۔ یہ کل نو ۹ حصے ہوئے۔ دیکھو منوسمرتی ادھیائے ۱۹ اشلوک ۱۵۰- ۱۵۱- ۱۵۲

منوسمرتی میں غلاموں کے اقسام

منوسمرتی میں غلاموں کے حسب ذیل اقسام لکھے ہیں۔

" لڑائی میں فتح کیا ہوا [1]۔ خوراک پر غلامی کو منظور کرنے والا [2] اور کسی جرم کے عوض غلامی کو منظور کرنے والا [3]۔ باندی سے پیدا شدہ [4]۔ خرید کیا ہوا [5]۔ روپیہ یا پیسہ [6] کے ذریعہ سے حاصل شدہ۔ بزرگوں سے ورثے میں ملا ہوا [7] اور بھگت [8] یہ سب داس ہیں۔

Marfat.com

ادھیائے ۸ اشلوک ۴۱۵

منو کے قانون کے مطابق غلام کسی دولت کا مالک نہیں ہو سکتا۔ اگر وہ مال جمع کرلے تو آقا اس کا مالک ہوگا۔ منو سمرتی ادھیائے ۸ میں مذکور ہے۔ (منوسمرتی میں غلاموں کے متعلق احکام)

"اپنی عورت کے لڑکے اور غلام یہ سب جس دولت کو جمع کریں وہ سب دولت ان کے مالک کی ہے اور یہ اس مالک کی زندگی میں حقدار نہیں۔ ۴۱۶

برہمن شودر سے دولت لے اور اس میں کچھ و چار نہ کرے کیونکہ دولت شودر کی ملکیت نہیں وہ بے زر ہے وہ جو دولت جمع کرتا ہے۔ اس کا مالک اس کا آقا ہے۔" ۴۱۷

اشلوک مذکور سے ثابت ہے کہ ہندوستان میں قدیم مذہبی حکم یہ تھا کہ غلام کسی شے کا مالک نہیں۔ دھرم شاستر میں غلام کو مویشی کی مانند قرار دیا گیا کہ وہ دو پایہ مویشی ہے جو کسی چیز کا مالک نہیں ہوتا۔ خواہ اس کی اپنی پیدا کردہ ہو۔ اگر اس نے آقا کی جان بچائی ہے تو وہ آزادی طلب کر سکتا ہے۔ صحیح النسب اولاد کے موجود نہ ہونے کی صورت میں باندی کا بچہ وارث ہوتا ہے۔

نارد کے نزدیک قماربازی میں ہار جانا یا قرض ادا نہ کر سکنا بھی غلامی کی وجہ بن سکتا تھا۔

چھٹا سوال یہ ہے کہ عرب کے عہد جاہلیت میں کس قسم کی غلامی موجود تھی؟ (چھٹا سوال)

جاہلیت کے زمانہ میں جو غلامی پائی جاتی تھی وہ اس غلامی کی مانند تھی جس کا رواج یہودیوں میں تھا اس لئے کہ جب یہودی مسیح سے قریباً ۱۳۰۰ برس پیشتر ہجرت کر کے عرب میں داخل ہوئے تو وہ اپنے رسم و رواج اپنے ساتھ لائے اور وہی رواج اہلِ عرب نے اختیار کر لیا۔ انہی میں غلامی کا رواج بھی تھا۔ یہودیوں میں لڑائی میں مغلوب اشخاص غلام بنائے جاتے اور غلامی کی خرید و فروخت مذہبی طور پر جائز تھی۔ (عہد جاہلیت میں غلامی) (یہودیوں کا عرب میں ہجرت کر کے آنا)

Marfat.com

جاہلیت کے زمانہ میں اہل عرب کا بھی یہی دستور تھا۔ یہودی عرب میں صدیوں سے آباد تھے۔ ان کے قدیم حالات عہد عتیق کے صحیفوں میں مذکور رہیں۔ یہودیوں کے عرب میں داخل ہونے کے ۲ دو دور ہیں۔

پہلا دور ۱۳۰۰ برس قبل مسیح سے شروع ہو کر ۵۰۰ قبل مسیح تک ختم ہوتا ہے۔

دوسرا دور ۵۰۰ قبل مسیح سے حضرت عمرؓ کے دور خلافت میں یہودیوں کے عرب سے بلاوطن کئے جانے تک ہے۔

ہجرت شمعونیہ

بنی اسرائیل میں سے بنی شمعون کی عرب کی طرف سب سے پہلی ہجرت کا حال تواریخ اول باب ۴ میں مذکور ہے یہ ہجرت۔ ہجرت شمعونیہ کہلاتی ہے۔

"یہ (بنی شمعون) جن کے نام مذکور ہوئے اپنے اپنے گھرانوں کے سردار تھے۔ ان کا آبائی گھرانہ بہت بڑھ گیا اور وے جدور کی درآمد تک اس وادی کے پورب میں اپنے گلوں کے لئے چراگاہ ڈھونڈنے گئے وہاں انہوں نے ستھری اور اچھی چراگاہ پائی کہ وہ زمین وسیع اور چین اور سکھ کی جگہ تھی۔ عام لوگ قدیم سے اس میں رہتے تھے اور وے جن کے نام لکھے گئے ہیں۔ شاہ یہوداہ حزقیاہ کے دنوں میں چڑھ آئے اور انہوں نے ان کا پڑاؤ مارا اور معونیم کو جو وہاں ملے قتل کیا ایسا کہ وے آج کے دن تک نابود ہیں۔ اور ان کے گھروں میں آپ رہے کیونکہ ان کے گلوں کے لئے وہاں چرائی تھی۔ اور ان میں سے یعنی شمعون کے بیٹوں میں سے پانچ سو ۵۰۰ مرد شعیر کے پہاڑ پہ گئے اور یسعی کے بیٹے فلطیاہ اور نعریا اور رفامیاہ اور عزیئیل ان کے سردار تھے۔ اور ان باقی عمالیقیوں کو جو بھاگ نکلے تھے قتل کیا اور آج کے دن تک وہاں بستے ہیں۔ ورس ۳۸ سے ۴۸ تک

دوزی اور مارگولیس کی رائے

دوزی اور مارگولیس میں جو کہ یورپ کے مشہور مستشرق ہیں۔ بنی شمعون کے عرب میں عمالقہ کو تباہ کرنے کے بعد آباد ہونے کے زمانے کے متعلق اختلاف ہے۔ دوزی کے نزدیک یہ زمانہ حضرت داؤد سے پہلے ایک ہزار برس قبل مسیح تھا۔ مارگولیس کے نزدیک

ہجرت مذکور اسرائیل کے بادشاہ حزقیاہ کے عہد میں ۶۹۰ - ۷۱۷ قبل مسیح میں ہوئی تھی قبیلہ شمعون کے فلسطین کی جانب ۱۲ شہر آباد تھے جو یوشع بن نون کے بلاد کنعان پر غالب آنے کے بعد ان کی سلطنت میں شامل ہو گئے۔ مزید تفصیل کے لئے دیکھو قضاۃ یعنی قاضیوں کی کتاب باب ۱ ورس ۳۔ یوشع بن نون باب ۱۹ ورس ۱۔ ۹ سلاطین اول باب ۱۹ ارمیاہ باب ۴ - ورس ۱۱ حزقیاہ باب ۲۷ - ورس ۲۔

آغانی میں مذکور ہے کہ عرب میں بنی اسرائیل سے پہلے عمالقہ اقامت گزیں تھے۔ اور حجاز میں ان کا بادشاہ ارقم تھا۔

یہودیوں اور اوس وخزرج کی موالات

یہودی یثرب (مدینہ) میں یمن کے عربوں اوس و خزرج کے وطن اختیار کرنے سے پہلے مقیم تھے۔ جب اوس اور خزرج کے امیر مالک بن عجلان نے شام کے شاہ غسان کی مدد سے مدینہ کے یہودیوں کو تنگ کرنا شروع کیا تو وہ اوس خزرج کے موالی بن گئے اور آنحضرتؐ کے زمانے تک موالی تھے (۱)

جاہلیت میں غلاموں کے اقسام

جاہلیت میں غلاموں کے پانچ اقسام تھے۔

۱- جنگ میں قید ہو کر آنے والے غلام
۲- خرید کے ذریعہ سے حاصل ہونے والے
۳- قمار بازی میں شرط ہارنے پر غلامی اختیار کرنے والے
۴- قرض ادا نہ کر سکنے والے مقروض
۵- قِنّ

قن کی تعریف

قِنّ وہ غلام تھے جو اراضی کی کاشت کا کام کرتے اور اراضی کے بک جانے سے ساتھ ہی بک جاتے۔ جیسا کہ روم کبیر کی سلطنت میں سرف (serf) تھے۔

غلامی کی شرط پر قماربازی

ابولہب اور عاص بن ہشام نے جوا کھیلا۔ شرط یہ تھی کہ جو ہار جائے وہ

لہ آغانی جلد ۱۹ ص ۹۷

Marfat.com

جیتنے والے کا غلام ہوگا۔ عاص ہار گیا۔ اس لئے وہ ابو لہب کا غلام بن گیا (۱)

عرب حبشی وغیرہ وحشی اقوام سے جو ان کے پڑوس میں بستیں غلام خریدتے تھے جن اشخاص کو لڑائی میں قید کر لیتے انہیں بھی غلام بنا لیتے تھے۔ غلاموں کے سوداگر غلاموں کو جزیرہ عرب میں لا کر جب منڈیاں لگتیں۔ اسباب و متاع کی طرح بیچتے تھے۔ قریش غلاموں کو اس طرح خریدتے جیسا کہ کپڑا یا سامان خریدا جا رہا ہے۔ عبد اللہ بن جدعان تیمی جو حرب فجار میں قریش کا رئیس تھا غلاموں کی تجارت کا ملک التجار تھا (۲) جیسا کہ انگلستان میں سرہاکنس تھا۔ جاہلیت میں عرب ایک دوسرے کو غلام بطور تحفہ دیتے اور وہ دوسری چیزوں کی مانند ترکے میں مالکوں کے وارثوں کو پہنچتے تھے۔ بشار بن عبد مشہور اسلامی شاعر اور اس کی ماں قبیلہ ازد کے ایک شخص کے غلام تھے۔ شخص مذکور کی بنی عقیل میں شادی ہوئی تو بشار اور اس کی ماں مہر میں دیئے گئے (۳) اگر کوئی شخص غلام خریدتا تو وہ غلام کی گردن میں رسی ڈال کر اسے اپنے گھر کی جانب لے جاتا تھا (۴) جب حمیر کے بادشاہ ذوالکلاع کا وفد حضرت ابوبکرؓ کے پاس حاضر ہوا تو اس وفد کے ساتھ ایک ہزار غلام تھے (۵)

جاہلیت میں غلاموں کی تجارت

عرب میں کسی شریف عورت کا گھر غلاموں سے خالی نہ تھا۔ یہ غلام مالک کی خدمت بجا لاتے۔ عبد اللہ بن ابی ربیعہ کے بہت سے حبشی غلام تھے جن میں سے بعض جنگی خدمات انجام دیتے تھے (۶)

جاہلیت میں غلاموں کی کثرت اور ان کے حقوق

مال غنیمت میں غلام کو حصہ نہیں ملتا تھا وہ حصہ اس کا مالک لے جاتا تھا (۷)

عرب جاہلیت میں کسی اہم سبب کے بغیر غلام آزاد نہیں کرتے تھے اگر غلام آزاد ہونا

---

۱ آغانی جلد ۳ صفحہ ۱۰۰ ۲ مسعودی جلد ۱ صفحہ ۱۱۹ ۳ آغانی جلد ۳ صفحہ ۲ ۴ مسعودی جلد ۱ صفحہ ۲۸۲
۵ حوالہ مذکور صفحہ ۲۸۷ ۶ آغانی جلد ۱ صفحہ ۳۲ ۷ معارف ابن قتیبہ صفحہ ۱۲

چاہتا تو مالک سے کہتا کہ اسے کسی اور شخص کے پاس بیچ دیا جائے مالک زیادہ قیمت لے کر اسے کسی دوسرے شخص کے پاس بیچ دیتا تھا۔ اور معزز قبیلے کے غلام کے بدلے دوسرے قبیلے کا آزاد شخص اور عورت کے بدلے مرد اور کبھی ایک مرد کے بدلے دو مرد قتل کر دیئے جاتے تھے۔ ۳ھ میں عضل اور قارہ کے کچھ اشخاص آنحضرتؐ کے پاس آئے عرض کیا کہ اپنے صحابہ میں سے کچھ لوگوں کو قرآن مجید پڑھانے اور اسلامی شریعت کی تعلیم دینے کے لئے ہمارے ہاں بھیج دیجئے۔ آپؐ نے دس آدمی روانہ کئے۔ اس سریہ کا سردار یا امیر عاصم بن ثابت اور بعض کے نزدیک مرثد بن ابی مرثد تھا۔ عاصم اور مرثد کے سوا عبداللہ بن طارق۔ خُبیب بن عدی۔ زید بن وثنہ وغیرہ بھی شریک تھے۔ لے جانے والوں نے اس سریہ کے ساتھ بد عہدی کی۔ الرجیع پہنچ کر جو ہذیل کی گھاٹ ہے۔ آنحضرتؐ کے فرستادوں کو گھیر لیا۔ صحابہ نے بھی تلواریں سونت لیں۔ مگر یہ سب شہید ہو گئے۔ انہوں نے زید۔ خبیب۔ عبداللہ بن طارق کو گرفتار کر لیا۔ عبداللہ بن طارق نے اپنا ہاتھ رسی سے چھڑا لیا۔ مگر انہیں پتھر مار کر شہید کر دیا گیا خبیب اور زید کو مکے میں لے جا کر فروخت کر دیا۔ زید کو صفوان بن امیہ نے اپنے باپ کے عوض قتل کئے جانے کے لئے خریدا اور خبیب بن عدی کو حجیر بن ابی وہاب نے اپنے بھانجے عقبہ بن حارث کے لئے خریدا تاکہ وہ انہیں اپنے باپ کے بدلے قتل کر دے کیونکہ خبیب نے حارث کو غزوہ بدر میں قتل کیا تھا وہ زید اور خبیب دونوں کو قتل کرنے کے لئے جبل تنعیم میں لے گئے اور اس وقت قریش مکہ کے کچھ لوگ بھی جمع ہو گئے تھے۔ ان میں ابوسفیان بھی تھا۔ ابوسفیان نے زید سے کہا۔

انتقامی قتل کے لئے غلاموں کی خرید

حضرت زید کی شہادت

زید کا اسیری کی حالت میں آنحضرت پر جاں نثاری کا اظہار

اتحب ان محمدا الآن عندنا مکانک	کیا تم پسند کرتے ہو کہ ہمارے پاس تمہاری جگہ محمدؐ ہوتے
نضرب عنقہ وانک فی اھلک	کہ ہم ان کی گردن مارتے اور تم اپنے گھر والوں میں ہوتے۔

Marfat.com

زید نے جواب دیا

واللہ ما احب ان محمداً الآن فی مکان الذی ھو فیہ تصیبہ شوکۃ تؤذیہ و انی جالس فی اھلی	خدا کی قسم میں نہیں چاہتا کہ محمدؐ کو میرے بجائے کوئی کانٹا بھی چبویا جائے جو انہیں ایذا دے اور میں اپنے گھر والوں میں بیٹھا ہوں۔

زید کا یہ جواب سن کر ابوسفیان نے کہا

ما رأیت من الناس احداً یحب احداً کحب اصحاب محمد محمداً بدایہ و نہایہ جلد ۲ ص ۶۵	میں نے کبھی کسی ایک کو دوسرے سے اس قدر محبت کرتے نہیں دیکھا جس قدر کہ محمدؐ کے اصحاب محمدؐ سے کرتے ہیں۔

حضرت خبیب کی شہادت

اس کے بعد صفوان کے غلام نسطاس نے زید کو شہید کر دیا پھر جب خبیب کو ایک لکڑی کے ساتھ باندھا گیا تو قریش مکہ نے خبیب سے بھی سوال مذکور کیا۔ انہوں نے وہی جواب دیا جو زید نے دیا تھا۔ سیرت کی کتابوں میں ۱۲ اشعار مذکور ہیں جو خبیب نے اس اپنے آخری وقت میں کہے تھے ان میں سے چار حسب ذیل ہیں۔

و قد خیرو فی الکفر و الموت دونہ وقد ھملت عینای من غیر مجزع	انہوں نے مجھے کفر اور موت میں اختیار دیا ہی لیکن موت کفر سے کم درجہ کی چیز ہے بغیر بے صبری کے میری آنکھوں سے آنسو بہ رہے ہیں
وما بی حذار الموت انی لمیت ولکن حذاری حجم نار ملفع	میں مرنے والا ہوں مجھے موت کا ڈر نہیں مگر لپٹ جانیوالی آگ کے لپٹنے کا ڈر ہے
فو اللہ ما ارجو اذا مت مسلماً علی ای جنب کان فی اللہ مصرعی	بخدا جب میں مسلمان ہو کر وفات پا رہا ہوں تو مجھے اس امر کا کچھ ڈر نہیں کہ میں اللہ کی راہ میں کس پہلو پر گر کر جان دونگا
فلست بمبد للعدو تخشعاً ولا جزعاً انی الی اللہ مرجعی	میں دشمن کے سامنے عجز کرنے والا نہیں اور نہ جزع فزع کرنیوالا ہوں بیشک میری بازگشت خدا کی جانب ہے،

اس کے بعد ان کو تیر مارے گئے جس سے وہ شہید ہو گئے۔

Marfat.com

خبیب پہلا وہ شخص ہے جسے مسلمانوں میں صلیب دیا گیا۔ اس قید کے زمانہ میں ایک دن انہوں نے حارث کے بیٹے کو اپنی گود میں بٹھا لیا اور ان کے اپنے ہاتھ میں استرا تھا حارث کی بیوی کو خوف پیدا ہوا۔ خبیب نے کہا مت ڈرو میں ایسا کام کرنے والا نہیں۔ حارث کی بیوی بیان کرتی ہے کہ میں نے خبیب سے بہتر کوئی اسیر نہیں دیکھا ایک دن وہ زنجیروں میں جکڑا ہوا تھا مگر انگور کا خوشہ کھا رہا تھا۔ خبیب نے اپنی وفات سے پہلے دو رکعتیں نماز کی ادا کیں اس وقت سے یہ دستور چلا آتا ہے کہ مقتول قتل سے پہلے دو رکعتیں نماز کی پڑھتے ہیں۔

جاہلیت میں موالی

جاہلیت میں موالی بھی موجود تھے۔ ان کا درجہ آزاد اور غلام کے درمیان تھا یہ فروخت نہیں کئے جاتے تھے۔ مگر وہ آزاد عورت سے شادی نہیں کر سکتے تھے ان کی میراث آزاد شخص کی مانند نہ تھی۔ عام طور پر آزاد غلام مولیٰ کہلاتا تھا۔ مولیٰ کی حالت جاہلیت میں وہی تھی جو روم کبیر کی سلطنت میں محررین غلاموں Libertio.zes کی تھی جب غلام یا اسیر جنگ کو آزاد کر دیا جاتا وہ مالک کا مولیٰ ہوتا اور اسے اسی مالک یا اس کے قبیلے یا خاندان کی جانب منسوب کیا جاتا تھا جیسے مولیٰ قریش وغیرہ کبھی موالی آزاد کرنے والے مالک کے شہر کی جانب منسوب ہوتے جیسے مولیٰ اہل مکہ

موالی کے اقسام

موالی کے متعدد اقسام تھے۔ مولیٰ العتاقہ مولیٰ العقد، مولیٰ النعمت، مولیٰ الرحم وغیرہ تدبیر و مکاتبت کا جاہلیت میں رواج تھا آزاد کرنے والا شخص مکاتب کا وارث

سائبہ

ہوتا۔ لیکن سائبہ کا وارث نہیں ہوتا تھا۔ سائبہ وہ غلام تھا جسے مالک یہ کہدے کہ تو سائبہ ہے۔ یہ کہنے کے بعد وارث غلام مذکور کا وارث نہیں ہو سکتا تھا مدبر غلام کا ترکہ بھی وارث کو نہیں پہنچتا تھا۔ (۱)

---

(۱) معارف ابن قتیبہ ص ۱۵۴

Marfat.com

جاہلیت میں عیسائی یہودی مجوسی سب قسم کے موالی تھے۔ آنحضرتؐ کے موالی میں سے ایک حبشی دوسرا یونانی تیسرا قبطی چوتھا فارسی تھا (۱)

عدس جونینوی کا عیسائی باشندہ تھا۔ عتبہ بن ابی ربیعہ کا مولیٰ تھا۔ اور وہ غزوہ بدر میں مارا گیا۔ (۲)

باندیوں سے / شادی کے / مقاربت

عرب جاہلیت میں ان عورتوں سے جو لڑائی میں گرفتار ہو کر آتیں یا خرید کے ذریعے سے حاصل کی جاتیں۔ نکاح کے بغیر متمتع ہوتے اور استبراء رحم کو بھی مدنظر نہیں رکھتے تھے۔ ایسی صورت میں جو بچہ باندی سے پیدا ہوتا اس کے متعلق نہیں کہا جا سکتا تھا کہ اس کا باپ کون ہے (۳)

ساتواں سوال / غلامی کے متعلق / قرآن مجید / احکام

ساتواں سوال یہ ہے کہ اسلام اور اس کی آخری اور مکمل کتاب قرآن مجید نے غلامی کے متعلق کیا احکام صادر فرمائے۔ جواب حسب ذیل ہے:-

نزول / قرآن کے / میں غلام / حالت۔

نزول قرآن کے زمانہ میں اقوام عالم میں غلامی کا عام رواج تھا۔ تم اوپر پڑھ چکے ہو کہ تورات میں غلاموں کو خریدنے اور ان کو میراثی ملکیت بنانے کا حکم دیا گیا تھا حضرت مسیح نے انجیلوں میں غلامی کے متعلق مثبت یا منفی پیرایہ میں کچھ نہیں کہا۔ پولوس اور پطرس حواریوں نے غلاموں کو آقاؤں کے فرمانبردار رہنے اور ان سے تھرتھرانے کی تاکید کی۔ منو نے غلاموں کے متعدد اقسام بنائے اور ان کے جمع کئے ہوئے مال کا آقا کو حقدار قرار دیا۔ یونان میں جس کی علم و حکمت میں مثال دی جاتی ہے۔ انسان کو پیدائشی طور پر دو حصوں میں تقسیم کیا ہوا تھا۔ ارسطو جیسا حکیم بھی اس تقسیم کو درست مانتا تھا۔ اس کے نزدیک غلام ایک جان دار آلہ تھا۔ عرب نزول قرآن سے پہلے غلام کو جانور کی مانند سمجھتے اور خریدنے کے بعد

۱؎ کامل ابن اثیر جلد ۲ ص ۱۵۱ ۲؎ مسعودی جلد ۱ ص ۳۱ ۳؎ العقد الفرید جلد ۲ ص ۹۰

Marfat.com

اس کے گلے میں گائے اور بیل کی مانند رسی ڈال کر اپنے گھر لے جاتے تھے۔ باندی سے اس کے سابق شوہر کی موجودگی میں نکاح کے بغیر اور استبراء رحم کے بدون مقاربت جائز سمجھتے تھے۔ ان حالات میں قرآن مجید کا نزول اور آنحضرتؐ کی بعثت ہوئی اسلام اور قرآن نے غلامی کی قبیح رسم کو تدریجی طور پر دور کیا ایسے قدیم اور عام رواج کا فوری ازالہ محال تھا۔ اس لئے اسلام نے مندرجہ ذیل اکیس ۲۱ اصلاحوں کے ذریعہ سے غلامی کو ہمیشہ کے لئے ختم کر دیا۔

اکیس اسلامی اصلاحوں کے ذریعہ سے غلامی کا استمراری خاتمہ

۱۔ نوع انسانی کو اس کے صحیح مقام اور اس کی اصلی عظمت سے آگاہ کیا۔

۲۔ سب انسانی افراد کو مساوی قرار دیا۔

۳۔ غلاموں سے حسن سلوک کی تعلیم دی۔

۴۔ ان کو آزاد کرنے کی ترغیب دی۔

۵۔ معاہدہ کتابت کے ذریعہ سے غلاموں کو آزاد کرنے کا قانون جاری کیا۔

۶۔ معاہدہ تدبیر سے غلاموں کو آزاد کرنے کا حکم دیا۔

۷۔ استیلاد کی صورت میں باندیوں کو آزادی دی۔

۸۔ رشتہ داروں کو غلامی سے نجات دلائی۔

۹۔ کفارات میں غلاموں کو آزاد کرنے کے احکام صادر فرمائے۔

۱۰۔ غلام اور باندی کا قصاص آزاد مرد اور عورت کے برابر قرار دیا۔

۱۱۔ جسمانی ضرر پہنچانے کی صورت میں غلاموں کو آزاد کئے جانے کا حکم دیا۔

۱۲۔ بعض جسمانی عیوب کی وجہ سے غلاموں کو آزادی عطا کی۔

۱۳۔ غلاموں کو امارت وخلافت کا مستحق قرار دیا۔

۱۴۔ غلام اور باندیوں کو اموال و اشیاء کی مالکیت کا حق دیا۔

۱۵۔ غلاموں اور باندیوں کو وارث قرار دیا۔

Marfat.com

۱۶- غلاموں کی شہادت کو آزاد مرد کی شہادت کی مانند قابل قبول بتایا۔

۱۷- باندیوں سے نکاح کرنے کا حکم دیا۔

۱۸- باندیوں کو زنا سے بچے رہنے کی تاکید کی اور اس کے ارتکاب کی صورت میں ان کے لئے سزا (حد) مقرر کی۔

۱۹- غلاموں اور باندیوں کی تجارت کو ممنوع قرار دیا۔

۲۰- غلامی کا ہمیشہ کے لئے خاتمہ کر دیا۔

۲۱- بعض صورتوں میں اسیرانِ جنگ کے متعلق امام کو خاص عادلانہ اجتہادی اختیارات عطا کئے۔

پہلی اصلاح

پہلی اصلاح انسان کی عظمت کے متعلق ہے۔

انسانی عظمت

قرآن مجید فطرت انسانی کے خالق کا کلام ہے اس میں انسان کی فطری عظمت اور اس کا صحیح مقام درست اور مکمل طور پر مذکور ہے جو غلامی کا متحمل نہیں ہو سکتا۔ فرمایا:۔

انسانی عظمت پر قرآن مجید کی آیتیں

ولقد کرمنا بنی آدم وحملنٰھم فی البر والبحر ورزقنٰھم من الطیبٰت وفضلنٰھم علی کثیر ممن خلقنا تفضیلاً ۝ بنی اسرائیل ۱۵=۷۱	ہم نے آدم کے بیٹوں کو قابل تعظیم و تکریم بنایا خشکی اور تری میں ان کو اٹھایا اور اچھی چیزوں سے رزق دیا اور بہت سی مخلوق پر فضیلت دی۔

آیت متذکرہ صدر کے الفاظ بنی آدم میں آزاد غلام سفید اور سیاہ عربی عجمی مرد اور عورتیں سب داخل ہیں۔ اگر اللہ کے نزدیک نوع انسان کی غلام اور آزاد طبقوں میں تقسیم درست ہوتی تو نظم کلام اس طرح ہوتا کہ ہم نے آزاد

Marfat.com

مردوں کو فضیلت دی اور غلاموں کو جانوروں کی مانند ان کی خدمت کے لئے پیدا کیا۔ جب انسان اپنی فطری عظمت اور برتری سے آگاہ ہو جائے تو یہ بالکل محال ہے۔ کہ وہ کسی کا غلام ہو سکے۔

پھر سورہ جاثیہ میں بتایا کہ جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے۔ وہ سب تمہارے لئے مسخر و مطیع کر دیا گیا ہے تاکہ تم اس سے کام لے سکو۔ فرمایا

وسخر لکم ما فی السموات وما فی الارض جمیعاً منہ۔ جاثیہ۔ ۱۴ پ ۲۵	جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے وہ سب اپنی طرف سے تمہارے مطیع کر دیا ہے۔

اگر غلاموں کے لئے آقاؤں یا آزاد مردوں کی اطاعت ان کی فطرت کا لازمی خاصہ ہوتا تو اس مضمون کی آیت نازل ہوتی کہ ہم نے غلاموں اور باندیوں کو آزاد مردوں کی خدمت کے لئے مطیع بنا دیا ہے۔ مگر اس قسم کی کوئی آیت قرآن مجید میں موجود نہیں۔

قرآن نے انسان کو بتایا کہ اس کا اصلی حاکم اور بادشاہ صرف اللہ ہے۔ اللہ کے سوا کوئی دوسرا انسان کا بادشاہ نہیں وہ امیر یا امام ہو سکتا ہے فرمایا

الٰہ الناس ملک الناس۔ ناس پ ۳۰	اللہ سب انسانوں کا بادشاہ اور خدا ہے۔
ان الحکم الا للہ یامر الحق وھو خیر الفاصلین انعام ۵۸ پ ۷	حکم اللہ ہی کا ہے وہ حق بیان کرتا ہے اور وہ سب فیصلہ کرنے والوں سے بہتر ہے۔

۲۔ دوسری اصلاح۔ افراد انسانی کے مساوات کی نسبت ہے۔ دوسری اصلاح

انسانی مساوات

اسلام میں امیر و غریب شاہ و گدا۔ عربی و عجمی۔ غلام و آزاد سب برابر ہیں قومی امتیاز اور تفریق صرف شناخت کے لئے ہے۔ سب انسان مرد اور عورت

Marfat.com

سے پیدا ہوئے ہیں اور وہ مجموعی طور پر فرد واحد کی مانند ہیں۔ فضیلت صرف نیک کرداری اور پاکبازی سے مل سکتی ہے۔ فرمایا

آیت قرآنیہ

یایھا الناس انا خلقنکم من ذکر وانثی وجعلنکم شعوبا وقبائل لتعارفوا ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم۔ حجرات۔ ۱۴ پ ۲۶	اے انسانو! ہم نے تمہیں مرد اور عورت سے پیدا کیا اور تمہاری شاخیں اور قبیلے بنائے تاکہ تم ایک دوسرے کو پہچانو سب سے زیادہ قابل عزت وہ شخص ہے جو زیادہ پرہیزگار ہے۔

آیت متذکرہ صدر میں نوع انسان سے خطاب ہے۔ اناس کے معنے ہیں مردم۔ اناس کا ہمزہ حذف کر کے ناس کہا جاتا ہے۔

قرآن مجید میں لوگوں کو یایھا الناس۔ یابنی آدم۔ یا عبادی۔ یا ایھا الذین آمنوا سے خطاب کیا گیا ہے۔ جس کے معنے ہیں۔ اے انسانو! اے آدم کے بیٹو! اے ایمان والو۔ کسی جگہ نہیں فرمایا یا ایھا الاحرار یا ایھا العبید یا ایتھا الاماء اے آزادو۔ اے غلامو اے باندیو۔ آنحضرتؐ نے فتح مکہ کے خطبے میں آیت متذکرہ صدر تلاوت کی اور فرمایا الناس من آدم و آدم من تراب۔ حجۃ الوداع کے خطبے میں فرمایا یا ایھا الناس الا ان ربکم واحد ولا فضل لعربی علی عجمی ولا عجمی علی عربی ولا لاسود علی احمر ولا لاحمر علی اسود الا بالتقوی ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم۔ بیہقی۔ مقدم الذکر آیت کا شان نزول یہ ہے کہ آنحضرت نے بنی بیاض کو حکم دیا کہ وہ ابو ہند کی جو بنی بیاض کے موالی میں سے تھا۔ بنی بیاض کی کسی آزاد (حرہ) عورت سے شادی کر دیں۔ بنی بیاض نے عرض کیا کہ ابو ہند ہمارے موالی میں سے ہے اس سے حرہ کی شادی کیسے ہو سکتی ہے۔ اس پر مقدم الذکر آیت نازل ہوئی۔ پھر اس تعلیم کا اثر یہ ہوا کہ جب عمرو بن عاص گورنر مصر کے بیٹے نے ایک غیر مسلم کو ناحق مارا تو حضرت عمرؓ نے لوگوں کے سامنے اسی قبطی سے گورنر کے بیٹے کو سزا دلائے جانے کا حکم دیا اور باپ بیٹا سے خطاب کر کے

فتح مکہ کے خطبے میں آنحضرتؐ کے ارشادات

(۲) حضرت علی نے فرمایا ان الناس کلھم احرار (۱) الا ان گ اسٹم مہاتم احلا ریڈ وفد الناس تم تعید کو مننہ فرمایا

سورہ نساء اور لقمان میں بتایا کہ سب انسان ایک ہی جان سے پیدا کئے گئے ہیں۔ ان کی پیدائش اور حشر بھی ایک ہی جان کی مانند ہے۔ فرمایا

یاایھا الناس اتقوا ربکم الذی خلقکم من نفس واحدۃ وجعل منھا زوجھا وبث منھما رجالاً کثیرو نساء، ما خلقکم ولا بعثکم الا کنفس واحدۃ۔ لقمان - ۲۸ پ ۲۱	اے انسانو! تم اپنے اس رب کا تقوےٰ اختیار کرو جس نے تم کو ایک ہی جان سے پیدا کیا اور اس سے اس کا جوڑا بنایا اور ان دونوں سے بہت سے مرد اور عورتیں پھیلا دیں۔ تمہارا پیدا کرنا اور تمہارا دوبارہ اٹھنا ایک ہی جان کی مانند ہے۔

تیسری اصلاح۔ غلاموں سے اچھا سلوک کرنے کی نسبت ہے۔

غلاموں سے حُسن سلوک

اقوام عالم غلاموں سے جانوروں کی مانند برتاؤ کرتی تھیں تفصیل اوپر گذر چکی ہے۔ لیکن قرآن مجید نے غلاموں سے اچھا برتاؤ کرنے کا تاکیدی حکم دیا۔ فرمایا

غلاموں سے حسن سلوک پر قرآن مجید کی آیت

وبالوالدین احسانا وبذی القربیٰ والیتمیٰ والمسٰکین والجار الجنب والصاحب بالجنب وابن السبیل وما ملکت ایمانکم۔ نساء - ۳۶ = پ ۵	ماں باپ سے احسان کرو اور قریبیوں کے ساتھ بھی اور یتیموں اور مسکینوں اور قریبی پڑوسی اور دور کے پڑوسی اور پاس والے ساتھی اور مسافر اور ان کے ساتھ بھی جن کے تمہارے اپنے ہاتھ مالک ہوئے ہیں

حدیث نبوی

آنحضرتؐ نے فرمایا غلام تمہارے بھائی ہیں۔ خدا نے ان کو تمہارے قبضے میں دیا ہے جس شخص کا بھائی اس کے قبضے میں ہو اسے وہ کھانا کھلائے جو خود کھاتا ہے۔ ایسا لباس پہنائے جو خود پہنتا ہے۔ اور اس سے اس کی برداشت سے زیادہ کام نہ لے اگر کام کٹھن ہے تو اس میں اس کی مدد کرے (۳)

۱؎ کنز العمال جلد ۲ ص ۲۵۵ ۲؎ فروع کافی جلد ۲ ص ۱۱ ۳؎ صحیح بخاری - صحیح مسلم

احادیث نبویہ

آنحضرت نے فرمایا غلاموں سے بُرا سلوک کرنے والا بہشت میں نہیں جائیگا(۲)۔ ایک شخص نے آنحضرتؐ سے دریافت کیا کہ غلام کی کتنی خطائیں معاف کی جاسکتی ہیں فرمایا دن میں ستر مرتبہ (۳) آپ نے فرمایا غلاموں کو اپنی اولاد کی مانند عزیز سمجھو(۴)

غلام کو غلام کہنے کا امتناع

غلام کو غلام اور باندی کو باندی نہ کہو غلام کو بچہ اور باندی کو بچی اور غلام آقا کو سردار یا سردارنی کہے کیونکہ تم سب اللہ تعالےٰ کے غلام ہو۔ اصل حدیث اور مزید تفصیل سوال ۸ کے جواب میں مذکور ہے۔

چوتھی اصلاح غلاموں کو آزاد کرنے کی ترغیب کے متعلق ہے۔

غلاموں کو آزاد کرنے کی ترغیب

قرآن مجید نے غلام کو آزاد کرنے کی ترغیب دی اور اسے نیکی کا کام بتایا۔ فرمایا

اَلَمْ نَجْعَلْ لَّهٗ عَيْنَيْنِ ۙ وَلِسَانًا وَّ شَفَتَيْنِ ۙ وَهَدَيْنٰهُ النَّجْدَيْنِ ۚ فَلَا اقْتَحَمَ الْعَقَبَةَ ۖ وَمَا اَدْرٰكَ مَا الْعَقَبَةُ ۙ فَكُّ رَقَبَةٍ ۙ بلد ۹ تا ۱۳	کیا ہم نے انسان کے لئے دو آنکھیں نہیں بنائیں اور زبان اور ہونٹ اور ہم نے اسے دونوں رستے دکھائے اور وہ اونچی گھاٹی پر چڑھنے کی ہمت نہیں کرتا۔ تجھے معلوم ہے اونچی گھاٹی کیا ہے وہ غلام کو آزاد کرنا ہے۔

زکوٰۃ کا ادا کرنا اسلامی فرض ہے۔ سورہ توبہ میں اس کے مصارف مذکور ہیں ان میں سے ایک مصرف غلاموں کو آزاد کرنا ہے یعنی زکوٰۃ کے روپیہ سے غلام کو آزاد کرایا جاسکتا ہے۔ فرمایا

وفی الرقاب ۔ توبہ	اور گردنوں کو آزاد کر دینے میں

احادیث نبوی

آنحضرتؐ نے فرمایا معاذ خدا کو سب سے زیادہ محبوب غلام کو آزاد کرنا ہے اور سب سے زیادہ ناگوار طلاق ہے۔ یا معاذ ما خلق اللہ شیئاً علی وجہ الارض احب الیہ

۲ ترمذی ابن ماجہ ۳ ابوداؤد ترمذی ۴ ابن ماجہ

Marfat.com

من العتاق ولا خلق الله شیئًا علی وجه الارض ابغض من الطلاق ۔ دارقطنی

پھر فرمایا

اعتقوا عنه یعتق الله بکل عضو منه عضوًا منه من النار رواه ابوداؤد و نسائی	کہ غلام آزاد کرو اللہ اس کے ہر عضو کے عوض تمہارا عضو آگ سے آزاد کردے گا۔

حدیث مذکور میں غلام کے مسلمان ہونے کی شرط نہیں۔

شیعی روایت

شیعہ کی مستند کتاب فروع کافی میں بھی اسی مضمون کی روایت مذکور ہے۔

عن ابی عبد الله علیه السلام انه قال فی الرجل یعتق المملوک قال ان الله یعتق بکل عضو منه عضوًا من النار (۱)	امام جعفر صادقؑ علیہ السلام نے فرمایا کہ جو شخص مملوک کو آزاد کرتا ہے اللہ تعالےٰ غلام کے عضو کے بدلے آقا کا عضو آگ سے آزاد کرتا ہے۔

عتق نسمہ اور فک رقبہ میں فرق

ایک اعرابی نے آنحضرتؐ سے پوچھا کہ مجھے ایسا عمل بتائیں جو مجھے جنت میں داخل کردے فرمایا

اعتق النسمه وفك الرقبه	کہ جان کو آزاد کرو اور گردن چھڑاؤ

اعرابی نے عرض کیا کہ یہ دونوں چیزیں ایک ہیں فرمایا نہیں جان آزاد کرنے سے مراد ہے ان تفرد بعتقها کہ تم خود غلام کو آزاد کرو گردن چھڑانے سے مقصود یہ ہے۔ ان تعین فی ثمنها کہ تم دوسرے کی غلام کی قیمت میں مدد کرو یعنی دوسرے غلام کو دوسرے آقا سے آزاد کراؤ (۲)

پانچویں اصلاح

پانچویں اصلاح ۔ غلام کے مکاتبت کے ذریعہ سے آزاد ہونے کی نسبت ہے۔

مکاتبت

مکاتبت اور مکاتب کی تعریفیں

جس غلام کے پاس مال ہے یا وہ اپنے آپ کو آزاد کرانے کی صلاحیت او

۱؎ فروع کافی جلد ۲ باب ثواب العتق وفضله والرغبة ۳ ۔ ۲؎ شعب الایمان بیہقی

ستطاعت رکھتا ہے تو وہ آقا سے روپیہ مقررہ ادا کرنے پر آزاد کئے جانے کا معاہدہ کرسکتا ہے۔ ایسے معاہدے کو مکاتبت اور ایسے غلام کو مکاتب کہتے ہیں۔ غلام کو آزاد کئے جانے کا لازنی قانون جاہلیت میں موجود نہ تھا قرآن مجید میں مذکور ہے۔

والذین یبتغون الکتٰب مما ملکت ایمانکم فکاتبوھم ان علمتم فیھم خیرًا وآتوھم من مال اللہ الذی اتاکم نور - ۳۳ - پ۱۸	جن کے تمہارے داہنے ہاتھ مالک ہوچکے ہیں ان میں سے جو شخص آزادی کی تحریر طلب کرے تو انہیں لکھدو اگر تم ان میں بھلائی جانتے ہو اور ان کو اللہ کے مال میں سے دو جو اس نے تمہیں دیا ہے۔

ان علمتم فیھم خیرًا سے مراد یہ ہے کہ اگر تم کو معلوم ہے کہ غلام جائز طور پر مال حاصل کرنے کی استعداد رکھتا ہے۔ تو ایسی صورت میں نہ صرف ہر مالدار مسلمان پر بلکہ آقا پر بھی اخلاقی فرض ہے۔ کہ وہ غلام کی مکاتبت میں اسکی مالی امداد کرے۔

شیعی روایت

شیعہ کے نزدیک بھی مکاتبت مسلم ہے فروع کافی کی دوسری جلد میں باب المکاتب مستقل عنوان موجود ہے اور اس کے تحت حضرت علی علیہ السلام کی روایت مندرجہ ذیل مذکور ہے۔

ان علیًا علیہ السلام کان یقول یعتق من المکاتبت بقدر ما اوّلی من مکاتبتہ جلد ۲ ص۶	کہ حضرت علیؑ فرمایا کرتے تھے مکاتب جس قدر مکاتبت کا روپیہ ادا کرتا ہے اسی قدر وہ آزاد ہوجاتا ہے۔

چھٹی اصلاح

چھٹی اصلاح مدبر ہونے کے ذریعہ سے غلام کے آزاد ہونے کی نسبت ہے۔

تدبیر

مدبر غلام اور تدبیر کی تعریف

اگر آقا غلام سے اقرار کرے اور کہے کہ تم میرے مرنے کے بعد آزاد ہو تو آقا کی وفات

Marfat.com

کے بعد غلام آزاد ہو جاتا ہے ایسے غلام کو مدبر کہتے ہیں آنحضرتؐ نے فرمایا۔

المدبر لا یباع ولا یوہب ولا یورث و ھو خیرٌ من ثلث المال۔ دار قطنی	کہ مدبر نہ بیع کیا جاتا ہے اور نہ ہبہ اور نہ ورثہ میں دیا جاتا ہے وہ آقا کے تہائی مال میں سے آزاد ہے۔

مدبر غلام کی آزادی کی نسبت احادیث نبویہ

دار قطنی میں دوسری حدیث مذکور ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا اذا مات فھی حرۃ کہ جب آقا وفات پا جائے تو ام ولد آزاد ہے۔

شیعی روایت

امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں۔

فان المدبر حر اذا مات بعدہ و ھو من الثلث۔ فروع کافی جلد ۲ ص	کہ مدبر کا آقا جب وفات پا جائے تو اس کے تہائی مال میں سے وہ آزاد ہے۔

یعنی تدبیر بمنزلہ وصیت ہے۔ جس طرح موصی تیسرے حصے مال کی وصیت کر سکتا ہے اسی طرح اس تیسرے حصے میں سے غلام مدبر بھی آزاد کیا جا سکتا ہے۔

ساتویں اصلاح

ساتویں اصلاح باندی کے ام ولد ہونے کی وجہ سے آزاد ہو جانے کے متعلق ہے۔

استیلاد

ام ولد کی تعریف اور اس کی آزادی

اگر باندی کے بطن سے آقا کا کوئی بچہ پیدا ہو جائے تو وہ باندی آزاد ہو جاتی ہے اسے ام ولد کہتے ہیں۔

ماریہ قبطیہ کے بطن سے آنحضرتؐ کے صاحبزادے ابراہیم پیدا ہوئے تو آپ نے فرمایا اعتقھا ولدھا۔ کہ اس کے بیٹے نے اسے آزاد کر دیا ہے (۱)

شیعہ کے نزدیک ام ولد آزاد نہیں ہوتی اس لئے کہ امام باقر علیہ السلام نے فرمایا ام ولد کی بیع ہبہ توریث ہوتی ہے (۲)

---

(۱) ابن ماجہ۔ دار قطنی (۲) قال امۃ تباع وتورث وتوھب وحدھا حد الامۃ فروع کافی جلد ۲ ص ۹

Marfat.com

شرائع الاسلام میں مذکور ہے کہ ام ولد آقا کی وفات سے آزاد نہیں ہوتی لیکن اپنے بیٹے کے حصے سے آزاد ہو جاتی ہے۔ اس لئے کہ اس کا بیٹا آقا کا وارث ہے۔ ام الولد مملوکتہ لاتتحرر بموت المولی بل من نصیب ولدھا۔ ص ۲۴۵

آٹھویں اصلاح آٹھویں اصلاح ۔ رشتہ دار غلاموں کی آزادی کی نسبت ہے۔

رشتہ دار غلاموں کی آزادی

اگر قریبی رشتہ دار کسی وجہ سے غلام ہو جائیں تو یہ فی الفور آزاد ہو جائیں گے آنحضرتؐ نے فرمایا

ذی رحم محرم کی آزادی پر حدیث نبوی

عن ابن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من ملک ذا رحم فھو حر۔ نسائی۔ ترمذی۔ حاکم	اگر کوئی شخص ذی رحم محرم کا مالک ہے تو ذی رحم محرم آزاد ہے۔

ابن حزم ابن قطان یحییٰ بن معین نے حدیث مذکور کو صحیح تسلیم کیا ہے۔ اکثر صحابہ اور تابعین امام ابو حنیفہ اور ان کے شاگردوں اور امام احمد بن حنبلؒ کو اصول مذکور تسلیم ہے۔ امام شافعی کے نزدیک صرف ماں باپ اور اولاد آزاد ہوتے ہیں نہ کہ دوسرے رشتہ دار۔ ہدایہ اور اس کے متن بدایہ میں جو حنفی فقہ کی معتبر کتابیں ہیں مذکور ہے۔

من ملک ذا رحم محرم منہ عتق ہدایہ اولین ۴۳۴	اگر کوئی شخص اپنے ذی رحم محرم کا مالک ہے تو ذی رحم آزاد ہے۔

محرم کی تعریف

ذی رحم محرم رشتہ دار کی تعریف یہ ہے۔

الذی لایجوز النکاح بینھما لو کان احدھما ذکرا والآخر انثی۔ عنایہ	ایسے دو اشخاص جن میں نکاح جائز نہیں اگر ان میں سے ایک عورت ہو اور دوسرا مرد

Marfat.com

نویں اصلاح

نویں اصلاح کفارات کے ذریعہ سے غلاموں کی آزادی کے متعلق ہے۔

کفارات کے ذریعہ سے غلاموں کی آزادی

اگر کوئی مسلمان اپنی بیوی کو ماں بہن کی مانند کہدے اور پھر وہ اس قول کو منسوخ کرنا چاہے تو اسے کفارہ ظہار ادا کرنا ہو گا۔ وہ کفارہ غلام کو آزاد کرنا ہے۔ خواہ غلام مسلم ہو یا غیر مسلم۔ اگر غلام آزاد کرنے کی استطاعت رکھتا ہے تو اسے غلام ہی آزاد کرنا پڑے گا۔ اگر استطاعت نہیں رکھتا تو ۶۰ دن کے روزے یا ۶۰ مسکینوں کو کھانا کھلائے فرمایا

کفارہ ظہار میں غلام کی آزادی

والذین یظاھرون من نسائھم ثم یعودون لما قالوا فتحریر رقبۃ من قبل ان یتماسا مجادلہ پ ۲۸	جو لوگ تم میں سے اپنی عورتوں کو مائیں کہ دیتے ہیں پھر جو کچھ انہوں نے کہا تھا اس کی طرف عود کرتے ہیں تو ایک دوسرے کو چھونے سے پہلے غلام آزاد کرنا ہے۔

قسم کے کفارے میں غلام کی آزادی

۲۔ قسم توڑنے والے کا کفارہ یہ ہے کہ دس مساکین کو کھانا کھلائے یا ان کو کپڑے دے یا غلام آزاد کرے۔ غلام کا مسلمان ہونا ضروری نہیں فرمایا۔

فکفارتہ اطعام عشرۃ مساکین من اوسط ما تطعمون اھلیکم او کسوتھم او تحریر رقبۃ۔ مائدہ - ۸۹ پ ۷	اس کا کفارہ دس مسکینوں کو کھانا کھلانا ہے اوسط درجہ کے کھانے سے جو تم اپنے اہل کو کھلاتے ہو یا ان کو لباس دینا ہے یا غلام آزاد کرنا۔

قتل خطا کے کفارے میں غلام کی آزادی

۳۔ اگر کوئی شخص کسی مسلمان کو غلطی سے مار ڈالے تو وہ مومن غلام آزاد کرے اور ان کے وارثوں کو دیت دے۔

ومن قتل مومنا خطا فتحریر رقبۃ مومنۃ ودیۃ مسلمۃ الی اھلہ الا ان یصدقوا۔ نساء - ۹۲ پ ۵	جو شخص کسی مومن کو غلطی سے مار ڈالے تو ایک مومن غلام آزاد کرنا ہے اور خون بہا اس کے وارثوں کو دینا ہے سوائے اس کے کہ وہ معاف کر دیں۔

Marfat.com

۴۔ اگر کسی ذمی یا معاہد کو غلطی سے قتل کر دیا جائے تو اس کا کفارہ بھی ان کے وارثوں کو دیت ادا کرنا اور غلام آزاد کرنا ہے۔

ذمی یا معاہد کے کفارۂ قتل میں غلام کی آزادی

فان کان من قوم عدو لکم وھو مومن فتحریر رقبۃ مومنۃ وان کان من قوم بینکم وبینھم میثاق فدیۃ مسلمۃ الی اھلہ وتحریر رقبۃ مومنۃ۔ نساء-۹۲	اگر مقتول تمہاری دشمن قوم سے ہے اور وہ مومن ہو تو مومن غلام آزاد کرنا ہے اگر وہ ایسے لوگوں میں سے ہے کہ تم میں اور ان میں معاہدہ ہے تو خوں بہا اس کے وارثوں کے سپرد کیا جائے اور ایک مومن غلام آزاد کرنا ہے۔

غرضیکہ اسلام نے غلاموں اور باندیوں کو تمام انسانی حقوق عطا کئے۔

دسویں اصلاح غلام اور باندیوں کے قصاص کی نسبت ہے۔

غلاموں کا قصاص

اقوام عالم میں غلاموں کا ناحق قتل

روم کبیر میں مالک کو اختیار تھا کہ وہ غلام کو جان سے مار ڈالے یا اس کی کسی درندے کے ساتھ کشتی کروا کر مروا ڈالے۔ انگلستان میں اگر آزاد عورت غلام مرد کے ساتھ شادی کر لے تو دونوں کو قتل کر دیا جاتا تھا۔ فرانس کے سیاہ قانون ۱۶۸۵ء کے رُو سے اگر سیاہ غلام مالک کا احترام نہ کرے تو اس کی سزا موت تھی تیسری مرتبہ بھاگ جانے کے بعد غلام کو قتل کر دینا جائز تھا۔ اگر سیاہ رنگ کا آدمی اپنی جان کی حفاظت کے لئے مدافعت میں سفید رنگ کے آدمی کو مار ڈالے تو اس کی سزا موت تھی۔ عرب میں غلام کو جان سے مار ڈالنے کے عوض آزاد قتل نہیں کیا جاتا تھا

نزول قرآن سے پہلے زمانے میں غلام کا قصاص

قرآن مجید نے قاتل کو خواہ وہ آزاد ہو یا غلام شریف ہو یا رذیل مسلم ہو یا ذمی عورت ہو یا مرد مقتول کے بدلے قتل کا مستوجب قرار دیا اور انسانی حقوق کی مساوات کو مدنظر رکھتے ہوئے فرمایا

قصاص کے متعلق قرآن مجید کا حکم

یایھا الذین آمنوا کتب علیکم القصاص	ایمان والو تم پر مقتول کے بارے میں قصاص مقرر

Marfat.com

فی القتلیٰ ؕ الحر بالحر والعبد بالعبد والانثیٰ بالانثیٰ ؕ بقرہ - ۱۷۸	کیا گیا ہے - آزاد ہو تو آزاد غلام ہو تو غلام عورت ہو تو عورت

اس آیت پر سرسری طور پر نظر ڈالنے سے یہ مفہوم ہوتا ہے کہ غلام کے بدلے آزاد نہ مارا جائے گا اسی بناء پر امام مالک امام شافعی امام احمد بن حنبل کے نزدیک غلام کے بدلے آزاد کو قتل نہیں کیا جا سکتا۔ لیکن امام ابو حنیفہ کے نزدیک مقتول ذمی ہو یا مسلم عورت ہو یا مرد آزاد ہو یا غلام قاتل ہر صورت میں واجب القتل ہے۔ امام ابو یوسف امام محمد اور امام زفر کی بھی یہی رائے ہے۔ (۱) ابراہیم نخعی اور سفیان ثوری آقا کو غلام کے قتل میں واجب القتل قرار دیتے ہیں۔ (۲)

غلام مقتول کے قصاص کے متعلق امام ابوحنیفہ اور ان کے شاگردوں کی رائے۔

آیت زیر بحث کا ظاہری مفہوم مراد لینے سے یہ لازم آتا ہے کہ اگر عورت مرد کو قتل کر دے تو وہ قتل نہ کی جائے حالانکہ یہ امر کسی اہل علم کے نزدیک مسلم نہیں مقصود یہ ہے کہ اگر قاتل آزاد ہے تو وہی قتل کیا جائے گا نہ کہ غلام۔ اگر عورت قاتل ہے تو وہی قتل کی جائے گی یعنی غلام اور آزاد کے امتیاز کے بغیر جو قاتل ہے وہی سزا کا مستوجب ہوگا نہ کہ اس کے عوض کوئی دوسرا شخص۔

پھر سورہ بنی اسرائیل میں فرمایا۔

لا تقتلوا النفس التی حرم اللہ الا بالحق ۳۳	اس جان کو قتل نہ کرو جسے اللہ نے حرام ٹھہرایا۔

اس آیت کے لفظ نفس میں آزاد غلام مسلم اور ذمی سب داخل ہیں۔ امام رازی آیت مذکورہ کی تفسیر میں لکھتے ہیں۔

۱؎ وقد اختلف الفقہاء فی القصاص بین الاحرار والعبید فقال ابوحنیفۃ وابو یوسف ومحمد وزفر رضی اللہ عنہم لا قصاص بین الاحرار والعبید الا فی الانفس ویقتل الحر بالعبد والعبد بالحر۔ احکام القرآن جصاص

۲؎ وذہب ابراہیم النخعی وسفیان الثوری الی انہ یقتل بعبد وان کان عبد نفسہ۔ مرقات

Marfat.com

آنحضرتؐ نے فرمایا آدمی خدا کی عمارت ہے جو شخص خدا کی عمارت گراتا ہے لعنتی ہے(۱) مضمون کے لحاظ سے حدیث مذکورہ کے صحیح ہونے میں کلام نہیں ہو سکتا۔

غلام کے قتل اور اس کے اعضاء کاٹنے کا قصاص

آنحضرتؐ نے فرمایا جو شخص اپنے غلام کو قتل کر دے یا اس کے ہاتھ پاؤں کاٹ ڈالے تو ہم اس شخص کو قتل کر دیں گے یا اس کے ہاتھ پاؤں کاٹ ڈالیں گے (۲)

باندی کے قتل کا قصاص

ایک یہودی نے اپنی باندی کے سر کو دو پتھروں میں رکھ کر کوٹا۔ باندی سے پوچھا گیا کیا تم سے یہ عمل فلاں شخص نے کیا ہے۔ اس نے سر سے یہودی مذکور کی طرف اشارہ کیا۔ آنحضرتؐ نے حکم دیا کہ یہودی کا سر بھی پتھروں سے کوٹ دیا جائے (۳)

ذمیوں کا قصاص

حضرت علیؓ نے غیر مسلم ذمیوں کے متعلق فرمایا کہ ذمی کا خون ہمارا خون ہے اور اس کی دیت ہماری دیت ہے (۴)

آنحضرتؐ نے مسلمانوں کے متعلق فرمایا کہ وہ سب برابر ہیں ان کا خون بھی برابر ہے (۵)

غلام کے قتل میں اعانت کرنیوالے کی سزا

آنحضرتؐ نے قتل کے متعلق قاتل اور مقتول کے درجہ حیثیت اور قومیت کو نظرانداز کر کے فرمایا اگر ایک آدمی دوسرے آدمی کو روک رکھے اور قاتل اسے قتل کر دے تو قاتل قتل کیا جائے گا اور روکنے والا قید (۶)

۱؎ قولہ علیہ السلام الآدمی بنیان الرب ملعون من ھدم بنیان الرب تفسیر کبیر جلد ۵ ص ۳۹۰

۲؎ وعن الحسن عن سمرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من قتل عبدہ قتلنا ومن جدع عبدہ جدعناہ رواہ الترمذی۔ ۳؎ عن انس یہودیا رضّ رأس جاریۃ بین حجرین فقیل لھا من فعل بک ھذا افلان افلان حتی سمی الیہودی فاومت برأسھا فجئ الیہودی فاعترف وامر بہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرضّ رأسہ بالحجارۃ متفق علیہ

۴؎ ان علیا قال دیۃ الیہودی والنصرانی وکل ذمی مثل دیۃ المسلم۔ قال ابوحنیفۃ وھو قولی وقال علی من کان لہ ذمتنا فدمہ کدمنا ودیتہ کدیتنا۔ کنز العمال جلد ۷ ص ۲۱۴ تخریج زیلعی

۵؎ وعن علی عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال المسلمون تتکافؤ دماؤھم۔ ابوداؤد نسائی۔ ابن ماجہ

۶؎ وعن ابن عمر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال اذا امسک الرجل الرجل وقتلہ الاخر یقتل الذی قتل ویحبس الذی امسک رواہ الدارقطنی۔

حدیث مذکور میں لفظ رجل مستعمل ہے۔ جس کے معنے آدمی ہیں۔ اس میں آزاد اور غلام دونوں داخل ہیں۔

گیارھویں اصلاح جسمانی ضرر پہنچنے پر غلام کی آزادی کے متعلق ہے۔ گیارھویں اصلاح

جسمانی ضرر سے غلاموں کی آزادی

غلام کو ضرر جسمانی پہنچانے کی صورت میں آزادی کا حکم

اگر آقا غلام کو جسمانی ضرر پہنچائے تو اسے چاہیئے کہ غلام کو آزاد کر دے ورنہ امام یا حاکم اسے آزاد کر دے گا۔ آنحضرتؐ نے فرمایا جو شخص اپنے غلام کو طمانچہ مارے یا اسے مار پیٹ کرے تو اس کا کفارہ یہ ہے کہ اسے آزاد کر دیا جائے (۱)

عہد رسالت کے نظائر

ابو مسعود انصاری بیان کرتے ہیں میں اپنے غلام کو مار رہا تھا۔ میں نے اپنے پیچھے سے آواز سنی اللہ تم پر اس سے زیادہ قادر ہے۔ جیسا کہ تم اس پر قادر ہو میں نے غور سے دیکھا کہ آنحضرتؐ ہیں۔ میں نے غلام کو آزاد کر دیا فرمایا اگر تو اسے آزاد نہ کرتا تو دوزخ میں جاتا (۲)

سوید بن مقرب بیان کرتے ہیں ہمارے ایک خادمہ تھی ہم میں سے کسی نے اس کے طمانچہ مارا یہ خبر آنحضرتؐ کو پہنچی تو آپؐ نے فرمایا اعتقوھا اسے آزاد کر دو

غلام کے عضو کاٹ دیئے جانے پر آنحضرتؐ نے فرمایا اذھب فانت حر۔ جاؤ تم آزاد ہو (۳)

امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا۔ کل عبد مثل بہ فھو حر۔ فروع کافی جلد ۲ ص

بارھویں اصلاح بعض جسمانی عیوب کی وجہ سے غلاموں کی آزادی کی نسبت ہے۔ بارھویں اصلاح

جسمانی عیوب کی وجہ سے غلاموں کی آزادی

اگر غلام اندھا یا جذامی ہو جائے تو وہ آزاد ہو جاتا ہے پھر آقا کو یہ حق حاصل نہیں

۱ھ من ضرب غلاما حدا لم یاتہ او لطمہ فان کفارتہ ان یعتقہ۔ صحیح مسلم

۲ھ صحیح مسلم ۳ھ ابن ماجہ۔ ابو داؤد

Marfat.com

کہ وہ اسے اپنے پاس روک رکھے۔

اس اصول پر شیعہ روایتیں حسب ذیل ہیں۔

عن ابی عبد اللہ علیہ السلام قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا عمی المملوک فلا رق علیہ والعبد اذا جذم فلا رق علیہ

امام جعفر صادق بیان کرتے ہیں کہ آنحضرتؐ نے فرمایا جب غلام اندھا یا جذامی ہو جائے تو اس پر غلامی نہیں۔

عن ابی جعفر علیہ السلام قال اذا عمی المملوک اعتقہ صاحبہ ولم یکن لہ ان یمسکہ

امام باقر علیہ السلام نے فرمایا جب غلام اندھا ہو جائے تو آقا کو چاہئے کہ اسے آزاد کر دے اسے روک رکھنا درست نہیں۔

عن ابی عبد اللہ علیہ السلام قال اذا عمی المملوک فقد عتق۔

فروع کافی جلد ۲ ص

امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا جب غلام اندھا ہو گیا تو وہ آزاد ہو گیا۔

تیرھویں اصلاح۔ غلاموں کی امارت کی نسبت ہے

غلاموں کی امارت و خلافت

اقوام عالم میں غلام کو بادشاہ یا امیر یا خلیفہ بنانا تو درکنار اسے ایک نہایت ذلیل ترین مخلوق سمجھا جاتا تھا لیکن اسلام نے اسے بادشاہت امارت اور خلافت کا درجہ عطا کیا اور صاحب امر کی اطاعت کو فرض قرار دیا۔ فرمایا

اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم۔ نساء ع ۱۰

اللہ کی اطاعت کرو رسول کی اطاعت کرو اور جو تم میں سے صاحب امر ہے۔

لفظ منکم میں آزاد اور غلام سب داخل ہیں۔ آنحضرتؐ غلام کو فوجی دستوں

سرایا کا امیر اور کبھی مدینہ پر عامل مقرر فرمایا کرتے تھے۔ جمادی الاولیٰ ۸ھ میں آنحضرتؐ نے زید کو امیر الناس بنا کر غزوہ موتہ کے لئے بھیجا تھا۔ موتہ شام میں ایک مقام ہے۔ فرمایا

زید بن حارث امیر الناس فان قتل زید جعفر بن ابی طالب فان قتل جعفر فعبد اللہ بن رواحہ فان قتل عبد اللہ بن رواحہ فلیرتض المسلمون بینھم رجلاً فلیجعلوہ علیھم۔ بدایہ جلد ۴ ص ۲۴۱

زید بن حارثہ لوگوں کا امیر ہے۔ اگر وہ شہید ہو جائیں تو جعفر بن ابی طالب اگر وہ بھی شہید ہوں تو عبد اللہ بن رواحہ اگر وہ شہید ہوں تو لوگ اپنے میں سے اپنے پر امیر منتخب کریں۔

زید بن حارث کی امارت پر آنحضرتؐ کا ارشاد

آنحضرتؐ نے شام میں اہل اُبنیٰ کی جانب جو فوج روانہ کی اس کے امیر زید بن حارثہ تھے۔ حضرت عائشہ بیان کرتی ہیں کہ آنحضرتؐ جب کبھی زید کو کسی سریہ میں بھیجتے تو امیر بنا کر بھیجتے تھے اور اگر زید آنحضرتؐ کے بعد زندہ رہتے تو آپ اُسے خلیفہ بناتے۔

ما بعث رسول اللہ صلعم زید بن حارثہ فی سریۃ الا امرہ علیھم ولو بقی بعدہ لاستخلفہ۔ رواہ احمد

اسامہ کی امارت

پھر آنحضرتؐ نے زید آزاد شدہ غلام کے بیٹے اسامہ کو ایسے غزوے میں امیر بنایا جس میں حضرت ابو بکر صدیق حضرت عمر۔ سعد بن ابی وقاص۔ سعد بن زید۔ ابو عبیدہ قتادہ بن نعمان شریک تھے۔ اس پر لوگوں میں چرچا ہونے لگا کہ غلام کو مہاجرین اولین کا امیر بنایا گیا ہے۔ وقالوا الیستعمل ھذا الغلام علی المھاجرین الاولین۔ اس وقت اسامہ کی عمر ۱۸ یا ۱۹ برس کی تھی۔ اس پر آنحضرتؐ نے خطبہ دیا آپؐ مرض الموت میں مبتلا تھے۔ سر پر درد کی شدت سے پٹی بندھی ہوئی تھی یہ ۱۰ ربیع الاول شنبے کا واقعہ ہے۔ آپؐ نے خطبے میں اللہ تعالےٰ کی حمد وثنا کے بعد فرمایا۔

Marfat.com

اسامہ کی امارت پر آنحضرتؐ کا خطبہ

ایھا الناس فما مقالۃ بلغنی عن بعضکم فی تامیر اسامۃ ولئن طعنتم فی تامیری اسامۃ لقد طعنتم فی تامیری اباہ من قبلہ وایم اللہ ان کان للامارۃ لخلیقا وان ابنہ بعدہ لخلیق للامارۃ و انہ کان لمن احب الناس الی فاستوصوا بہ خیرا فانہ من خیارکم۔ تاریخ خمیس جلد ۲ ص ۱۷۲	لوگو یہ کیا بات ہے جو تم سے بعض کی جانب سے اسامہ کو امیر بنائے جانے کے متعلق مجھے پہنچی ہے اگر تم میرے اسامہ کو امیر بنانے پر معترض ہو تو اس سے پہلے تم نے اس کے باپ زید کے امیر بنائے جانے پر بھی اعتراض کیا تھا۔ بخدا زید امارت کے لئے پیدا ہوا تھا۔ اور اس کے بعد اس کا بیٹا اسامہ بھی امارت ہی کے لئے پیدا ہوا ہے وہ مجھے سب لوگوں سے زیادہ محبوب ہے تم اس سے بھلائی کرو وہ تمہارے بہترین لوگوں میں سے ہے۔

یہ خطبہ فرما کر آنحضرتؐ منبر سے اُترے اور اپنے گھر تشریف لے گئے۔

حضرت عائشہؓ سے مروی ہے آنحضرتؐ نے فرمایا جو اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہے اُسے چاہیئے کہ اسامہ بن زید سے محبت کرے۔

حضرت عمرؓ جب اسامہ سے ملتے تو کہتے اسلام علیک ایھا الامیر

حضرت عمرؓ نے اپنے عہد خلافت میں اپنے بیٹے عبد اللہ کے لئے چار ہزار اور اسامہ کے لئے پانچہزار مقرر کیا اور فرمایا اسامہ سے آنحضرت کو زیادہ محبت تھی۔ اسامہ بڑے فصیح اور ربانی عالم تھے (۱)

حضرت انس بیان کرتے ہیں کہ آنحضرتؐ نے فرمایا اگر تم پر کوئی سیاہ رنگ کا حبشی غلام جس کا سر کھجور کی گٹھلی جتنا چھوٹا ہو امام یا امیر مقرر کر دیا جائے تو تم اس کا حکم سنو اور اس کی اطاعت کرو۔ حدیث کے الفاظ حسب ذیل ہیں۔

عن انس ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال اسمعوا واطیعوا ان استعمل علیکم عبد حبشی کان راسہ زبیبۃ۔ رواہ البخاری

---

(۱) بدایہ ونہایہ جلد ۵ ص ۳۱۲

Marfat.com

تعلیم مذکور کا عملی ثبوت یہ ہے کہ مسلمانوں میں غلام (ممالک وعبید) بادشاہ اور سلطنتوں کے بانی ہوئے اس کی تفصیل طوالت اور خلط بحث کا موجب ہے۔

چودھویں اصلاح - غلاموں اور باندیوں کے اموال واشیاء کے مالک ہونے کے متعلق ہے۔

چودھویں اصلاح

غلاموں اور باندیوں کی ملکیت

اقوام عالم میں غلام کی عدم ملکیت

روم کبیر میں غلام کسی چیز کا مالک نہیں ہوسکتا تھا۔ اگر آقا کوئی تجارتی کام غلام کے سپرد کردے اور اس سے منافع حاصل ہو تو اس منافع میں سے تھوڑا حصہ غلام کو دیا جاتا۔ یونان میں غلام کسی چیز کا مالک نہ تھا۔ انگلستان۔ امریکہ۔ فرانس اور ہندوستان وغیرہ ممالک میں غلام کو بطور شئے کے سمجھا جاتا تھا۔ یہودیوں کا بھی یہی عقیدہ تھا۔ توریت میں مذکور ہے کہ غلام تمہارا مال ہے۔ منو کے قانون میں غلام کسی دولت کا مالک نہیں تھا۔ وہ جو کچھ کماتا آقا کی ملکیت ہوتا۔ عرب کے عہد جاہلیت میں بھی غلام کی ملکیت تسلیم نہ تھی۔

غلام کی ملکیت پر قرآنی آیتوں سے استدلال

قرآن مجید نے نوع انسان کے سب افراد سے آزاد ہوں یا غلام مساوی خطاب کیا اور فرمایا

یا یھا الذین آمنوا لا تلھکم اموالکم ولا اولادکم عن ذکر اللہ۔ منافقون۔ ۹ ۲۸	اے ایمان والو تمہیں نہ تمہارے مال اور نہ تمہاری اولاد تم کو اللہ کے ذکر سے غافل کرے۔

اس آیت میں لفظ اموالکم میں کم سے تمام اشخاص کو خطاب ہے خواہ وہ آزاد ہوں یا غلام اور لفظ اموالکم کے معنے ہیں تمہارے مال اس سے ثابت ہے۔ کہ غلام بھی صاحب مال ہے۔

دوسری جگہ فرمایا

وانفقوا مما رزقنٰکم من قبل ان	اور جو کچھ ہم نے تمہیں دیا ہے اس میں سے خرچ کرو

Marfat.com

یاتی احدکم الموت۔ منافقون ۱۱ پ ۲۸	اس سے پہلے کہ تم میں سے کسی کو موت آجائے۔

آیت متذکرہ صدر میں لفظ ہٖ "منکم" بتاتا ہے کہ آزاد اور غلام سب کو خدا نے رزق دیا اور سب کو اس میں سے خرچ کرنے کا حکم دیا۔

اگر غلام کسی چیز کا مالک نہیں ہو سکتا تھا تو اسے زوجہ کے نفقہ اور لباس دینے کا حکم بھی نہیں دیا جا سکتا حالانکہ شافعیہ کے نزدیک غلام پر اس کی زوجہ کا نفقہ واجب ہے۔

سورہ یٰسین میں فرمایا

اولم یروا انا خلقنا لھم مما عملت انعاماً فھم لھا مالکون یٰسین ۲۷، پ ۲۲	کیا وہ غور نہیں کرتے کہ ہم نے ان کیلئے جو ہمارے ہاتھوں نے بنایا چار پائے پیدا کئے سو وہ ان کے مالک ہیں۔

باندی کی ملکیت

ضمیر کم میں آزاد اور غلام داخل ہیں۔ باندی سے نکاح کرنے کی صورت میں یہ حکم دیا گیا کہ اس کا مہر ادا کردو فرمایا

واتوھن اجورھن بالمعروف۔ نساء۔ ۲۵	ان کو ان کے مہر دستور کے مطابق ادا کردو۔

ظاہر ہے کہ مہر مذکور باندی کی ملکیت ہے۔ اسی لئے باندی کو دیئے جانے کا حکم دیا گیا یہ نہیں ہو سکتا کہ باندی کے مہر کا کوئی دوسرا شخص مالک ہو اگر کسی دوسرے شخص کا مالک ہونا جائز ہوتا تو واتوھن بے معنے ہو جاتا غلام کے متعلق یہ کہنا کہ وہ متاع تجارت میں سے ایک متاع ہے (سلعتہ من السلع) درست نہیں۔ اگر وہ صرف متاع یا شے ہے تو نماز۔ روزہ۔ طہارت۔ حدود کے لئے اسے مکلف نہیں ہونا چاہئے۔ کیونکہ متاع یا شے مکلف نہیں ہوتے۔

غلام کی عدم ملکیت پر آیات قرآنیہ سے استدلال اور اس کا جواب

غلام کے کسی شے کا مالک نہ ہونے کے متعلق آیت مندرجہ ذیل سے استدلال کیا جاتا ہے فرمایا

ضرب اللہ مثلاً عبداً مملوکاً لایقدر علی شیء نحل ۷۵	اللہ غلام کی مثال بیان کرتا ہے جو دوسرے کے اختیار میں ہے کسی چیز کی قدرت نہیں رکھتا۔

اس آیت میں الفاظ عبداً مملوکاً سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ یہ غلام کی فطری صفت ہے۔

دوسرے یہ کہ مملوک کسی چیز پر قادر نہیں اس زمانہ کے موجودہ رواج کو ثابت کرتا ہے۔ اس سے یہ نتیجہ اخذ نہیں کیا جا سکتا کہ غلام شرعی طور پر کسی شے کا مالک نہیں

تیسرے آیت متذکرہ صدر کے ساتھ ہی مذکور ہے۔

وضرب اللہ مثلاً رجلین احدھما ابکم لایقدر علی شیٔ وھو کل علی مولٰہ اینما یوجہہ لایات بخیر۔ نحل - ۷۶ پ ۱۴	اور اللہ نے دو آدمیوں کی مثال بیان کی ایک ان میں سے گونگا ہے جو کسی چیز پر قادر نہیں اور وہ اپنے مالک پر بوجھ ہے جدھر اسے بھیجتا ہے وہ اچھا کام کر کے نہیں آتا۔

اس جگہ گونگے کی صفت یہ بیان کی گئی کہ وہ کسی چیز پر قادر نہیں۔ کیا اس سے یہ نتیجہ اخذ کیا جا سکتا ہے کہ ہر گونگا آدمی کسی شے پر قادر نہیں یا یہ کہ وہ کسی شے کا مالک نہیں ہوتا۔

چوتھے آیت مذکورہ اس امر کے لئے تصریح یا نص نہیں کہ غلام کسی ملک یا مال کا مالک نہیں ہو سکتا۔ اس میں صرف قدرت اور قوت کی نفی بیان کی گئی ہے جو ضعف یا مرض وغیرہ کی وجہ سے بھی ہو سکتی ہے۔

پانچویں اگر غلام کسی شے پر قادر نہیں تو نماز روزہ وغیرہ بھی شے کی تعریف میں داخل ہیں۔ اس لئے یہ سب اس کے ذمے سے ساقط ہو جانے چاہئیں۔

چھٹے قرآن مجید میں دوسری جگہ مذکور ہے کہ اپنے غلاموں اور باندیوں کا نکاح کر دو اگر وہ محتاج و فقیر ہیں تو اللہ تعالے انہیں غنی کر دے گا فرمایا

وانکحوا الایامی منکم والصّٰلحین من عبادکم وامائکم ان یکونوا فقراء یغنھم اللہ - نور - ۳۳	جو تم میں سے مجرد ہیں اور تمہارے غلاموں اور باندیوں میں سے جو صلاحیت رکھتے ہیں ان کے نکاح کر دو اگر وہ محتاج ہوں گے تو اللہ ان کو اپنے فضل سے غنی بنا دے گا

Marfat.com

آیت منذکرہ صدر سے ثابت ہوتا ہے کہ غلام اور باندی محتاج اور مالدار ہو سکتے ہیں اگر ان کا کسی شے کا مالک ہونا جائز نہ ہوتا تو یغنہم اللہ کہنے کی ضرورت نہ تھی۔ جیسا کہ اونٹ بیل درندوں اور جمادات کے متعلق ایسے الفاظ استعمال نہیں کئے جا سکتے (۱)

غلام کے کسی مال کے مالک نہ ہونے پر آیت مندرجہ ذیل سے بھی استدلال کیا جاتا ہے فرمایا

ضرب لکم مثلاً من انفسکم هل لکم من ما ملکت ایمانکم من شرکاء فی ما رزقنکم فانتم فیہ سواء ۔ روم ۲۹ پ ۲۱

اللہ تمہارے لئے تمہاری اپنی مثال بیان کرتا ہے کیا تمہارے لئے ان میں سے جن کے تمہارے داہنے ہاتھ مالک ہوئے ہیں جو ہم نے تمہیں رزق دیا ہے کوئی شریک ہیں کہ تم اس میں برابر ہو۔

آیت مندرجہ صدر سے صرف اتنا ثابت ہوتا ہے کہ غلام ہمارے مال کے مالک نہیں نہ یہ کہ وہ اپنے مال کے بھی مالک نہیں۔

آنحضرتؐ نے سلمان فارسیؓ کا جو غلام تھے ہدیہ قبول کیا۔ جسے آپؐ نے اور آپؐ کے ساتھیوں نے کھایا (فاکل واکل من کان عندہ (۲)

اس سے ظاہر ہے کہ غلام صدقہ اور ہدیہ دے سکتا ہے اور وہ مال کا مالک ہوتا ہے۔

حضرت عائشہ کی باندی بریرہ کو کسی شخص نے گوشت دیا۔ آنحضرتؐ نے پوچھا۔ کچھ کھانے کو ہے۔ بریرہ نے عرض کیا گوشت ہے۔ لیکن وہ مجھے صدقہ دیا گیا تھا۔ آپؐ نے فرمایا لک صدقۃ ولنا ھدیۃ ۔ حدیث متفق علیہ میں

۱؎ محلی ابن حزم جلد ۸ ص ۳۲۰/۳۲۱ ۲؎ فقلت رأیتک لا تاکل الصدقۃ وکان عندی شئی احب ان اکرمک بہ ھدیۃ فاکل ھو واصحابہ ثم اسلمت ثم شغلنی الرق حتی فاتتنی بدر ص ۳۲۲ جلد ۸ محلی
کنز العمال ج ۷ ص ۴۵

مذکور ہے قال هو علیها صدقة ولنا هدیة

پندرھویں اصلاح غلاموں کے وارث ہونے کے متعلق ہے۔ پندرھویں اصلاح

غلاموں اور باندیوں کی وراثت

یہ اصول کہ غلام اور باندی نہ وارث ہوتے ہیں اور نہ مورث۔ اس پر اجماع بیان کیا جاتا ہے لیکن آنحضرتؐ نے غلام کو میراث دلائی تھی۔

آنحضرت کا غلام کو وارث قرار دینا

ابن عباس بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص آنحضرتؐ کے عہد رسالت میں وفات پاگیا اور اس نے سوائے ایک غلام کے کوئی وارث نہ چھوڑا۔ آنحضرتؐ نے شخص مذکور کا ترکہ غلام کو دلایا (۱)

غلاموں کے دو قسم

غلاموں اور باندیوں کو وارث یا مورث قرار نہ دینے والوں کا استدلال یہ ہے کہ غلاموں کے دو قسم ہیں۔ کامل غلام جسے قِن کہتے ہیں اور ناقص جیسے مکاتب مدبر یا باندی ام ولد ان کو وارث اس لئے قرار نہیں دیا جاتا کہ اگر ان کو ان کے مورثوں کا مال وراثت کے ذریعہ سے پہنچے تو وہ مال ان کا مالک لے لیگا۔ اور وہ اجنبی ہے۔ اجنبی وارث نہیں ہو سکتا۔

مولے العتاقہ اور مولے الموالات کی وراثت

سُنیوں کے نزدیک مولے العتاقہ یعنی غلام کو آزاد کرنے والا غلام کا وارث ہے۔

ثم المعتق یرث من معتقه۔ شریفیہ ۱۲	آزاد کرنے والا آزاد کئے گئے کا وارث ہے۔

یہ اصول حدیث مرویہ ابو داؤد پر مبنی ہے آنحضرتؐ نے فرمایا الولاء لمن اعتق اس سے ثابت ہے کہ صرف اجنبی ہونا مانع توریث نہیں مولے الموالات وارث

۱؎ عن ابن عباس ان رجلاً مات علی عهد رسول الله صلی الله علیه وسلم ولم یترک وارثاً الا عبداً فاعطاه میراثه اخرجه احمد واهل السنن وحسنه الترمذی

Marfat.com

ہے۔ حالانکہ وہ اجنبی اور مولے العتاقہ غلام کا اجنبی ہے مگر اس کا وارث ہے۔
کتب فرائض شیعہ کی مستند کتاب شرائع الاسلام میں مذکور ہے کہ اگر غلام
کا ہی وارث موجود نہیں تو آزاد کنندہ وارث ہوگا۔ ولم یکن للمعتق وارث مناسب۔ نت ۳۰۴
نسبی وارث نہ ہونے کی شرط اس امر کی دلیل ہے کہ غلام کا رشتہ دار غلام کا ہو وارث
تا ہے۔

سولھویں اصلاح۔ غلاموں کی شہادت کی نسبت ہے۔

غلاموں کی شہادت

روم کبیر اور بعض دوسرے ملکوں میں غلام کی شہادت قبول نہیں کی جاتی تھی
ن مجید نے آزاد اور غلام کی شہادت میں جو غیر فطری تفریق تھی اسے دور کر
اور فرمایا۔

غلام کی شہادت پر قرآنی آیتیں

واستشهدوا شهيدين من رجالكم بقرہ ۲۸۳	اپنے اس آدمیوں سے دو گواہ لو
واشهدوا ذوی عدل منکم بقرہ ۔۲۸۳	اپنے میں سے دو عادل گواہ لو
یا ایها الذین آمنوا کونوا قوامین بالقسط شهداء لله ولو علی انفسکم نساء ۔۳۵	انصاف کے ساتھ پوری محافظت کرنے والے رہو اگرچہ معاملہ تمہاری اپنی ذات کے خلاف ہو۔

متذکرہ صدر آیتوں میں الفاظ رجال اور ذوی عدل استعمال کئے گئے ہیں
ر غلام ذوی عدل اور رجل کی تعریف میں داخل ہے اور یا ایها الذین
منوا کا بھی مخاطب ہے۔ اگر غلاموں کی شہادت مقبول نہ ہوتی تو الفاظ
شہیدین من احرارکم استعمال کئے جاتے۔

اکابر کا قول و عمل

قاضی مختار بن فلفل کہتے ہیں کہ میں نے انس بن مالک سے غلام کی شہادت

Marfat.com

کے متعلق دریافت کیا تو آپ نے فرمایا جائزۃ

عمار دھنی بیان کرتے ہیں میں قاضی شریح کے پاس موجود تھا ان کے روبرو ایک غلام نے کسی گھر کے متعلق شہادت دی تو آپنے اسے جائز رکھا۔ کہا گیا کہ یہ غلام ہے فرمایا کلنا عبید و اماء

محمد بن سیرین اگر غلام عادل ہو تو اس کی شہادت قبول کر لیتے تھے۔

ابراہیم نخعی کے نزدیک غلام کی شہادت آقا کے حق میں جائز نہیں دوسرے شخص کے حق میں جائز ہے (۱)

سترھویں اصلاح باندیوں سے نکاح کے متعلق ہے۔ سترھویں اصلاح

باندیوں سے نکاح

نزول قرآن کے زمانہ میں اقوام عالم میں غلامی کا عام رواج تھا اور مندرجہ ذیل اقسام کی عورتیں باندیاں ہوتی تھیں۔

۱- لڑائی میں گرفتار شدہ باندیوں کے اقسام

۲- خرید کردہ

۳- بطور تحفہ دی ہوئی

۴- زبردستی اٹھائی ہوئی۔

۵- بہکا اور پھسلا کر لے جائی گئی۔

باندیوں کو تعداد کے بغیر اپنے پاس رکھا جاسکتا تھا اور ان سے نکاح اور استبراء رحم کے بغیر مقاربت جائز اور معمول تھی۔

اسلام نے رواج مذکور کو ہمیشہ کے لئے منسوخ کر دیا۔ باندیوں سے نکاح

؎ المحلی جلد ۹ ص۴۱۳

کرنے کا حکم دیا۔ لیکن یہ امر قابل افسوس ہے کہ بعض سُنّی و شیعی فقہی تصریحات ایسی موجود ہیں جن میں لا تعداد باندیوں سے نکاح کے بغیر مباشرت جائز بتائی گئی ہے (۱) لیکن اس قسم کی تصریحات قرآن مجید اور آنحضرتؐ کے قول و عمل سے متناقض ہونے کی وجہ سے ناقابل قبول ہیں۔ وجوہ حسب ذیل ہیں۔

۱۔ صرف وہی مرد غلام اور وہی عورتیں باندیاں ہو سکتی تھیں جو کسی اسلامی دفاعی جنگ میں گرفتار ہو کر آتیں۔ ایسے اسیرانِ جنگ کے لئے ۸ھ میں سورہ محمد کی آیت فاما منا بعد واما فداء کے نازل ہونے پر غلامی کو ہمیشہ کے لئے دور کر دیا گیا۔ اس کے بعد کوئی عورت اسیرِ جنگ باندی نہیں بنائی جا سکتی۔ جب باندی ہی نہیں ہو سکتی تو اس سے نکاح کے بغیر مقاربت یا ان کا گلہ بھرتی کرنا کیسے جائز ہو سکتا ہے۔

باندی کی تعلیم و تزویج اور آزادی کا حکم

۲۔ جو باندیاں اس وقت موجود تھیں۔ ان کے متعلق آنحضرتؐ نے حکم دیا۔

الرجل تکون لہ الامۃ فیعلمھا فیحسن تعلیمھا ولیودبھا فیحسن ادبھا ثم یعتقھا فیزوجھا فلہ اجران

باب اجر من اسلم من اہل الکتابین صحیح بخاری

جس آدمی کے باندی ہے۔ اور وہ اسے اچھی تعلیم دیتا ہے اچھا ادب سکھلاتا ہے۔ پھر اسے آزاد کر کے اس سے نکاح کر لیتا ہے۔ تو اسے دو اجر ملتے ہیں۔

حدیث مذکور کے علاوہ قرآن مجید میں صریح احکام باندیوں کے نکاح کے متعلق موجود ہیں جو ابھی آگے مذکور ہیں۔

۳۔ کتاب و سنت میں کوئی ایسی نص موجود نہیں جس کی بناء پر عورتوں کو باندیاں

---

(۱) الاول ملک الرقبۃ یجوز ان یطأ الانسان بملک الرقبۃ ما زاد عن اربع من غیر حصر۔ شرائع الاسلام ص ۱۸۹ ویبین الآماء من غیر حصر۔ تفسیر کبیر جلد ۳ ص ۱۳۸

Marfat.com

بنانے یا ان کے خرید و فروخت کرنے کی اجازت ہو۔

۴۔ جو غیر مسلمہ عورتیں جنگ میں گرفتار ہو کر آئیں اور ان کے سابق غیر مسلم شوہر موجود ہوں وہ بدستور اپنے سابق شوہروں کی منکوحہ رہتی ہیں۔ صرف اسیری یا گرفتاری سے کسی غیر مسلم یا غیر مسلمہ کا نکاح جو حالت کفر میں ہوا تھا فسخ نہیں ہو جاتا۔ بلکہ اگر شوہر اور بی بی دونوں گرفتار ہو گئے ہیں تو ان میں مسلمہ طور پر تفریق واقع نہیں ہو سکتی (۱) سابق شوہر اور سابق نکاح کی موجودگی میں کسی عورت سے حرہ ہو یا باندی نکاح اور مقاربت جائز نہیں۔

۵۔ اگر غیر مسلمہ گرفتار ہو جانے کے بعد اپنی مرضی سے مسلمان ہو جائے تو اس کا سابق نکاح فسخ ہو جاتا ہے۔ مگر کسی مسلم کی نکاح کے بغیر اس سے مباشرت درست نہیں۔

باندیوں سے نکاح کے متعلق قرآن مجید کی آیتیں حسب ذیل ہیں۔

پہلی آیت۔ سورہ نور میں فرمایا

باندیوں سے نکاح کرنے کی نسبت پہلی آیت

وانکحوا الایامی منکم والصالحین من عبادکم و اماءکم۔ نور ۔ ۳۳	جو نکاح کے بغیر ہیں اور غلاموں اور باندیوں میں سے جو صلاحیت رکھتے ہیں ان کا نکاح کر دو۔

ایامی ایم کی جمع ہے۔ نضر بن شمیل کہتے ہیں کہ کلام عرب میں مرد بے زوجہ اور زوجہ بے شوہر کو ایم کہا جاتا ہے۔

فان تنکحی انکح وان تتایمی۔ وان کنت أفتی منکمو اتایم

آیت متذکرہ صدر میں لفظ انکحوا صیغہ امر ہے۔ جو وجوب پر دلالت کرتا ہے کہ نکاح مذکور واجب ہے (۲) مثلاً غلام کے باندی سے اور باندی کے

۱؎ قال ابو حنیفة لو سبی الزوجان لم یرتفع النکاح ولم تحل للسابی تفسیر بیضاوی۔ وان سبیا معاً لم یقع البینونة۔ ہدایہ۔ واما بقاء الزوجیة فلان نکاح اھل الشرک قد اقرھم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ولم یات نص بان سباء احدھما یفسخ نکاحھما۔ المحلی جلد ۷ ص ۳۲۲

۲؎ ظاھرہ الامر للوجوب تفسیر کبیر جلد ۶ ص ۲۵۸ فیہ دلیل علی وجوب تزویج المولیة والمملوک تفسیر بیضاوی

غلام سے نکاح کے علاوہ باندی آزاد مرد سے اور آزاد مرد باندی سے نکاح کر سکتا ہے۔

آنحضرتؐ کا عمل

آنحضرتؐ نے صفیہ بنت حُیّی کو آزاد کر کے ان سے نکاح کیا۔ زید بن حارثہ غلام کو آزاد کیا اور پھر اُس سے اپنی پھوپھی کی بیٹی زینب بنت جحش کی شادی کر دی۔

امام زین العابدینؑ کا عمل

امام حسینؑ کی شہادت کے بعد امام زین العابدینؑ نے اپنی والدہ شہر بانو کا نکاح زبید سے کیا جو ان کا غلام تھا۔ اس نکاح سے عبداللہ بن زبید پیدا ہوئے امام موصوف نے اپنی ایک باندی کو آزاد کر کے اس سے اپنا نکاح کر لیا۔ اس پر عبدالملک نے ان کو عار دلانے والا خط لکھا امام صاحب نے متذکرہ صدر دونوں تمثیلیں بیان کیں اور لکھا قد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ (۱)

باندیوں سے نکاح کے متعلق دوسری آیت

دوسری آیت باندیوں سے نکاح کے متعلق حسب ذیل ہے۔ جس سے ثابت ہوتا ہے کہ اگر باندی کو آزاد نہ کیا جائے تب بھی اس سے متع نکاح کے بغیر درست نہیں فرمایا

فانکحوا ما طاب لکم من النساء مثنیٰ و ثلٰث و ربٰع فان خفتم الا تعدلوا فواحدۃً او ما ملکت ایمانکم نساء — ۴	ایسی عورتوں سے نکاح کرو جو تمہیں پسند ہوں دو دو اور تین تین اور چار چار اور اگر تمہیں خوف ہو کہ انصاف نہ کر سکو گے تو ایک ہی یا جس کے تمہارے داہنے ہاتھ مالک ہوں۔

نحوی قاعدہ کے مطابق آیت متذکرہ صدر میں اَو حرف عطف ما ملکت ایمانکم معطوف النساء معطوف علیہ ہے۔ آیت کا مطلب یہ ہے کہ تم ایسی عورتوں سے نکاح کرو جو تمہیں پسند ہوں یا لونڈیوں سے نکاح کرو۔ او ما ملکت

۱؎ معارف ابو محمد عبداللہ بن مسلم بن قتیبہ دینوری مطبوعہ ۱۸۵۰ء ص ۱۱ ۲؎ وحجتنا فی ذلک قولہ تعالیٰ فانکحوا ما طاب لکم من النساء فاذا استطاب نکاح الامۃ جاز لہ ذلک بظاہر الآیۃ۔ مبسوط سرخسی جلد ۵ ص ۱۰۹

Marfat.com

ایمانکم فعل فانکحوا کے تابع ہے۔ اگر اسے فانکحوا سے متعلق نہ کیا جائے تو او ما ملکت ایمانکم سے پورے معنے پیدا نہیں ہوتے اور اگر ما ملکت ایمانکم کا معطوف علیہ فواحدۃ کو قرار دیا جائے تب بھی لونڈیوں سے نکاح کرنے کا حکم ثابت ہوتا ہے۔ لیکن آیت کے معنے اس طرح ہو جاتے ہیں کہ اگر تم عدل نہیں کر سکتے تو ایک عورت یا لونڈیوں سے نکاح کرو یعنی لونڈیوں سے عدل کی ضرورت نہیں۔ ایسے معنے قرآن کی تعلیم کے خلاف ہیں۔ اسلئے کہ قرآن مجید میں ہر حالت میں عدل کرنے کا حکم دیا گیا ہے حنفیہ کے نزدیک بھی آیت متذکرہ صدر سے باندی کے ساتھ نکاح کرنے پر استدلال کیا جاسکتا ہے (۱) اور آزاد شخص چار باندیوں سے اس طرح نکاح کرنے کا مجاز ہے جیسا کہ وہ چار حرہ سے اگر کوئی شخص پانچ حرہ عورتوں اور چار باندیوں سے عقد واحد میں نکاح کر لے تو حرہ عورتوں کا نکاح ناجائز اور باندیوں کا جائز ہوگا اس لئے کہ وہ چار عورتوں سے نکاح کر سکتا تھا۔ پانچ سے نکاح ناجائز ہے۔ اگر پانچ حرہ میں سے چار کو جائز قرار دیا جائے تو وہ کونسی چار ہونگی اس لئے باندیوں سے نکاح جائز ہوا کیونکہ ان کی تعداد چار سے زیادہ نہیں (۲)

تیسری آیت باندیوں سے نکاح کی نسبت حسب ذیل ہے۔ باندیوں سے نکاح کی نسبت تیسری آیت

من لم یستطع منکم طولا ان ینکح المحصنٰت المومنٰت فمن ما ملکت ایمانکم من فتیاتکم	جو شخص تم میں سے اتنی استطاعت نہیں رکھتا کہ وہ مسلمان آزاد عورت سے نکاح کرے تو وہ تمہاری ان مسلمان باندیوں سے نکاح کرے جس کے تمہارے

لہ قال علماؤنا رحمہم اللہ تعالےٰ یجوز للحر ان یتزوج اربعًا من الاماء وکما یجوز لہ ان یتزوج اربعًا من الحرائر۔ مبسوط سرخی جلد ۵ ص ۱۱۱ ۔ سه مبسوط سرخی جلد ۵ ص ۱۱۷

المومنٰت واللہ اعلم بایمانکم من
بعض فانکحوھن باذن اھلھن واٰتوھن
اجورھن بالمعروف محصنٰت غیر
مسافحات ولا متخذات اخدان فاذا
احصن فان اتین بفاحشۃ فعلیھن
نصف ما علی المحصنٰت من العذاب
ذالک لمن خشی العنت منکم وان
تصبروا خیر لکم واللہ غفور رحیم ۔ نساء ۲۵

داہنے ہاتھ مالک ہوئے اور اللہ تمہارے ایمان
کو بہت اچھی طرح جانتا ہے تم ایک دوسرے سے ہی ہو
ان کو ان کے آقاؤں کی اجازت سے نکاح میں لاؤ اور دستور
کے مطابق مہران کو دو وہ پاکدامن ہوں نہ کہ کھلی بدکاری کرنیوالی
پھر جب وہ نکاح میں لائی جائیں اور بے حیائی کی مرتکب ہوں
تو ان کو آزاد عورتوں کی سزا سے نصف ہے، یہ تم میں سے اس
شخص کے لئے ہے جسے ہلاکت میں مبتلا ہو جانیکا ڈر ہو اور اگر تم
صبر کرو تو تمہارے لئے بہتر ہے اور اللہ بخشنے والا اور رحم کرنیوالا ہے۔

متذکرہ صدر آیتوں سے مندرجہ ذیل نتائج اخذ ہوتے ہیں۔

۱۔ باندیوں سے نکاح کے بغیر مباشرت جائز نہیں اگر جائز ہوتی تو ان سے نکاح کرنے کا حکم دینا بے سود تھا۔

۲۔ جو آزاد شخص حرہ مسلمان عورت سے نکاح کرنے کی قدرت نہیں رکھتا وہ باندی سے نکاح کر سکتا ہے۔

۳۔ بہتر یہ ہے کہ غلام اور باندی آپس میں نکاح کریں جیسا کہ آیت انکحوا الایامی منکم الآیۃ کا منشاء ہے لیکن اگر زیادہ ضرورت محسوس ہو۔ تو آزاد مرد بھی باندی سے نکاح کر سکتا ہے۔

۴۔ اگر آزاد مرد لونڈی سے نکاح نہ کرے تو بہتر ہے اس لئے کہ لونڈی کو آزاد کرنا اور پھر ان سے نکاح کر لینا زیادہ اچھا ہے تاکہ غلامی کا استیصال ہو جائے۔ یہ استیصال رفتہ رفتہ ہو رہا تھا۔

۵۔ الفاظ بعضکم من بعض بتا رہے ہیں کہ غلام لونڈی آزاد سب کے سب ایک ہی نوع کے افراد ہیں امام رازی بعضکم من بعض کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ تم سب

Marfat.com

آدم کی اولاد ہو تمہیں ضرورت کے وقت باندی سے نکاح کرنے میں عار محسوس نہیں ہونی چاہیئے (۱)

۶- حرہ عورتوں سے نکاح میں مہر مقرر کیا جاتا ہے اسی طرح باندیوں کے نکاح میں بھی مہر کا تقرر ضروری ہے۔

۷- آیت میں مومنہ کی صفت لطور ندب و استحباب مذکور ہے۔ کتابیہ باندی سے بھی نکاح ہو سکتا ہے۔ امام ابو حنیفہ اور دوسرے اکثر اہل علم کی یہی رائے ہے (۲)

فقہ حنفی کی تصریحات حسب ذیل ہیں۔

۱- لا یجوز نکاح الامۃ علی الحرۃ ولا معہا کذا فی محیط السرخی	باندی کا نکاح حرہ کی موجودگی میں اور نہ اس کے ساتھ جائز ہے۔
۲- ویجوز نکاح الامۃ ثم الحرۃ صح نکاحہما فی فتاوی قاضی خاں۔ فتاوی عالمگیری جلد ۲ ص ۲۸۷	اگر باندی سے نکاح کیا جائے اس کے بعد حرہ سے تو دونوں نکاح جائز ہیں۔

طبرسی شیعی مفسر آیت مندرجہ صدر کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ اگر کوئی آزاد شخص حرہ سے نکاح نہیں کر سکتا تو اسے باندی سے کر لینا چاہیئے (۳) شرائع الاسلام میں جو فقہ شیعہ کی مستند کتاب ہے، مذکور ہے کہ غلام اور باندی اپنے آقا کی اجازت سے نکاح کر سکتے ہیں۔ (۴)

چوتھی آیت باندیوں کے نکاح کے متعلق حسب ذیل ہے :-

ولا تنکحوا المشرکات حتی یومن و لامۃ	تم مشرک عورتوں سے نکاح نہ کرو جبتک کہ وہ ایمان

۱؎ فکلکم اولاد آدم فلا تداخلنکم انفۃ من تزوج الاماء عند الضرورۃ۔ تفسیر کبیر جلد ۳ ص ۱۹۹
۲؎ تفسیر کبیر جلد ۳ ص ۱۹۹ ۔ ۳؎ من لم یقدر علی شئ مما یصلح نکاح الحرائر من المہر والنفقۃ فمما ملکت ایمانکم ای فینکح مما ملکت ایمانکم ای اماتکم فان مہور الاماء اقل ومؤنتہن اخف فی العادۃ مجمع البیان ص ۳۴ ۴؎ لا یجوز للعبد ولا للامۃ ان یعقد الا لنفسہما نکاحا الا باذن المالک
شرائع الاسلام ص ۱۸۶

Marfat.com

مومنۃ خیر من مشرکۃ ولو اعجبتکم ولا تنکحوا المشرکین حتی یومنوا ولعبد مومن خیر من مشرک ولو اعجبکم۔ بقرہ - ۲۲۲	نہ لائیں - ایمان والی لونڈی مشرک عورت سے بہتر ہے اگرچہ مشرک عورت تمہیں اچھی لگے مشرک مردوں سے نکاح نہ کرو جبتک کہ وہ ایمان نہ لائیں مومن غلام مشرک مرد سے بہتر ہے اگرچہ تم کو مشرک مرد اچھا لگے۔

جبائی معتزلی کے نزدیک آیت مذکورہ صدر اس امر پر دلالت کرتی ہے کہ جو مسلمان حرہ سے نکاح کرنے کی استطاعت رکھتا ہے۔ وہ لونڈی سے نکاح کرسکتا ہے۔ اس لئے کہ جو مسلم حرہ مشرکہ سے نکاح کرنے کی قدرت رکھتا ہے۔ وہ آیت مذکورہ کی بناء پر مسلمہ لونڈی سے نکاح کرنے کا مجاز ہے اسی طرح حرہ مسلمہ سے نکاح کرنے کی استطاعت رکھنے والا مسلم بھی باوجود استطاعت مذکور کے لونڈی سے نکاح کرنے کا مستحق ہے۔ امام رازی لکھتے ہیں۔ ھذا استدلال لطیف (۱) لیکن امام ابوحنیفہ کا مذہب یہ ہے کہ اگر حرہ منکوحہ موجود ہے تو اس کے شوہر کو لونڈی سے نکاح کرنا جائز نہیں۔ اگر حرہ اس کے نکاح میں نہیں تو وہ لونڈی سے نکاح کرسکتا ہے۔ خواہ حرہ سے نکاح کرنے کی استطاعت رکھتا ہو یا نہ (۲)

باندی سے نکاح کے بغیر تمتع پر آیات قرآنیہ سے استدلال اور اس کا جواب

جن اصحاب کے نزدیک باندی سے نکاح کے بغیر تمتع جائز ہے وہ مندرجہ ذیل آیتوں سے استدلال کرتے ہیں۔

پہلی آیت والمحصنٰت سے استدلال

حرمت علیکم امھتکم وبناتکم...... والمحصنٰت من النساء الا ما ملکت ایمانکم۔ نساء - ۲۴ پ ۵	حرام کی گئیں تم پر تمہاری مائیں اور بیٹیاں .... اور شوہر والی آزاد عورتیں۔ مگر وہ جن کے تمہارے دائیں ہاتھ مالک ہوئے۔

(۱) تفسیر کبیر جلد ۲ ص ۲۳۲

(۲) برصفحہ ۷۴

Marfat.com

آیت متذکرہ صدر کے الفاظ الا ما ملکت ایمانکم سے یہ نتیجہ اخذ کیا جاتا ہے کہ بے شمار لونڈیوں سے نکاح کے بغیر مباشرت جائز ہے۔ آیت بالا کے محل نزول میں اختلاف ہے۔ اس لئے مجوزین تسری سبب نزول سے استدلال نہیں کر سکتے

۱۔ بعض مفسرین یہ بیان کرتے ہیں کہ غزوہ اوطاس میں جو مشرک عورتیں گرفتار کر آئیں ان سے مقاربت کرنا اس بنا پر ناگوار سمجھا گیا کہ ان کے سابق مشرک شوہر موجود تھے (فکرھنا ان نقع علیھن ولھن ازواج) یہ سوال آنحضرت سے پوچھا گیا اس پر آیت مندرجہ صدر نازل ہوئی۔ اس حدیث کے راوی ابوسعید خدری ہیں

۲۔ بعض مفسرین کے نزدیک آیت مندرجہ صدر ان عورتوں کے متعلق نازل ہوئی تھی جن کے شوہر موجود تھے اور ہجرت کر کے آنحضرتؐ کے پاس چلی آئیں اور انہوں نے مسلمانوں سے نکاح کر لیا۔ اس کے بعد ان کے شوہر بھی ہجرت کر کے آ گئے۔ اس لئے مسلمانوں کو ایسی مہاجرہ عورتوں کے ساتھ نکاح کرنے سے منع کئے جانے کے لئے آیت مذکورہ اُتری تھی۔ اسی مضمون کی دوسری حدیث ابوسعید خدری سے مروی ہے

۳۔ ابن عباس فرماتے ہیں کہ آیت مذکورہ غزوہ خیبر کے اسیرانِ جنگ کے متعلق نازل ہوئی تھی اور انہوں نے محل نزول کے متعلق وہی واقعہ بیان کیا جو حدیث مرویہ ابوسعید خدری میں مذکور ہے (۲)

بہرکیف آیت کے الفاظ محصنٰت اور ما ملکت ایمانکم کی تشریح و تحلیل ضروری

بقیہ حاشیہ صفحہ ۷۳

۲۔ لکن مذھب ابی حنیفۃ فان مذھبہ ان کان تحتہ حرۃ لم یجز لہ نکاح الامۃ اذا لم یکن تحتہ حرۃ یجوز لہ نکاح الامۃ سواء قدر علی التزوج بالحرۃ او لم یقدر۔ تفسیر کبیر جلد ۳

۲۔ عن ابن عباس انہا نزلت فی سبایا خیبر و ذکر مثل حدیث ابی سعید۔ تفسیر ابن کثیر جلد ۱

محصنات کی تفسیر

محصنٰت محصنہ کی جمع ہے۔ اس کا مصدر احصان اور مادہ حصن ہے حصن کے معنے لغت میں پناہ اور ایسی مضبوط جگہ کے ہیں جس میں پہنچا نہ جا سکے اسی لحاظ سے قلعہ کو حصن کہتے ہیں۔ ایسے بلند و برتر چلن کی پارسا عورت کو محصنہ اور پارسا مرد کو محصن کہا جاتا ہے۔ جن کے چلن میں برائی داخل نہیں ہو سکتی مضبوط زرہ کو درع حصینہ اور سوار کے محفوظ رکھنے والے گھوڑے کو حصان کہتے ہیں۔ احصان کے معنے زن و شوی کے ایسے تعلق قائم کرنے کے ہیں۔ جس میں کسی تیسرے شخص کا دخل نہ ہو۔ جب کوئی عورت شوہر سے نکاح کر لے تو کہا جاتا ہے احصنت المرأۃ مرد کے نکاح کر لینے پر احصن الرجل کہتے ہیں۔

اگرچہ لسان العرب میں محصنہ کی تعریف یہ لکھی ہے جو اسلام اور پاک دامنی آزادی اور نکاح کی وجہ سے محفوظ ہو۔ مگر عربی لغت کے کسی قدیم استعمال میں اسلام کی شرط نہیں پائی جاتی خود قرآن مجید میں لفظ احصان کے مشتقات محصنہ وغیرہ آزاد پاک دامن اور شادی شدہ مرد وعورت کے لئے ہی مستعمل ہیں۔ صرف لفظ أُحْصِنَّ کی اختلاف قرأت سے اسلام کے معنے اخذ کئے جاتے ہیں۔

آیت زیر بحث والمحصنت من النساء سے اگلی آیت میں ان ینکح المحصنٰت میں محصنات سے آزاد عورتیں مراد ہیں اور ان کے مقابل میں فتیات یعنی باندیوں کا ذکر ہے جس سے ثابت ہے محصنات سے حرائر مراد ہیں۔ پھر اسی آیت میں نصف ما علے المحصنٰت میں بھی لفظ محصنات آزاد عورتوں کے لئے استعمال کیا گیا۔ سورہ نور کی آیت والذین یرمون المحصنٰت میں محصنات کا آزاد اور پاکدامن عورتوں پر اطلاق کیا گیا۔ سورت نور کی آیت ۳۴ ان اردن تحصنا میں تحصن سے پاکدامنی مراد ہے اور سورہ انبیاء کی آیت ۹۳ التی احصنت فرجھا میں لفظ احصنت عفت کے لئے مستعمل ہے

Marfat.com

سورہ مائدہ کی آیت ۶ والمحصنٰت من المومنٰت والمحصنٰت من الذین

اوتوا الکتٰب میں اور سورۂ نساء کی آیت ۲۵ میں محصنٰت غیر مسٰفحٰت میں

محصنٰت سے عفیفہ عورتیں مراد ہیں۔

مندرجہ ذیل آیتوں میں لفظ احصان کے مشتقات شادی شدہ ہونے کے معنے

میں مستعمل ہیں۔

محصنین غیر مسافحین۔ نساء ۲۵	نکاح میں لانے والے نہ کہ شہوت رانی کرنے والے
اذا اٰتیتموھن اجورھن محصنین غیر مسافحین۔ مائدہ ۶	جب تم ان کو ان کے مہر دے دو نکاح میں لانے والے نہ کھلی بدکاری کرنے والے۔

قرآن مجید کے قدیم مفسرین متذکرہ ذیل کے نزدیک محصنات سے آزاد پاکدامن

شادی شدہ عورتیں مراد ہیں۔

۱۔ سلیمان بن عرعرہ والمحصنات من النساء میں محصنات سے آزاد عورتیں (حرائر)

مراد ہیں۔

۲۔ ابن شہاب پاک دامن عورتیں۔

۳۔ سدی مسلمانوں اور اہل کتاب کی پاک دامن عورتیں (عفائف)

۴۔ ابن عباس مسلمان کتابی پاک دامن ذی عقل عورتیں۔ اور ہر شوہر والی

عورت محصنہ ہے۔

۵۔ مجاہد۔ پاک دامن شوہر والی عورتیں۔

۶۔ سعید بن مسیب۔ شوہر والی عورتیں۔

۷۔ عبداللہ مسلمانوں اور مشرکوں میں سے شوہر والی عورتیں۔

۸۔ مکحول " " " " " " " "

۹۔ ابراہیم " " " " " " " " (۱)

(۱) تفسیر ابن جریر جلد ۵ ص ۵

Marfat.com

ملک یمین کی تعریف

ما ملکت ایمانکم کے معنے ہیں جن کے تمہارے داہنے ہاتھ مالک ہوئے ما۔ ملکت ایمانکم کی تفسیر حسب ذیل ہے۔

حرف ما کی تفسیر

ما بعض مفسرین کے نزدیک حرف ما ذی عقل کے لئے استعمال نہیں کیا جاتا جیسے بتوں کے لئے فرمایا وما تعبدون حصب جہنم۔ چونکہ باندیاں عورتیں ہونے کی وجہ سے ناقص العقل ہیں اور مال ومتاع کی مانند بیچی یا خریدی جاتی ہیں اس لئے ان کو بمنزلہ غیر ذی عقل شے کے قرار دیتے ہوئے ان کے لئے صرف ما استعمال کیا گیا ہے ورنہ من ملکت کہنا چاہئے تھا (۱) قاضی ثناء اللہ صاحب نے تفسیر مظہری میں اسی بناء پر ملکت ایمانہم کو صرف باندیوں سے مخصوص بتایا لیکن یہ توجیہ درست نہیں اس لئے کہ نحو کی ابتدائی کتابوں میں لفظ غالبًا مذکور ہے جو یہ ظاہر کرتا ہے کہ ما کا غیر ذوی العقول کے لئے استعمال کا قاعدہ کلیہ نہیں خود قرآن مجید ہی کے متعدد آیتوں میں حرف ما ذوی العقول کے لئے استعمال کیا گیا ہے۔ فرمایا

فما استمتعتم بہ منھن۔ نساء۔ ۲۵	سو تم ان میں سے جس کے ساتھ نفع اٹھانا چاہو۔
فما استقاموا لکم فاستقیموا الیہم توبہ ۷	جب تک وہ تمہارے لئے اپنے عہد قائم رہیں تم ان کے لئے قائم رہو۔

اگر کہا جائے کہ ما تحقیر کے لئے مستعمل ہے تو جواب یہ ہے کہ وہ ما استفہامیہ ہوتا ہے جیسا کہ کہتے ہیں ما انت وپ ابیک ویک معنے ویل کے ہیں لیکن ما فخر وعظمت کے لئے بھی مستعمل ہے فرمایا الحاقۃ ما الحاقۃ

ملکت صیغہ ماضی ہے جس کے معنے ہیں گذرے ہوئے زمانے میں مالک ہوئے۔ لفظ

لہ السوال الثانی ہلا قیل من ملکت الجواب لانہ اجتمع فی السریۃ وصفان احدہا الانوثۃ وہی مظنۃ نقصان العقل والآخر کونہا بحیث تباع وتشتری کسائر السلع فلاجتماع ہذین الوصفین فیہا جعلت کانہا لیست من العقلاء۔ تفسیر کبیر جلد ۲ ص ۱۸۳

Marfat.com

ملک کا ملک نکاح پر بھی اطلاق کیا جاتا ہے۔ عربی زبان میں ملک وہ چیز ہے
جو کسی شخص کے قبضہ و تصرف میں ہو نکاح سے تصرف و قبضہ کا حق پیدا ہوتا ہے
اس لئے نکاح کے لئے لفظ ملک مستعمل ہے۔ ملاک کتخدائی یا عقد کو کہتے
ہیں شہدنا ملاکہ کے معنے ہیں شہدنا تزوجہ وعقدہ ہم اس کے ازدواج اور
عقد میں حاضر ہوئے لیکن لفظ ملک بمنزلہ نکاح نہیں۔ اسی بناء پر لڑائی میں گرفتار شدہ
عورتیں جو گرفتار کرنے والے کے قبضہ و تصرف میں ہوں بدستور اپنے سابق غیر مسلم شوہروں
کی زوجہ رہتی ہیں اس گرفتاری اور تصرف و قبضہ یا ملک سے ان کے سابق نکاح فسخ
نہیں ہو جاتے۔ اگر ملک کو بمنزلہ نکاح تسلیم کیا جائے تو آقا کو یہ حکم نہیں دیا جا
سکتا تھا کہ تم اپنی باندیوں کا نکاح کر دو۔ فانکحوا الایامی منکم الآیۃ۔ اس لئے
کہ جب باندی آقا کی ملک ہے اور ملک بمنزلہ نکاح ہے تو ایک نکاح کی موجودگی
میں دوسرے نکاح کرنے کا حکم کیسے دیا جا سکتا ہے۔ آقا کو قرآن مجید کے رُو سے
صرف باندیوں کی تزویج کی ولایت کا حق حاصل ہے فرمایا فانکحوھن باذن
اھلھن۔ نساء ۲۵ نہ کہ ملک نکاح کا ملک یمین کو ملک نکاح کے برابر سمجھنا درست
نہیں اس میں کچھ شبہ نہیں ہر ملک نکاح ملک یمین ہے۔ لیکن ہر ملک یمین ملک نکاح نہیں
صرف گرفتاری یا قبضہ و تصرف کی وجہ سے ملک یمین کو نکاح کا درجہ حاصل نہیں ہو جاتا
للتفصیل مقام آخر

ایمانکم کی تفسیر

ایمانکم کے معنے ہیں تمہارے داہنے ہاتھ مالک ہوئے لفظ ایمان یمین کی
جمع ہے۔ اس کا مادہ یمن ہے جس کے معنے افزائش نیک بختی اور برکت کے
ہیں۔ داہنے ہاتھ کو یمین اس لئے کہتے ہیں کہ اسے قوی اور متبرک سمجھا جاتا ہے
عرب میں دستور تھا کہ جب ایک شخص دوسرے شخص سے معاہدہ یا اقرار کرتا یا قسم کھاتا
تو وہ اپنا دایاں ہاتھ دوسرے شخص کے دائیں ہاتھ پر مارتا اور یہ معاہدہ کی پختگی

اور مضبوطی کا ثبوت ہوتا تھا جوہری کے نزدیک قسم کو یمین کہنے کی یہی وجہ مذکورہ ہے (۱)

اسی عمل کو ٹھیٹھ پنجابی زبان میں قول دینا کہتے ہیں یمین کے معنے مضبوطی قوت اور توانائی کے بھی ہیں - شماخ کہتا ہے - اذا ما رایتہ رفعت لمجد - تلقاھا عرابتہ بالیمین موسے الیمین وہ شخص ہے جس کے ساتھ تمہارا اقرار یا معاہدہ ہو چکا ہے (۲)

صدیق اکبر کے نزدیک آنحضرتؐ کے آخری کلام الصلوٰۃ وما ملکت ایمانکم میں ماملکت ایمانکم سے زکوٰۃ مراد ہے - (۳)

آیت زیر بحث میں الا ما ملکت ایمانکم کے معنے ہیں سوائے ان عورتوں کے جن کے ساتھ تمہارا معاہدہ نکاح ہو چکا ہے -

قرآن مجید میں آیت والمحصنٰت من النساء الا ما ملکت ایمانکم کے سوائے ۱۴ جگہ الفاظ ملکت ایمانکم - ملکت ایمانہم - ملکت ایمانہن - ملکت یمینک مذکور ہیں اور معانی مندرجہ ذیل میں مستعمل ہیں -

۱ - منکوحہ عورتیں

۲ - منکوحہ باندیاں

۳ - غلام اور باندیاں جو نزول قرآن سے پہلے غلامی اختیار کر چکے تھے اور اس وقت موجود تھے قرآن مجید اپنی آپ بہترین تفسیر ہے الا ما ملکت ایمانکم کی نہایت واضح تفسیر سورہ احزاب میں مذکور ہے -

یہ امر مسلمہ ہے کہ آنحضرتؐ کی سب ازواج مطہرات سے آنحضرتؐ کا شرعی نکاح ہو چکا تھا صرف حضرت ماریہ کی نسبت اختلاف ہے سورہ احزاب میں فرمایا :-

---

۱؎ لسان العرب جلد ۱۷ ، ۳۵۳ ، ۲؎ مفردات القرآن ۳؎ نہایہ جلد ۴ ص ۱۰۷

لَا یَحِلُّ لَکَ النِّسَآءُ مِنۢ بَعۡدُ وَلَآ اَنۡ تَبَدَّلَ بِہِنَّ مِنۡ اَزۡوَاجٍ وَّلَوۡ اَعۡجَبَکَ حُسۡنُہُنَّ اِلَّا مَا مَلَکَتۡ یَمِیۡنُکَ ؕ احزاب ۵۲ پ ۲۲	اے پیغمبر تیرے لئے اور عورتوں کو نکاح میں لا نا جائز نہیں اور نہ ان کی جگہ اور بیبیاں بدل سکتے ہو۔ خواہ ان کا حسن تجھے اچھا لگے سوائے ان عورتوں کے جن کا تیرا دایاں ہاتھ مالک ہو چکا۔

آیت متذکرہ صدر میں الا ما ملکت یمینک میں تمام ازواج مطہرات داخل ہیں اس طرح والمحصنٰت من النساء کے مستثنےٰ الا ما ملکت ایمانکم میں بھی سب منکوحہ ازواج داخل ہیں اور ما ملکت ایمانکم نکاح شدہ عورتوں کے لئے اسی طرح استعمال کیا گیا ہے جیسا کہ آیت بالا میں الا ما ملکت یمینک

قرآن مجید کی آیت زیر بحث کی تفسیر واضح طور پر سورہ احزاب کی آیت مذکورہ سے ہو جاتی ہے اور اس کے بعد شک وشبہ کی کچھ گنجائش باقی نہیں رہتی۔

بعض قدیم مفسرین کے نزدیک الا ما ملکت ایمانکم سے منکوحہ عورتیں مراد ہیں۔

بعض قدیم مفسرین نے بھی الا ما ملکت ایمانکم سے شادی شدہ عورتیں مراد لی ہیں نہ کہ غیر منکوحہ لونڈیاں۔ طاؤس الا ما ملکت ایمانکم کے معنے ہیں جن عورتوں کے تمہارے داہنے ہاتھ مالک ہوئے ہیں ان میں سے جن عورتوں سے تم نے نکاح کر لیا ہوا ہے (۱)

ابو العالیہ: بجز ان عورتوں کے جن کے ساتھ تمہارا نکاح مہر وسنت اور گواہوں سے ہو چکا ہے (۲)

ابن سیرین۔ الا ما ملکت ایمانکم کتاب اللہ علیکم سے چار منکوحہ عورتیں مراد ہیں (۳)

سعید بن جبیر " " (۴)

عطاء " " (۵)

۱؎ الا ما ملکت یمینک قال فزوجک مما ملکت یمینک تفسیر ابن جریر جلد ۵ ص۲/۵
۲؎ الا بصداق وسنتہ وشہود۔ حوالہ مذکور ۳؎ قال الربع۔ حوالہ مذکور ۴؎ الا ما ملکت ایمانکم قال الا الربع فما بعد ھن حرام۔ حوالہ مذکور ۵؎ الا ما ملکت ایمانکم یقول حرم ما فوق الاربع فیھن۔ حوالہ مذکور

Marfat.com

ابن عباس - والمحصنت من النساء الا ما ملکت ایمانکم سے احل لکم ما ورء ذالکم
یعنی وہ شوہر والی عورتیں جن کا نکاح جائز ہے جس عورت کا نکاح مہر اور
ن سے ہو وہ محصنات میں سے ہے۔ اس نکاح کی موجودگی میں اس سے
ر شخص نکاح نہیں کر سکتا الا ما ملکت ایمانکم کے معنے یہ ہیں سوائے ان
ورتوں کے جو تمہارے لئے چار تک جائز کر دی گئی ہیں۔ (۱)

ابن عباس

سوائے ان چار عورتوں کے جن کا نکاح سنت و مہر کے مطابق ہو چکا ہے (۲)
حصنات سے آزاد عورتیں مراد لی جائیں تو آیت زیر بحث کے معنے حسب ذیل ہونگے
م کی گئیں تم پر آزاد عورتیں سوائے ان عورتوں کے جن کے تمہارے داہنے ہاتھ مالک
ئے یعنی جو تمہارے نکاح میں ہیں۔

اگر محصنات سے پاکدامن یا شادی شدہ عورتیں مراد لی جائیں تب بھی الا ما ملکت
مانکم کے معنے وہی ہونگے جو اوپر مذکور ہیں۔ غرضکہ کسی طرح پر بھی آیت زیر
ث سے بے شمار لونڈیوں سے نکاح کے بغیر مقاربت کا جواز ثابت نہیں ہوتا
ب باندی سے نکاح ضروری ہے تو چار کی شرط ضرور عائد ہو گی۔ غیر محدود
نڈیوں سے مباشرت کا جواز کسی طرح پر بھی ثابت نہیں۔

اگر نکاح کے بغیر باندیوں سے مباشرت جائز ہوتی تو آیت انکحوا الایامی الآیۃ
ر من لم یستطع منکم طولاً الآیۃ کے نازل کرنے کی ضرورت نہ تھی۔ اس
ئے کہ ان آیتوں میں باندیوں سے نکاح کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔

---

۱ یعنی ذوات الازواج من النساء ما یحل نکاحهن یقول کل امرأة لا تنکح الا ببینة ومهر
فهی من المحصنت التی حرم الله الا ما ملکت ایمانکم یعنی التی احل الله لك من النساء مثنیٰ و
ثلاث ورباع تفسیر ابن جریر جلد ۵ ص ۲ ۲ والمحصنت من النساء الا ما ملکت ایمانکم قال
کل ذات زوج علیکم حرام الا اربع اللاتی تنکحن بالسنة والمهر۔ حوالہ مذکور

Marfat.com

امام رازی نے آیت زیر بحث کی تفسیر میں دو قول لکھے ہیں۔

محصنات سے آزاد عورتیں مراد لینے کی صورت میں آیت کے معنے

دوسرا قول یہ ہے کہ اس جگہ محصنات سے آزاد عورتیں (حرائر) مراد ہیں اس
کہ اس سے اگلی آیت میں من لم یستطع منکم طولاً ان ینکح المحصنٰت میں
محصنات مسلمہ طور پر آزاد عورتوں کے لئے استعمال کیا گیا ہے پس محصنات
آزاد عورتیں مراد لینے کے بعد الا ما ملکت ایمانکم کی تفسیر دو وجہ پر ہو سکتی
١۔ سوائے اس عدد کے جسے اللہ تعالےٰ نے تمہاری ملک بنا دیا ہے۔
چار اس طرح تقدیر کلام اس طرح ہوگی۔ حرمت علیکم الحرائر الا العدد الذ
جعلہ اللہ ملکاً لکم وھو الاربع۔
٢۔ آزاد عورتیں تم پر حرام ہیں سوائے ان عورتوں کے جن کی ملک تمہار
حق میں گواہوں ولی اور دوسرے شرائط معتبرہ شرعیہ کے موجود ہونے
ثابت ہو چکی ہے یہ تفسیر زیادہ پسندیدہ ہے اس لئے کہ قرآن مجید کی دوسری آ
والذین ھم لفروجھم حافظون او ما ملکت ایمانھم اس پر شاہد ہے

تسری کے جواز میں دوسری آیت

دوسری آیت جس سے باندیوں کے ساتھ نکاح کے بدوں تمتع و تسری جا
سمجھی جاتی ہے حسب ذیل ہے فرمایا

وَالَّذِیْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حٰفِظُوْنَ اِلَّا عَلٰۤى اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَیْمَانُهُمْ فَاِنَّهُمْ غَیْرُ مَلُوْمِیْنَ ۔ ٢٩ - ٣٠	وہ جو اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرنے والے ہیں سوائے اپنی بیبیوں (ازواج) کے یا جن کے ان کے داہنے ہاتھ مالک ہوئے ہیں ان پر ملامت نہیں۔

آیت بالا قرآن مجید میں دو جگہ مذکور ہے سورہ مومنین پارہ ١٨ سورہ معارج
پارہ ٢٩ یہ دونوں سورتیں مکہ میں نازل ہوئی تھیں اور اس وقت تسری جا
مجوزین تسری کا آیت مندرجہ صدر سے طریق استدلال یہ ہے کہ اس آ

ھ تفسیر کبیر جلد ٣ ص ١٨٩

Marfat.com

میں ازواجھم اور ما ملکت ایمانھم کو الگ الگ ذکر کیا گیا جس سے ثابت ہوتا ہے کہ شادی شدہ عورتیں ازواج ہیں اور نکاح کے بغیر باندیاں او ما ملکت ایمانھم میں داخل ہیں۔

موجودہ ازواج اور باندیوں کے تمدنی درجہ میں فرق

استدلال مذکور درست نہیں ازواجھم اور ما ملکت ایمانھم کو جدا جدا ذکر کرنے کی وجہ یہ ہے کہ ازواج اور اس زمانہ کی موجودہ باندیوں کے معاشری اور تمدنی درجہ میں فرق تھا۔

۱۔ باندی سے خواہ وہ بالغہ ہو یا نابالغہ آقا کی اجازت کے بغیر نکاح جائز نہ تھا آقا کو ولایت تزویج حاصل تھی فرمایا فانکحوھن باذن اھلھن۔ اس جگہ اہل سے آقا مراد ہے اور آقا کو صرف ولایت تزویج حاصل ہے نہ کہ ملک نکاح جیسا کہ ولی کو صغیرہ کے نکاح کا حق ولایت حاصل ہوتا ہے مگر وہ صغیرہ کا مالک نہیں ہوتا (۱)

بالغہ حرہ عورتوں کے متعلق فرمایا

فلا تعضلوھن ان ینکحن ازواجھن اذا تراضوا بینھم بالمعروف۔ بقرہ۔ ۲۳۲	ان کو اس بات سے نہ روکو کہ وہ اپنے شوہروں سے نکاح کریں جب وہ آپس میں پسندیدہ طور پر رضامند ہوں۔
فان طلقھا فلا تحل لہ حتی تنکح زوجاً غیرہ۔ بقرہ ۲۳۰	اگر وہ اسے تیسری مرتبہ طلاق دے تو وہ عورت اس کے لئے جائز نہیں یہانتک کہ وہ اس کے سوائے کسی دوسرے شوہر سے نکاح کرلے۔

ان دونوں آیتوں میں ان ینکحن اور حتی تنکح اس امر پر دلالت کرتے ہیں کہ حرہ عورتیں اپنی مرضی سے نکاح کرنے کی مجاز ہیں۔ امام ابو حنیفہ کی بھی یہی رائے ہے۔

۲۔ باندی کو ارتکاب زنا کی صورت میں حرہ کے مقابل میں نصف سزا ملتی ہے۔ فرمایا۔

---

(۱) مبسوط سرخی جلد ۵ ص ۱۱۲

فان اتین بفاحشۃ فعلیھن نصف ما علی المحصنٰت من العذاب نساء-۲۵	اگر باندیاں بے حیائی کی مرتکب ہوں تو ان کو اس سزا کا آدھا ہے جو آزاد عورتوں (محصنات) کیلئے ہے

۳- باندی سے نکاح اس صورت میں جائز ہے جب حرہ سے نکاح کرنے کی استطاعت نہ ہو- لیکن حرہ سے نکاح کئے جانے کے لئے کوئی اس قسم کی شرط موجود نہیں- فرمایا

من لم یستطع منکم طولًا ان ینکح المحصنٰت فمن فتیاتکم المومنٰت	جس شخص کو استطاعت نہ ہو کہ وہ محصنہ عورتوں سے نکاح کر سکے تو وہ مسلمان باندیوں سے کرے-

۴- چونکہ غلامی دُور کی جارہی تھی اس لئے باندیوں کے متعلق آنحضرتؐ نے فرمایا کہ ان کو آزاد کر کے ان سے نکاح کرنا زیادہ اچھا ہے- آپؐ نے خود حضرت صفیہ، جویریہ- ریحانہ کو آزاد کر کے ان سے نکاح کیا تھا- مگر ضرورت کی صورت میں جبکہ کسی شخص کو نکاح نہ کرنے کی صورت میں بدکاری میں مبتلا ہو جانے یا صحت کے خراب ہو جانے کا ڈر ہو تو ایسی صورت میں باندی سے نکاح کرنے کی اجازت دی گئی- فرمایا

ذلک لمن خشی العنت منکم و ان تصبروا خیر منکم- نساء-۲۵	یہ اجازت اس شخص کے لئے ہے جسے تم میں ہلاکت میں پڑ جانے کا ڈر ہو اور اگر تم صبر کرو تو یہ تمہارے لئے بہتر ہے

فقہاء کے نزدیک باندی کو دو اور حرہ کو تین طلاقیں دی جاتی ہیں-

طلاق الحرۃ ثلثۃ وطلاق الامۃ اثنتان شرح وقایہ جلد ۲ ص ۷۲	آزاد عورت کے لئے طلاقیں تین اور باندی کے لئے دو ہیں-

حرہ اور باندی کی طلاق کے متعلق حنفیہ اور شافعیہ میں اختلاف ہے-

الف- اگر شوہر آزاد (حر) ہے اور زوجہ باندی تو امام ابو حنیفہ کے نزدیک دو طلاقیں امام شافعی کے نزدیک تین ضروری ہیں-

Marfat.com

ب۔ اگر شوہر غلام اور زوجہ حرہ ہے تو امام ابوحنیفہ کے نزدیک تین طلاقیں اور امام شافعی کے نزدیک دو ہونی چاہئیں۔

مندرجہ ذیل دو صورتوں پر حنفیہ اور شافعیہ کا اتفاق ہے۔

الف۔ اگر شوہر اور زوجہ دونوں آزاد ہیں تو تین طلاقیں ہونگی۔

ب۔ اگر شوہر غلام اور زوجہ باندی ہے تو دو طلاقیں۔

غرضیکہ حنفیہ طلاق میں عورت کو دیکھتے ہیں کہ وہ حرہ ہے یا باندی اور شافعیہ شوہر کا لحاظ کرتے ہیں کہ وہ آزاد ہے یا غلام۔

۶۔ چونکہ حرہ کا درجہ تمدن میں بڑا تھا۔ اس لئے اسے حجاب میں رکھا جاتا تھا۔ باندی کے لئے حجاب میں رکھنے کی شرط نہ تھی۔ آنحضرتؐ نے جب حضرت صفیہ جویریہ حضرت ریحانہ کو آزاد کرکے ان سے نکاح کر لیا تو صحابہ میں یہ سوال غور طلب تھا کہ کیا آزاد کئے جانے اور نکاح ہو جانے کی وجہ سے یہ بیبیاں ازواج میں داخل ہو گئی ہیں یا باندیاں ہیں۔ فیصلہ یہ ہوا کہ اگر ان کو پردہ میں رکھا گیا تو ازواج میں داخل ہیں۔ ورنہ باندیاں۔

چونکہ حرہ اور باندیوں کے تمدنی درجہ میں تمیز کی جاتی تھی اس لئے آیت متذکرہ صدر اور دوسری بعض آیتوں میں بھی ازواج اور باندیوں کا الگ الگ ذکر کیا گیا ہے۔ ازواجھم اور اوماملکت ایمانھم کے جداگانہ ذکر سے یہ نتیجہ اخذ کرنا کہ باندیاں نکاح کے بغیر ماملکت ایمانھم میں داخل ہیں سخت غلطی ہے۔

اگر کہا جائے کہ ماملکت ایمانھم میں نکاح کا ذکر نہیں تو جواب حسب ذیل ہے۔

۱۔ جب آیت زیر بحث کو قرآن مجید کی دوسری آیتوں فانکحوا لایامی منکم الآیۃ اور من لم یستطع منکم طولاً الآیۃ سے ملا کر پڑھا جائے تو صاف نتیجہ یہی نکلتا ہے کہ باندی سے نکاح کے بغیر مقاربت جائز نہیں اور ملکت،

Marfat.com

ایمانہم سے منکوحہ عورتیں مراد ہیں۔

۲۔ اگر صرف او ملکت ایمانکم کے ظاہری معنوں پر حصر کیا جائے تو اس میں غلام بھی داخل ہیں (۱) حالانکہ ان سے باندیاں ہی مراد لی جاتی ہیں۔ تو پھر منکوحہ باندیاں کیوں نہیں مراد لی جا سکتیں۔ جب باندی سے نکاح کے بغیر مقاربت مباشرت جائز ہے۔ اور نکاح کی شرط ہے تو نکاح چار عورتوں سے زیادہ نہیں ہو سکتا۔ پس چار باندیوں سے زیادہ باندیاں بھی نکاح میں نہیں رہ سکتیں۔

اٹھارھویں اصلاح باندیوں سے بے حیائی کا فعل کرنے یا ان سے پیشہ کرانے کے امتناع کی نسبت ہے۔ اٹھارھویں اصلاح

باندیوں سے زنا کا ارتکاب

اقوام عالم میں باندی کا درجہ کسبی عورت کے لگ بھگ تھا اور انجیل میں کسبیوں کے بہشت میں داخل ہونے کی نسبت مذکور ہے۔

یسوع نے ان سے کہا میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ محصول لینے والے اور کسبیاں تم سے پہلے خدا کی بادشاہت میں داخل ہوتے ہیں۔ متی باب ۲۱ ورس ۳۱

عرب میں یہ رواج تھا کہ بعض اشخاص لونڈیوں سے رقص و سرود اور بدکاری کا پیشہ کرا کر اس کی آمدنی کھاتے تھے۔ عبداللہ بن ابی نے مدینہ میں اس قسم کی چھ لونڈیاں رکھی ہوئی تھیں۔ ایسی لونڈیوں کو قینات کہتے تھے۔ ان کے نام یہ تھے۔ معاذہ۔ مسیکہ۔ امیمہ۔ اروی۔ قتیلہ۔ عمیرہ۔ اگر یہ انکار کرتیں تو ابن ابی انہیں مار پیٹ کرتا تھا۔ انہوں نے آنحضرتؐ کے حضور میں شکایت کی۔ اس پر آیت مندرجہ ذیل نازل ہوئی۔ باندیوں سے زنا کی متعلق قرآن مجید کا امتناعی حکم

ولا تکرھوا فتیاتکم علی البغاء ان اردن تحصنا۔ نور۔ ۳۳	تم اپنی لونڈیوں کو زنا پر مجبور نہ کرو جب کہ وہ پاک دامنی کا ارادہ رکھتی ہیں۔

لہ لذا الغلام داخل فی ظاھر قولہ تعالیٰ او ما ملکت ایمانہم۔ تفسیر کبیر جلد ۶ ۱۸۳

قرآن مجید میں باندی کے لئے زنا کی صورت میں شرعی سزا مقرر ہے۔ مندرجہ ذیل آیت ابھی اوپر گذر چکی ہے۔

فان اتین بفاحشۃ فعلیہن نصف ما علے المحصنٰت۔ نساء ۲۵ پ۵	اگر باندیاں بیحیائی کا ارتکاب کریں تو ان کے لئے آزاد عورتوں کی سزا کا نصف ہے۔

باندیوں کو پاک دامن رہنے کی ہدایت کی گئی۔ فرمایا

محصنٰت غیر مسٰفحٰت ولا متخذات اخدان۔ نساء ۲۵	نکاح میں رہنے والیاں کھلی بدکاری نہ کرنے والیاں اور چھپ کر آشنا نہ رکھنے والیاں

انیسویں اصلاح غلاموں کی تجارت کے متعلق ہے۔

غلاموں کی تجارت

اقوام عالم اور عرب میں غلاموں اور باندیوں کی تجارت کا عام رواج تھا۔ انگلستان میں پندرھویں صدی مسیحی سے لے کر اٹھارھویں صدی تک غلاموں کی تجارت جاری تھی ۱۷۸۸ء سے اس کے انسداد کا خیال آیا۔

بائبل میں حضرت یوسف کے دو مرتبہ بیچے جانے کا واقعہ مذکور ہے پہلے یوسف کے بھائیوں نے قافلہ والوں کے پاس بیچا پھر قافلہ والوں نے مصر میں فروخت کیا یہ مسیح سے ۱۷۲۹ برس پیشتر کا مذکور ہے۔

"اور اس وقت وے مدیانی سوداگر اوپر سے گذرے سو انہوں نے یوسف کو کھینچ کے باہر نکالا اور اسماعیلیوں کے ہاتھ بیس روپے کو بیچا۔ وے یوسف کو مصر میں لائے ......

اور مدیانیوں نے اُسے مصر میں فوطیفار کے ہاتھ جو فرعون کا ایک امیر اور لشکر کا رئیس تھا بیچا۔ پیدائش باب ۳۷

قرآن مجید میں مذکور ہے کہ یوسف کے بھائیوں نے انہیں قافلہ والوں کے پاس چند درہموں میں بیچ ڈالا۔ شروہ بثمن بخس۔ یوسف۔ ۲۰۔ پ۱۲

موسیٰ کے عہد میں غلاموں کی تجارت

توریت کے خروج باب ۲۱ اور احبار باب ۲۵ کے پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت موسیٰ کے زمانے میں غلاموں کی خرید وفروخت کا رواج تھا اور ایسی خرید وفروخت مذہبی طور پر جائز تھی۔ عبرانی غلام جو خریدا گیا ہو وہ چھ برس کے بعد آزاد ہو جاتا تھا۔ مگر دوسری قوموں کے غلام اس سے محروم تھے۔

قرآن مجید میں غلاموں یا باندیوں کی تجارت کو کسی جگہ جائز قرار نہیں دیا گیا۔ قرآن میں بیع اور تجارت کے احکام مال کے متعلق ہیں۔ انسان مال نہیں بلکہ صاحب مال ہے۔ عربی لغت میں رجلٌ مالٌ کے معنے ہیں مال والا آدمی مال الرجل۔ آدمی بہت مالدار ہوا کسی جگہ انسان پر مال کا اطلاق نہیں کیا گیا۔ قرآن شریف میں مال کو انسان سے جداگانہ چیز بتایا گیا۔ فرمایا

لتبلون فی اموالکم و انفسکم آل عمران ۱۸۷	تاکہ تم کو تمہارے مالوں اور جانوں میں آزمائے۔
انما اموالکم و اولادکم فتنۃ - تغابن - ۱۶	تمہارے مال اور اولاد آزمائش ہیں۔
ان اللہ اشتری من المومنین انفسہم واموالہم۔ توبہ - ۱۱۱	بے شک اللہ نے مومنوں سے ان کی جانیں اور مال خرید لئے ہیں۔

کتب فقہ میں مذکور ہے جو مال نہیں اس کی بیع باطل ہے (۱)

جب غلاموں کو آزاد کرنے کو سب سے بڑی نیکی قرار دیا اور کفاروں وغیرہ کے ذریعہ سے غلاموں کو آزاد کئے جانے کے احکام صادر فرمائے اور سورہ محمد کی آیت منّ وفداء سے غلامی کو ہمیشہ کے لئے ختم کر دیا گیا۔ تو پھر یہ کیسے قرین قیاس ہو سکتا ہے۔ کہ اسلام یا قرآن غلاموں کی خرید وفروخت یا تجارت کو جائز قرار دے۔ قرآن شریف میں کسی جگہ غلاموں کو فروخت کرنے یا خریدنے کے احکام مذکور نہیں اور نہ ہو سکتے

(۱) بطل بیع ما لیس بمال کتاب البیوع در مختار

نے۔ اس مسئلہ کے متعلق قرآن اور بائبل کا مقابلہ کرنے سے صاف واضح ہو جاتا ہے کہ قرآن غلاموں کی تجارت کو تسلیم نہیں کرتا۔

سورۂ نساء میں بتایا کہ تم آپس میں ناحق ایک دوسرے کا مال نہ کھاؤ سوائے تجارت کے جو باہمی رضامندی سے ہو۔ فرمایا

یاایھا الذین آمنوا لاتاکلوا اموالکم بینکم بالباطل الا ان تکون تجارۃ عن تراض منکم۔ نساء ۔۳۰ پ۵

ایمان والو تم آپس میں ایک دوسرے کا مال باطل سے نہ کھاؤ سوائے اس کے کہ تمہاری باہمی رضامندی سے تجارت ہو۔

آیت متذکرہ صدر سے ظاہر ہے کہ تجارت کا تعلق مال سے ہے نہ کہ انسان سے اور تجارت مال کی ہوتی ہے نہ کہ انسان کی۔

سورہ بقرہ کی آیت ۲۷۴ میں الذین ینفقون اموالھم کے ساتھ ہی اگلی آیت میں فرمایا احل اللہ البیع وحرم الربٰوا۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ مال کی بیع کو جائز بتایا گیا اور انسان مال نہیں اس لئے اس کی تجارت نہیں ہوسکتی اور نہ بیع۔

بعض حدیثوں میں غلاموں کی بیع کا ذکر ہے۔ مگر یہ حدیثیں فتح مکہ کے سال ۸ھ سے پہلے کی ہیں۔ جب کہ ابھی غلامی کا کلی ابطال نہیں ہوا تھا۔

انسان کو بیچنے کا امتناع

صحیح بخاری کتاب الاجارہ میں مذکور ہے۔

قال قال اللہ تعالے ثلاثۃ انا خصمھم یوم القیامۃ رجل اعطی بی ثم غدر ورجل باع حرًا فاکل ثمنہ ورجل استاجر اجیرًا فاستوفی منہ ولم یعطہ اجرہ

صحیح بخاری جلد ۴ ص۲۳

آنحضرتؐ نے بتایا کہ اللہ تعالے نے فرمایا تین شخص ایسے ہیں جن سے میں قیامت کے دن جھگڑا کروں گا ان پر غالب آؤں گا ایک جس نے میرے لئے دیا اور پھر دھوکا کیا دوسرا وہ جس نے کسی آزاد شخص کو بیچ ڈالا اور اس کی قیمت کھا لی تیسرا وہ جس نے مزدور سے پورا کام لیا مگر اسے مزدوری نہ دی۔

اس سے یہ نتیجہ اخذ نہیں کرنا چاہئے کہ آزاد شخص کو بیچنا ممنوع اور غلام کو بیچنا

Marfat.com

جائز ہے اس لئے کہ جب اسلام نے غلامی کو ہمیشہ کے لئے ختم کر دیا۔ تو پھر غلاموں یا باندیوں کی خرید و فروخت کس طرح جاری رہ سکتی تھی۔

عرب میں قینات کی یعنی ان لونڈیوں کی جن سے گانے بجانے اور بدکاری کا پیشہ کرایا جاتا تھا تجارت ہوتی تھی۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا

لا تبیعوا القینات ولا تشتروھن ولا تعلموھن ولا خیر فی تجارۃ فیھن وثمنھن حرام ۔ جامع ترمذی	قینات کو نہ بیچو اور نہ خریدو اور نہ انہیں تعلیم دو ان کی تجارت میں کچھ بھلائی نہیں۔ ان کی قیمت حرام ہے۔

بیسویں اصلاح غلامی کے دوامی ازالہ کے متعلق ہے۔ بیسویں اصلاح

غلامی کا استمراری ازالہ

انسان کو غلام بنانے اور اسے بیچنے کا رواج سب قدیم اقوام و ممالک میں تھا عرب میں بھی یہ رواج موجود تھا۔ اسلام نے اسے رفتہ رفتہ کم کیا اور آخر کار ہمیشہ کے لئے ختم کر دیا فرمایا

فاذا لقیتم الذین کفروا فضرب الرقاب حتی اذا اثخنتموھم فشدوا الوثاق فاما منا بعد واما فداء حتی تضع الحرب اوزارھا قف ۵ ۔ محمد ۔ ۵ پ ۲۶	پھر جب تمہاری کفار سے مٹھ بھیڑ ہو تو گردنیں مارنا ہے جب تک کہ تم ان پر غالب نہ آ جاؤ (جب غالب آ جاؤ) تو قید میں مضبوط باندھ لو پھر بعد میں احسان رکھ کر یا معاوضہ (فدیہ) لیکر چھوڑ دو یہاں تک کہ لڑائی اپنے ہتھیار رکھ دے۔

آیہ من و فدا دافع استرقاق

آیت متذکرہ صدر میں فاما منا کو واما فداء پر مقدم رکھا گیا جس سے یہ بتانا مقصود ہے کہ معاوضہ کے بغیر احسان رکھ کر چھوڑنا معاوضہ لے کر چھوڑنے سے زیادہ بہتر ہے۔

ولا نقتل الاسریٰ ولکن نفکھم ۔ اذا اثقل الاعناق حمل المغارم

Marfat.com

آیت مذکورہ پر غور کرنے سے مندرجہ ذیل سوالات پیدا ہوتے ہیں۔

۱۔ یہ آیت کب نازل ہوئی

۲۔ محکم ہے یا منسوخ ہے یا ناسخ

۳۔ آیت مذکورہ کی موجودگی میں اسیرانِ جنگ کو غلام اور باندی بنایا یا انہیں قتل کر دینا جائز ہے یا نہیں۔

آیت من وفدا کا زمانہ نزول

پہلا سوال یہ ہے کہ آیت مندرجہ صدر کس زمانہ میں نازل ہوئی تھی اسی زمانہ سے غلامی کا دوامی امتناع تسلیم کیا جا سکے گا۔ سوال مذکور کا جواب حاصل کرنے کے لئے امور متذکرہ ذیل پر غور کرنا ضروری ہے۔

۱۔ آیت مذکورہ کس سورت کا جزو ہے اور وہ سورت مکہ میں نازل ہوئی تھی یا مدینہ میں۔

۲۔ غزوہ بدر سے جو مسلمہ طور پر ۲ھ میں واقع ہوا تھا پہلے اُتری یا بعد

۳۔ اگر غزوہ بدر ۲ھ کے بعد اتری تو کس موقع و محل میں اس کا نزول ہوا۔

پہلا امر غور طلب یہ ہے کہ سورت محمد مکی ہے یا مدنی۔

سورت محمد کا مکہ میں نازل ہونا

آیت زیر بحث سورہ محمد کی آیت ہے۔ ضحاک، سعید بن جبیر (۱)، ثعلبی (۲)، زمخشری اور امام رازی کے نزدیک سورہ محمد مکی ہے۔ نسفی کے نزدیک بھی مکی ہے۔

سورة محمد وعلى النسفي، قولاً غريباً انها مكية. اتقان جلد ۱ ص ۱۳ | نسفی نے یہ غریب قول بیان کیا کہ سورہ محمد مکی ہے

تفسیر بیضاوی میں سورت مذکورہ کے شروع میں لکھا ہے وقيل مكية

۲۔ سورہ محمد کی پہلی آیت میں مشرکین مکہ سے خطاب ہے (۳) اور آیت كاين من قرية حجة الوداع ۱۰ھ کے بعد مکہ سے آنحضرت کے نکلتے وقت نازل ہوئی تھی (۴)

۳۔ سورہ محمد کو سورہ قتال بھی کہا جاتا ہے۔ اس سورت کا مضمون عام طور پر اور آیت زیر بحث کا مضمون خاص طور پر شاہد ہے کہ یہ اس زمانے کا حکم ہے

---

(۱) تفسیر کشاف جلد ۳ ص ۲۱۴ (۲) تفسیر فتح القدیر شوکانی سورہ محمد (۳) لباب النقول ص ۲۴۹

جب مسلمانوں کو قوت و غلبہ حاصل ہو چکا تھا اور وہ فتح مکہ ہی کا سال ہے۔

ابن عباس کا قول سورہ انفال کی آیت ما کان للنبی ان یکون لہ اسرای کی تفسیر میں منقول ہے کہ آیت ما کان للنبی الآیۃ غزوہ بدر کے متعلق ہے۔ کیوں کہ اس وقت مسلمانوں کی تعداد کم تھی۔ جب مسلمان بہت ہو گئے اور ان کی سلطنت قوی ہو گئی تو اسیرانِ جنگ کے متعلق سورہ محمد کی آیت زیر بحث نازل ہوئی (۱)

آیت زیر بحث کے علاوہ قرآن مجید کی دوسری آیتیں جن غزوات کے متعلق ہیں ان کی تفصیل حسب ذیل ہے اور آیت من وفداء ان میں داخل نہیں۔

نام غزوہ وغیرہ	سال	سورت و آیت متعلقہ
سریہ عبداللہ بن جحش	۱ھ ۵ ماہ	یسئلونک عن الشہر الحرام الایہ
غزوہ بدر	۲ھ	آل عمران۔ انفال
غزوہ بنی قینقاع	شوال ۲ھ	واما تخافن من قوم خیانۃ الایہ
غزوہ غطفان	ربیع الاول ۳ھ	سورۂ مائدہ کی آیت اذکروا نعمت اللہ علیکم اذھم قوم الآیۃ
غزوہ احد	شوال ۳ھ	آل عمران
غزوہ بنی النضیر	ربیع الاول ۴ھ	حشر کی آیت ما قطعتم من لینۃ الآیۃ
غزوہ بدر صغریٰ	ذیقعدہ ۴ھ	آل عمران کی آیت فانقلبوا بنعمۃ من اللہ الآ…
غزوہ احزاب یا خندق	۵ھ	احزاب
سریہ کرز بن جابر فہری	شوال ۶ھ	مائدہ کی آیت انما جزاء الذین یحاربون اللہ ال…
صلح حدیبیہ	ذوقعدہ ۶ھ	فتح

۱؎ قال ابن عباس ھذا الحکم انما کان یوم بدر لان المسلمین کانوا قلیلین فلما کثروا وقو… سلطانہم انزل اللہ بعد ذلک فی الاساری حتی اذا اثخنتموھم فشدوا الوثاق الآیۃ

تفسیر کبیر جلد ۴ [illegible]

Marfat.com

غزوہ خیبر	جمادی الاول ۷ھ	سورہ فتح کی آیت واثابہم فتحاً قریباً ومغانم کثیرۃ یاخذونہا
فتح مکہ	رمضان ۸ھ	سورہ فتح میں صرف فتح مکہ کی پیشین گوئی ہے لتدخلن المسجد الحرام
غزوہ حنین	شوال ۸ھ	سورہ توبہ۔ آیت ویوم حنین الآیۃ
سریہ عیینہ بن حصین	محرم ۹ھ	حجرات کی آیت ان الذین ینادونک من وراء الحجرات الآیۃ اور آیت ان جاءکم فاسق بنباء الآیۃ
غزوہ تبوک	رجب ۹ھ	توبہ کی آیت ولا علی الذین اذا ما اتوک الآیۃ

قرآن مجید کی متذکرہ صدر سورتوں اور آیتوں کے حوالے خود قرآن شریف کی آیتوں کے مضامین سے اور ابن سعد کی طبقات کبیر کے عنوان مغازی وسرایا اور ابن کثیر کی تاریخ بدایہ ونہایہ کی جلد ۶ مغازی سے ثابت ہیں۔

سیوطی نے سورہ محمد کو اختلافی سورتوں میں لکھا ہے۔ مجاہد اور ابن عباس کے نزدیک یہ سورت مدنی ہے بجز آیت کاین من قریۃ الآیۃ کے (۱) عام طور پر جو سورت ہجرت سے پہلے نازل ہوئی تھی اسے مکی کہتے ہیں اور جو ہجرت کے بعد اتری وہ مدنی کہلاتی ہے۔ خواہ اس کا نزول مکہ یا مدینہ یا فتح مکہ کے سال یا حجۃ الوداع کے سال یا ان کے کسی سفر میں ہوا ہو (۲)

ابوحیان کے نزدیک اسی لحاظ سے سورہ محمد کو مدنی کہا جا سکتا ہے (۳)

۱؎ اتقان جلد ا ص ۱۶ ۲؎ ان المکی ما نزل قبل الھجرۃ والمدنی ما نزل بعدھا سواء نزل بمکۃ ام بالمدینۃ عام الفتح او عام حجۃ الوداع ام فی سفر من الاسفار اتقان جلد ا ص ۹

۳؎ فتوحات الہیہ یعنی حاشیہ جمل جلالین جلد ۴ ص ۱۴۰

آیت من وفدا کا ۸ھ میں نزول

دوسرا امر غور طلب یہ ہے کہ آیت زیر بحث غزوہ بدر سے پہلے اتری یا بعد غزوۂ بدر میں ستر اسیر جنگ تھے۔ آنحضرتؐ نے ان کے متعلق صحابہ سے مشورہ کیا حضرت عمر کی رائے تھی کہ ان کو قتل کر دینا چاہیئے۔ حضرت ابوبکر صدیق کی رائے تھی کہ احسان رکھ کر اور فدیہ لے کر چھوڑ دینا مناسب ہے۔ آنحضرتؐ نے فدیہ لے کر چھوڑ دیا۔ اس پر سورہ انفال کی آیت وما کان للنبی ان یکون لہ اسریٰ الآیۃ نازل ہوئی۔

اگر سورہ محمد کی آیت متذکرہ صدر اس سے پہلے نازل ہو چکی ہوتی تو آپؐ کو اس کی بناء پر اسیران بدر کو فدیہ لے کر یا احسان رکھ کر چھوڑنے میں صحابہ سے مشورہ کرنے کی ضرورت نہ تھی۔ صاحب کشاف کی یہ رائے کہ سورہ محمد غزوہ بدر میں نازل ہوئی اور پھر منسوخ ہو گئی بالکل غلط ہے (۱) سورہ محمد کی آیت من وفداء زیر بحث ہرگز غزوہ بدر ۲ھ میں نازل نہیں ہوئی۔

تیسرا امر غور طلب یہ ہے کہ آیت من وفداء کس موقع ومحل پر اتری۔

آیت من وفداء ۸ھ میں فتح مکہ کے سال نازل ہوئی تھی اس کے وجوہ یہ ہیں۔

اوپر گذر چکا ہے کہ سورہ محمد مکی ہے جو کہ مکہ میں نازل ہوئی اور آیت من وفداء اسی سورت کی ایک آیت ہے اب دیکھنا یہ ہے کہ آنحضرتؐ ہجرت کے بعد مکہ میں کب تشریف لائے آپؐ کا ورود مسعود مکہ میں ہجرت کے بعد تین مرتبہ ہوا۔

۱۔ ۷ھ میں صلح حدیبیہ کی شرط کے مطابق مکہ میں آ کر عمرہ ادا کیا۔ اس وقت آپؐ اور آپؐ کے رفقاء غیر مسلح تھے اور شرط بھی یہی تھی۔ ایسے موقع پر جب کہ آپؐ مذہبی فریضہ ادا کر رہے تھے اور سب غیر مسلح تھے آیت من وفداء کا نازل ہونا قرین قیاس نہیں

۲۔ رمضان ۸ھ میں آپؐ غزوہ فتح مکہ کے لئے دس ہزار فوج کے ساتھ عاز

لہ نزل ذالک فی یوم بدر ثم نسخ۔ کشاف جلد ۴ ص ۳۱۶

مکہ ہوئے اس زمانہ میں آیت مِن وفداء کا نزول ہُوا۔ اس اہم موقع کے بعد مزید غزوات حنین۔ طائف وغیرہ پیش آنے والے تھے اور مستقبل میں مسلمانوں کو سورہ فتح میں مزید فتوحات کی پیشین گوئی آیت واخری لم تقدروا علیہا میں دی گئی تھی۔ اس لئے آیت متذکرہ صدر ۶ھ میں نازل ہوئی۔ فتح مکہ کے زمانہ سے لے کر جب تک آپؐ زندہ رہے اس آیت پر عمل فرماتے رہے۔

آیت من وفدا کا محکم ہونا

دوسرا سوال یہ ہے کہ آیت من وفداء محکم ہے یا منسوخ یا ناسخ

صحیح رائے یہ ہے کہ محکم ہے اور نہ ناسخ ہے نہ منسوخ وجوہ حسب ذیل ہیں:۔

۱۔ قرآن مجید میں نسخ موجود نہیں اس کی تمام آیتیں ایک دوسرے کے موافق ہیں۔ ان میں تعارض نہیں۔ اس لحاظ سے تمام قرآن کو احسن الحدیث اور کتاب متشابہ کہا گیا نہ کہ کتاب متعارض فرمایا

نزل احسن الحدیث کتابًا متشابہًا۔ زمر	اللہ نے سب سے اچھا کلام اتارا اس کتاب کا مضمون ایک دوسرے کے موافق ہے۔

ابن عباس کے نزدیک قرآن شریف کو کتاب متشابہ اس لئے کہا گیا کہ اس کی آیتیں ایک دوسرے کے موافق ہیں (۱)

جس کلام میں تعارض موجود ہو وہ احسن نہیں ہوسکتا۔ جن متعدد وجوہ کی بنا پر قرآن مجید احسن الحدیث ہے ان میں سے ایک وجہ یہ ہے کہ اس میں تناقض نہیں اگر تناقض ہوتا تو وہ خدا کا کلام نہیں ہوسکتا تھا۔

ولو کان من عند غیر اللہ لوجدوا فیہ اختلافاً کثیرا نساء۔ ۸۲	اور اگر یہ اللہ کے سوائے کسی اور طرف سے ہوتا تو اس میں بہت اختلاف پاتے۔

۲۔ ابن عباس اور ضحاک کے نزدیک آیت من وفداء سورہ برأت کی آیت فاذا انسلخ الاشھر الحرم الآیۃ سے منسوخ ہے

---

(۱) قال ابن عباس معناہ انہ یشبہ بعضہ بعضا۔ تفسیر کبیر جلد ۷ ص ۱۲۲

Marfat.com

قتادہ۔ سدی ابن جریج کے نزدیک سورہ انفال کی آیت فاما تثقفنہم فی الحرب فشرد بہم من خلفہم سے منسوخ ہے (۲)

حسن کے نزدیک آیت من وفدا محکم ہے منسوخ نہیں وہ بیان کرتے ہیں کہ حجاج بن یوسف نے ایک اسیرِ جنگ کو ابن عمر کے پاس بھیجا کہ وہ اسے قتل کر دیں ابن عمر نے فرمایا یہ درست نہیں اس لئے کہ حکم یہ ہے فاما منا بعد واما فداء

عطاء مشرک کو اسیر فرمانے کے بعد قتل کرنا بُرا سمجھتے تھے اور آیت فاما منا بعد واما فداء پڑھا کرتے تھے۔

عمر بن عبدالعزیز بھی اسیران جنگ کو قتل کرنے کے حق میں نہ تھے۔

ابن جریر نے تفسیر میں فریقین کے اقوال متذکرہ صدر لکھنے کے بعد اپنی رائے حسب ذیل بیان کی ہے۔

والصواب من القول عندنا فی ذالک ان ھذہ الآیۃ محکمۃ غیر منسوخۃ جلد ۲۶ ص ۲۴	ہمارے نزدیک درست رائے یہ ہے کہ یہ آیت محکم ہے نہ کہ منسوخ

آیت من وفدا سورہ انفال کی آیت فاما تثقفنہم فی الحرب فشرد بہم من خلفہم۔۵۶ سے منسوخ نہیں وجوہ حسب ذیل ہیں۔ آیت من وفدا کی سورۂ انفال کی آیت سے تطبیق

۱۔ ناسخ کے لئے ضروری ہے کہ وہ زمانے میں منسوخ کے بعد ہو۔ سورۂ انفال ۲ھ میں نازل ہوئی اور سورہ محمد جس میں آیت من وفدا مذکور ہے ۸ھ میں جو کہ فتح مکہ کا سال تھا اتری تھی تفصیل اوپر گذر چکی ہے۔ اس لئے سورۂ انفال کی آیت متذکرہ صدر آیت من وفدا کی ناسخ نہیں ہوسکتی۔

۲۔ سورہ انفال کی آیت میں الفاظ فی الحرب اس امر کی صحیح دلیل ہیں کہ یہ آیت میدان جنگ کے متعلق ہے جبکہ قتال جاری ہو۔ آیت من وفداء میں اس

۲؎ تفسیر ابن جریر جلد ۲۶ ص ۲۴

Marfat.com

حالت کا مذکور ہے۔ جب قتال کے بعد حملہ آور فریق کو گرفتار کر لیا جائے۔ تو حکم ہے کہ اسیرانِ جنگ کو احسان رکھ کر یا فدیہ لے کر چھوڑ دو۔ دونوں آیتوں کا محل اطلاق جداگانہ ہے اس لئے تعارض موجود نہیں جب تعارض نہیں تو نسخ بھی نہیں۔

۳۔ اگر سورہ انفال کی مبینہ ناسخ آیت فاما تثقفنہم سے ایک آیت اوپر اور تین آیتیں مابعد کل ۵ آیتوں کو اکٹھا پڑھا جائے تو اس میں کچھ شبہ باقی نہیں رہتا۔ کہ ان سب کا محل وقوع سورہ محمد کی آیت من وفداء سے بالکل جداگانہ ہے اور ان میں کوئی تناقض نہیں وہ آیتیں حسب ذیل ہیں:۔

۱۔ الذین عاھدت منھم ثم ینقضون عھدھم کل مرۃ وھم لا یتقون۔ ۵۶	ان میں سے جن لوگوں سے تم نے عہد کیا پھر وہ ہر مرتبہ اپنے عہد کو توڑ دیتے ہیں اور وہ عہد توڑنے سے نہیں ڈرتے
۲۔ فاما تثقفنھم فی الحرب فشرد بھم من خلفھم لعلھم یذکرون۔ ۵۷	سو اگر تم ان کو جنگ میں پاؤ تو ان کی سزا سے ان لوگوں کو متفرق کر دے جو ان کے پیچھے ہیں تاکہ وہ نصیحت حاصل کریں۔
۳۔ وان جنحوا للسلم فاجنح لھا۔ ۶۱	اگر وہ صلح کی طرف جھکیں تو تو بھی صلح کی طرف جھک جا۔
۴ ماکان لنبی ان یکون لہ اسریٰ حتی یثخن فی الارض تریدون عرض الدنیا واللہ یرید الاخرۃ۔ ۶۷	کسی نبی کے لئے مناسب نہیں کہ اس کے لئے قیدی ہوں جبتک کہ وہ زمین میں جنگ کرکے غالب نہ ہو جائے تم دنیا کا مال چاہتے ہو اور اللہ تمہارے واسطے آخرت چاہتا ہے
۵۔ یاایھا النبی قل لمن فی ایدیکم من الاسریٰ ان یعلم اللہ فی قلوبکم خیرا یؤتکم خیرا مما اخذ منکم ویغفرلکم۔ ۷۰	اے نبی ان قیدیوں سے جو تمہارے ہاتھ میں ہیں کہدو کہ اگر اللہ تمہارے دلوں میں کوئی بھلائی جانتا تو تم کو جو تم سے لیا گیا ہے اس سے بہتر دیگا اور تمہیں بخش دیگا۔

متذکرہ صدر آیتوں سے مندرجہ ذیل نتائج اخذ ہوتے ہیں۔

۱۔ جو مشرک بار بار عہد شکنی کرنے کے بعد جنگ کرنے پر طیارہ ہو جاتے تھے۔ ان

سے جب جنگ شروع ہو جائے تو ان کو ایسا پچھاڑنا اور بکھیرنا چاہئے۔ کہ جو لوگ ان کے پیچھے ہیں وہ مرعوب ہو جائیں۔

۲۔ اگر وہ صلح کرنا چاہیں تو ان سے صلح کر لی جائے۔

۳۔ دنیا کے مال و متاع یا غنیمت کی خاطر لڑائی میں غالب آنے کا خیال کو چھوڑ کر دنیاوی مال کو حاصل کرنے کا ارادہ نہیں کرنا چاہئے۔

۴۔ جن اسیرانِ جنگ (بدر) کے دلوں میں ایمان و اخلاص موجود تھا۔ ان سے فدیہ لیا گیا تو ان کو اس فدیہ کے عوض دنیا و آخرت میں بہتر مفاد عطا کیا جائیگا۔

آیت ۲ کے الفاظ فی الحرب اور آیت ۴ کے الفاظ حتیٰ یثخن فی الارض بتاتے ہیں کہ یہ اس وقت کا ذکر ہے۔ جب مسلمانوں کو ابھی غلبہ حاصل نہ ہوا ہو اور آیت من و فداء کے الفاظ حتیٰ اذا اثخنتموھم سے ظاہر ہے کہ یہ اس وقت کا مذکور ہے جب مسلمان غالب آچکے ہوں اور آیت ۵ میں ان اسیرانِ جنگ کا ذکر ہے جن سے فدیہ لیا گیا تھا اور اس فدیہ لینے کو مذموم فعل قرار نہیں دیا گیا اگر مذموم ہوتا تو بہتر مفاد دیئے جانے کا وعدہ نہ کیا جاتا۔

دوسری آیت جس سے آیت من و فداء کو منسوخ بیان کیا جاتا ہے۔ وہ سورت برأت کی آیت مندرجہ ذیل ہے۔ فرمایا

آیت من و فدا کی سورت برأت کی آیت سے تطبیق

فاذا انسلخ الاشھر الحرم فاقتلوا المشرکین	پس جب حرمت والے مہینے گذر جائیں تو ان
حیث وجدتموھم وخذوھم واحصروھم	مشرکین کو جہاں پاؤ قتل کرو اور ان کو پکڑ لو اور ان
واقعدوا لھم کل مرصد فان تابوا	کو روک دو اور ان کے لئے ہر گھات کی جگہ بیٹھو
واقاموا الصلوٰۃ واتوا الزکوٰۃ	پھر اگر وہ توبہ کریں اور نماز قائم کریں اور زکوٰۃ
فخلوا سبیلھم ۔ ۵	دیں تو ان کا راستہ چھوڑ دو۔

عطاء وغیرہ کے نزدیک آیت بالا آیت من و فداء سے منسوخ ہے (۱)۔

(۱) قیل ان ھذہ الایۃ ناسخۃ لقولہ فاقتلوا المشرکین حیث وجدتموھم۔ تفسیر فتح القدیر جلد ۵ ص ۳۰

Marfat.com

بعض مفسرین کے نزدیک آیت بالا ناسخ ہے۔
قائلین نسخ کا استدلال یہ ہے کہ آیت مذکورہ میں حکم دیا گیا کہ مشرکوں کو جہاں پاؤ قتل کر دو۔ اس لئے انہیں احسان رکھ کر یا فدیہ لے کر چھوڑنا منسوخ ہو چکا ہے۔
استدلال مذکور درست نہیں وجوہ حسب ذیل ہیں۔
۱۔ آیت مذکورہ میں مشرکین سے عام مشرکین مراد نہیں اس سے وہ مشرکین مکہ یا مشرکین مکہ جیسے اشخاص مراد ہیں جنہوں نے عہد شکنی کی اور مسلمانوں کے خلاف مخالف کو مدد دی۔ عہد شکنی نہ کرنے والوں اور مخالف کی مدد نہ کرنے والے مشرکوں کو مستثنے رکھا گیا ہے۔ فرمایا

الا الذین عاھدتم من المشرکین ثم لم ینقصوکم شیئا ولم یظاھروا علیکم احدکم فاتموا الیھم عھدھم الی مدتھم۔ برأت ۔۴	سوائے ان مشرکوں کے جن کے ساتھ تم نے عہد کیا پھر انہوں نے تمہارے ساتھ عہد پورا کرنے میں کچھ کمی نہیں کی اور نہ تمہارے خلاف کسی کو مدد دی۔ ان کے ساتھ ان کا عہد ان کی مدت تک پورا کرو۔

۲۔ باوجود عہد شکنی کے اگر وہ توبہ کریں۔ نماز و زکوٰۃ ادا کرنے لگیں تو وہ قابل عفو ہیں۔
۳۔ سورہ بقرہ میں مذکور ہے کہ ان لوگوں سے لڑو جو تم سے لڑتے ہیں۔ فرمایا

وقاتلوا فی سبیل اللہ الذین یقاتلونکم ولا تعتدوا ان اللہ لا یحب المعتدین ۔۱۹۰ واقتلوھم حیث ثقفتموھم واخرجوھم من حیث اخرجوکم ۔ ۱۹۱	اور اللہ کی راہ میں ان لوگوں سے جنگ کرو جو تم سے جنگ کرتے ہیں اور زیادتی نہ کرو کیونکہ اللہ زیادتی کرنیوالوں کو پسند نہیں کرتا۔ اور جہاں ان کو پاؤ مارو اور انہیں نکالو جہاں سے انہوں نے تم کو نکالا ہے۔

آیت متذکرہ صدر سے ثابت ہے کہ جہاں ان کو پاؤ مارو یہ ایسے لوگوں کے خلاف حکم ہے۔ جنہوں نے لڑائی کا اقدام کیا اور گھروں سے نکالا۔
آیت من و فدا میں لڑائی میں کامیاب ہو چکنے اور فریق مخالف کے اشخاص

Marfat.com

کو اسیرِ جنگ بنا لینے کے بعد کے متعلق احکام مذکور ہیں۔ اس لئے سورۂ برأت کی آیت مذکورہ ناسخ نہیں ہو سکتی۔ اگر شبہ پیدا ہو کہ الفاظ خذوھم و احصروھم سے قید کیا جانا ثابت ہوتا ہے تو یہ شبہ درست نہیں وجوہ حسب ذیل ہیں۔

۱ خذوھم کے معنے ہیں۔ جب لڑائی ہو رہی ہے تو تم ان کو پکڑ لو ایسی صورت میں تو قتل بھی جائز ہے اخذ کے جواز پر کیا اعتراض ہو سکتا ہے احصروھم کے معنے امام راغب نے ضیقوا علیھم لکھے ہیں یعنی ان کو تنگ کر کے روک دو۔ ابن جریر کے نزدیک اس کے معنے ہیں ان کو بلاد اسلام میں داخل ہونے اور غلبہ پانے سے روک دو۔ جب میدان کارزار گرم ہے تو اس وقت حملہ آور فریق کے اشخاص کو قتل کرنا گرفتار کر لینا روک رکھنا اور ان کے لئے ہر گھات کی جگہ پر بیٹھنا نہ صرف جائز بلکہ ضروری ہے۔ اس قسم کے احکام سے آیت منّ و فدا کے احکام متعارض نہیں ہیں۔

تیسرا سوال یہ ہے کہ آیت منّ و فداء کی موجودگی میں اسیران جنگ کو غلام اور باندی بنانا یا انہیں قتل کرنا درست ہے یا نہیں۔

آیت منّ و فداء میں حرف اِمّا حصر کے لئے ہے اس لئے اسیرانِ جنگ کو احسان رکھ کر یا معاوضہ لے کر ہی چھوڑا جا سکتا ہے۔ اس میں غلام بنانے یا قتل کرنے کا حکم نہیں اور نہ کسی اور جگہ قرآن مجید میں مذکور ہے کہ انسان کو غلام بنا لو اور جو اسیرِ جنگ ہو اسے قتل کر دو۔ بلکہ اسیروں کے متعلق فرمایا۔ اسیر کی غلامی یا قتل کا امتناع

الذین یطعمون الطعام علیٰ حبہ مسکیناً و یتیماً و اسیرا۔ دہر	(نیک بندے) خدا کی محبت پر مسکین یتیم اور قیدی کو کھانا کھلاتے ہیں۔

آنحضرت نے فرمایا فکوا العانی واطعموا الجائع دارمی ۳۲۶ ۔ قیدی کو چھوڑ دو اور بھوکے کو کھانا کھلاؤ۔

اسلام میں کسی جانور وغیرہ کو نشانہ بنا کر مارنا ممنوع ہے۔

عن ابن عمر قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ینھی ان تصبر بہیمۃ اوغیرھا للقتل۔ متفق علیہ	آنحضرتؐ نے جانور وغیرہ کو پکڑ کر نشانہ بنا کر قتل کرنے سے منع فرمایا۔

پھر انسان کو زنجیروں یا رسّوں سے جکڑ کر قتل کرنا کیسے جائز ہو سکتا ہے۔ آنحضرتؐ نے عقبہ بن ابی معیط وغیرہ کو خاص حالات میں قتل کرنے کا حکم دیا تھا۔ ورنہ فتح مکہ کے بعد آنحضرتؐ کا حکم عام یہ تھا۔

اذھبوا فانتم الطلقاء (۱)	جاؤ تم سب آزاد ہو
من القی السلاح فھو آمن (۲)	جس نے اپنا ہتھیار ڈال دیا۔ امن میں ہے۔
۲۔ لا تجھزن علی جریح ولا یتبعن مدبر	کسی زخمی پر حملہ نہ کرو اور نہ کسی بھاگنے والے کا تعاقب
لایقتلن اسیر و من اغلق بابہ فھو آمن (۳)	اور نہ اسیر کو قتل کرو جس شخص نے اپنے گھر کا دروازہ بند کر لیا وہ امن میں ہے

اصطخر کا ایک بڑا آدمی جو اسیر تھا قتل کئے جانے کے لئے عبد اللہ بن عمرؓ کے پاس بھیجا گیا۔ آپؓ نے اسے قتل کرنے سے انکار کر دیا اور آیت فاما منا بعد واما فداء پڑھی (۴) یہ ایسا ہی واقعہ ہے۔ جیسا کہ حجاج بن یوسف کے فرستادہ کے متعلق گذرا تھا قاضی ابوبکر رازی حنفی احکام القرآن میں لکھتے ہیں۔

واما قولہ فاما منا واما فداء ظاہرہ لیقتضی احد شیئ من من اوفداء و ذلک ینفی جواز القتل۔ ص ۳۹۱	آیت فاما منا واما فداء بہ ظاہر دو چیزوں میں سے ایک چیز کی مقتضی ہے احسان رکھ کر یا معاوضہ لیکر چھوڑنا یہ آیت قتل کے جواز کی نفی کرتی ہے۔

مختصر یہ ہے کہ آیت من وفداء محکم ہے منسوخ نہیں قاضی ابن عربی مالکی کی بھی یہی رائے ہے (۵)

۱؎ تاریخ خمیس جلد ۲ ص ۹۳ ۲؎ حوالہ مذکور ص ۹ ۳؎ فتوح البلدان بلاذری ص ۴۷

۴؎ احکام القرآن جصاص ص ۳۹۲ ۵؎ والصحیح انہا محکمۃ احکام القرآن جلد ۲ ص ۲۱۸

Marfat.com

ابوعبید کے نزدیک کسی انسان کو غلام بنانا ثابت نہیں مشکوک ہے (۱) ابوعبید کے نزدیک غلامی کے جواز کا غیر یقینی ہونا

اکیسویں اصلاح - مختلف صورتوں اور مصلحتوں کے مطابق امام کو اسیران جنگ کے متعلق وسیع عادلانہ اجتہادی عادلانہ اختیارات عطا کئے جانے کی نسبت ہے۔

اسیرانِ جنگ کے متعلق امام کے وسیع عادلانہ اجتہادی اختیارات

اوپر تفصیل کے ساتھ بیان کیا جا چکا ہے کہ قرآن مجید نے ہمیشہ کے لئے غلامی کا استیصال کر دیا۔ مگر اس جگہ ایک شبہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر غیر مسلم فریق مسلم اسیرانِ جنگ کو گرفتار کرنے کے بعد قتل کر دے یا غلام بنا لے یا قید میں رکھے تو ایسی صورت میں امام کو غیر مسلم اسیرانِ جنگ سے ان کی گرفتاری کے بعد کس طرح عمل کرنا چاہئے یہ امر عدل و انصاف اور مساوات سے بعید ہے کہ مسلم اسیر تہ تیغ کئے جائیں یا انہیں غلام بنا لیا جائے یا قید میں رکھا جائے اور ادھر امام غیر مسلم اسیرانِ جنگ کو گرفتاری کے بعد آزادی کامل کا حکم دے اور یہ آزادی کے بعد پھر شر انگیزی کرنے لگیں۔ شبہ مذکور قرآن مجید کی تمام آیات متعلقہ پر یکجائی نظر نہ ڈالنے کی وجہ سے پیدا ہوا ہے۔

اگر امر زیر بحث کی نسبت سب آیتوں پر یک شامل نظر کی جائے تو شبہ مذکور پیدا نہیں ہوتا اس میں کچھ شک نہیں کہ آیت من و فداء نے غلامی کا خاتمہ کر دیا مگر اس آیت کے ساتھ سورۂ مائدہ کی آیت محاربہ کو بھی مد نظر رکھنا چاہئے اور وہ یہ ہے۔

آیت محاربہ

انما جزاؤ الذین یحاربون اللہ ورسولہ ویسعون فی الارض فسادا ان یقتلوا او یصلبوا او تقطع ایدیھم وارجلھم من خلاف او ینفوا من الارض ط	جو لوگ خدا اور اس کے رسول کے ساتھ جنگ کرتے ہیں اور زمین میں فساد پھیلانے کی کوشش کرتے ہیں ان کی سزا یہ ہے کہ انہیں قتل کیا جائے یا صلیب دیا یا ان کے ہاتھ پاؤں مخالف طرفوں سے کاٹ دیئے

لہ وشک ابوعبید فی ان شاء وا استعبدوھم - احکام القرآن ابوبکر رازی سورہ محمد نمبر ۳۹

Marfat.com

جائیں یا ان کو جلا وطن یا قید (نفی) کر دیا جائے۔	ذلک لهم خزی فی الدنیا ولهم فی الآخرۃ عذاب عظیم مائدہ - ۳۳

آیت محاربہ کا محل نزول

آیت متذکرہ صدر کا محل نزول یہ ہے کہ قبیلہ عُرینیہ کے آٹھ آدمی آنحضرتؐ کے پاس آکر مشرف بہ اسلام ہوئے ان کی صحت اچھی نہ تھی اور مدینہ کی آب و ہوا ان کے لئے مضر تھی۔ اس لئے آنحضرتؐ نے حکم دیا کہ ان کو ہماری اونٹنیوں کی جانب لے جاؤ جو ذی الجدر میں مدینے سے چھ میل کے فاصلے پر عیر کے قریب قبا کے علاقے میں چرتی ہیں یہ اشخاص وہاں رہ کر تندرست اور موٹے ہو گئے اور صبح کے وقت انہی اونٹنیوں کو جن کے دودھ وغیرہ کے استعمال سے اچھے ہوئے تھے ہانکا کر لے گئے ان کے محافظوں کو جان سے مار ڈالا۔ ان کی عورتوں سے زنا کیا۔ آنحضرتؐ کے غلام یسار نے جن کے ساتھ ایک جماعت تھی ان کو دیکھا۔ اور ان سے جنگ کی۔ مقدم الذکر اشخاص نے یسار کے ہاتھ پاؤں کاٹ دیئے اور زبان اور آنکھوں میں کانٹے بھونک دیئے جس سے وہ وفات پا گئے۔

جب آنحضرتؐ کو اس واقعہ کی اطلاع پہنچی تو آپؐ نے ان کے تعاقب میں بیس سواروں کا دستہ (سریہ) بھیجا اور اس سریہ پر کرز بن جابر فہری کو امیر و عامل بنایا۔ انہوں نے تعاقب کیا اور انہیں گرفتار کر کے رسیوں کے ساتھ باندھ کر گھوڑوں پر اپنے ساتھ بٹھا کر مدینے میں لے آئے اور آنحضرتؐ سے الزغابہ میں سیلابوں کے مقام اجتماع پر ملے۔ آپؐ کے حکم کے مطابق ان کے ہاتھ پاؤں کاٹ دیئے گئے۔ آنکھیں نکالی گئیں اور پھر اسی جگہ ان کو لٹکا دیا گیا۔ آنحضرتؐ نے اس کے بعد کبھی کسی شخص کی آنکھ نکالنے کا حکم نہیں دیا۔ یہ اشخاص پندرہ اونٹنیاں جو بہت دودھ دینے والی تھیں جبراً نکال کر لے گئے تھے وہ بھی واپس لائی گئیں ان میں سے ایک اونٹنی جس کا نام الحناء تھا۔ آنحضرتؐ کو نہیں ملی دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ اسے ان آدمیوں نے ذبح کر ڈالا تھا (۱)

۱؎ طبقات کبیر ابن سعد جلد ۲ ص ۶۷

اگر شبہ پیدا ہو کہ جن آٹھ اشخاص عرینیوں کو سزا مذکور دی گئی تھی وہ اسیران جنگ نہ تھے بلکہ تعزیری قانون کے عام مجرم تھے تو شبہ مذکور درست نہیں۔ وجوہ حسب ذیل ہیں۔

۱۔ سورۂ مائدہ کی آیت محاربہ عام ہے وہ تعزیری مجرموں اور اسیران جنگ سب پر اطلاق پذیر ہے۔ جو اشخاص مسلمانوں کے مقابل ڈکیتی وغیرہ کے ذریعہ سے نبرد آزما ہوں ان سے بھی وہ متعلق ہے (۱)

۲۔ ابن سعد نے طبقات کبیر کی دوسری جلد میں آنحضرتؐ کے غزوات و سرایا کی تفصیل بیان کی اور اسی سلسلے میں عنوان مندرجہ ذیل قائم کیا۔ سریہ کرز بن جابر الفہری جانب عرینین

سریہ کی تعریف سریہ اس چھوٹے لشکر کو کہتے ہیں جس کے سپاہیوں کی تعداد پانچ سے لیکر تین یا چار سو تک ہو اور اس میں آنحضرتؐ شریک نہ ہوں۔ عرینیوں نے حملہ کر کے آنحضرتؐ کی اونٹنیوں کو ہکا لیا اور یسار کو شہید کیا ان کے تعاقب میں بیس سوار بھیجے گئے جس سے مقصود یہ تھا کہ اگر وہ جنگ کریں تو ان سے لڑا جائے اور جس طرح پر ہو سکے ان کو گرفتار کر کے لایا جائے۔

۳۔ اشخاص مذکورہ کے متعلق قرآن مجید میں الفاظ یحاربون اللہ ورسولہ استعمال کئے گئے ہیں۔ یحاربون کا مادہ حرب ہے جس کے معنے عربی زبان میں جنگ میں دوسرے شخص کے مال چھین لینے کے ہیں جو مال چھین لیا جائے۔ اُسے حربیہ کہتے ہیں۔ خدا و رسول کے احکام سے جنگ کرنے یا ان کی کسی دوسری طرح خلاف ورزی کرنے والے الذین یحاربون میں داخل ہیں (۲)

۱؎ والمعتمد ان الآیۃ نزلت اولاً فیھم وھی تتناول بعمومھا من حارب من المسلمین بقطع الطریق۔ فتح الباری جلد ۱۲ ص ۹۰ ۲؎ الذین یحاربون۔ الذین یخالفون احکام اللہ ورسول تفسیر کبیر جلد ۳ ص ۳۹۲

Marfat.com

سورہ مائدہ کی آیت محاربہ متذکرہ صدر میں او ینفوا من الارض کے معنے ہیں ان کو زمین سے نفی کر دیا جائے نفی سے موت یا قتل کی سزا مراد نہیں ہو سکتی اس لئے کہ وہ اس سے پہلے ان یقتلوا او یصلبوا میں مذکور ہے۔ نفی سے قید مراد ہے (۱)

لغت میں نفی کے معنے دور کرنے ہانک دینے یا چلانے کے ہیں۔

باپ کے بیٹے کو اپنے گھر سے نکال دینے پر بھی نفی کا اطلاق ہوتا ہے۔ کسی دوسری جگہ بھیج دینا بھی نفی کہلاتا ہے سورہ محمد کی آیت من وفداء اور سورہ مائدہ کی آیت محاربہ کو ملا کر پڑھنے سے مندرجہ ذیل نتائج اخذ ہوتے ہیں۔

۱۔ عام قانون یہ ہے کہ اسیرانِ جنگ کو احسان رکھ کر آزاد کر دینا چاہئیے۔

۲۔ اگر احسان رکھ کر چھوڑنا مناسب نہ ہو تو فدیہ یعنی معاوضہ لے کر انہیں آزاد کر دیا جائے۔

۳۔ اگر ایک یا ایک سے زیادہ اسیران جنگ اس قسم کے ہیں کہ وہ بدامنی و فساد کا مجسمہ ہیں۔ انہیں آزاد چھوڑنے کی صورت میں مزید جنگ اور امن عامہ میں خلل واقع ہونے کا قوی اندیشہ ہے تو امام قرائن و حالات پر نظر ڈال کر اگر مصلحت کا تقاضا سمجھے تو انہیں قتل یا قید یا جلاوطن وغیرہ کر دینے کا حکم دے سکتا ہے۔

۴۔ مسلم اسیرانِ جنگ کو مشرک اسیرانِ جنگ کے عوض رہا کرایا جا سکتا ہے۔

امام اختیارات بالا میں سے جس اختیار کو چاہے مصلحت اور حالات کی بنا پر استعمال کرنے کا مجاز ہے۔

آنحضرتؐ نے فرمایا عام اسلامی قانون یہ ہے کہ اسیرِ جنگ کو قتل نہیں کرنا چاہئیے

۱؎ احکام القرآن ابو بکر رازی حنفی جلد ۲ ص۴۷۶

۲؎ لسان العرب جلد ۱ ص۲۱۰ منتہی الارب

Marfat.com

فتح مکہ کے وقت آنحضرتؐ نے اعلان عام کیا تھا۔ لایقتلن اسیر کہ کسی اسیر کو قتل نہ کیا جائے۔

ابن عمر نے اسیر کو قتل کرنے سے انکار کر دیا تھا۔ عمر بن عبد العزیز کسی اسیر جنگ کو قتل کئے جانے کا حکم نہیں دیتے تھے۔ ایک مرتبہ ایک اسیر کی نسبت معلوم ہوا کہ یہ بڑا شریر ہے۔ اور اس نے بہت سے مسلمان ناحق قتل کر دیئے تھے۔ تو آپؒ نے اسے قتل کر دینے کا حکم دیا (۱)

ابن جریر لکھتے ہیں۔

آنحضرتؐ اور آپؐ کے بعد ناظمان امت کو احسان رکھ کر یا فدیہ لے کر چھوڑ دینے یا قتل کر دینے کا اختیار حاصل ہے اگرچہ آیت من وفداء میں قتل کا ذکر نہیں۔ مگر آیت اقتلوا المشرکین حیث وجد تموھم میں قتل کرنا مذکور ہے (۲)

سنی وشیعہ فقہا کی تصریحات حسب ذیل ہیں۔

سنی فقہا کی تصریحات مع تبصرہ

امام شافعی کے نزدیک امام کو چار چیزوں کا اختیار ہے قتل۱ ۔غلام بنا لینا۲ ۔ اسیر۳ کے بدلے اسیر چھڑا لینا۔ مال یا احسان رکھ کر آزاد کر دینا۔

امام ابو یوسف اور امام محمد کے نزدیک احسان رکھ کر چھوڑنے کے سوا باقی تینوں قسم اختیارات امام کو حاصل ہیں۔

امام ابو حنیفہ کے نزدیک صرف قتل یا غلام بنانا ہے (۳)

ہدایہ میں لکھا ہے لایجوز المن علیہم ای علی الاسارٰی

لیکن امام محمد سیر کبیر میں فرماتے ہیں کہ جب ضرورت کا تقاضا ہو تو من وفدا کے اصول پر عمل کر لینا چاہئے۔ لا باس بہ اذا کان بالمسلمین حاجۃ۔

ابو بکر رازی حنفی المتوفی ۳۷۰ھ آیت من وفداء کی تفسیر میں لکھتے ہیں۔

---

۱ تفسیر ابن جریر جلد ۲ ص ۲۴ ۲ حوالہ مذکور ص ۲۵ ۳ بنایہ عینی شرح ہدایہ جلد ۲ ص ۸۱۳

Marfat.com

فالواجب ان یکون ھذا حکماً ثابتًا اذا وجد مثل الحال التی کان علیھا المسلمون فی اول الاسلام واما قولہ فاما منًا واما فداءً ظاھر یقتضی احد شیئین من او فدا او ذلک ینفی جواز القتل۔ احکام القرآن ص۳۹۱	واجب یہ ہے کہ حکم مذکور ثابت ہے جب کہ ایسا حال پایا جائے۔ جیسا کہ شروع میں مسلمانوں کا تھا۔ فاما منا و اما و اما فداء کا ظاہر اس امر کا متقضی ہے کہ دو چیزوں میں سے ایک ہونی چاہئے احسان یا فدیہ اور اس سے قتل کے جواز کی نفی ہوتی ہے۔

قاضی ابو یوسف اور امام محمد سفیان ثوری اور اوزاعی کے نزدیک مسلم اسیرانِ جنگ کو مشرک اسیرانِ جنگ کے عوض چھڑایا جا سکتا ہے (۱)

مزنی کے نزدیک مسلم اسیر کو مال یا غیر مسلم اسیر کے عوض قید سے آزاد کرایا جا جا سکتا ہے (۲)

شرح وقایہ میں مذکور ہے۔

کہ اسیران جنگ کو آزاد کر کے ذمی بنایا جا سکتا ہے (۳)

شرح وقایہ کے محشی مولوی عبد الحی لکھنوی لکھتے ہیں کہ آیت واقتلوا المشرکین حیث وجد تموھم میں تو صرف قتل کرنے کا حکم ہے غلام بنانے کا حکم نہیں غلام بنانے کا جواز اجماع اور اخبار مشہورہ سے ثابت ہے۔ اس لئے ہم نے ظاہر آیت پر عمل ترک کر دیا ہے (۴)

افسوس کا مقام ہے کہ جب قرآن مجید کی صریح آیت من و فداء موجود ہے جو محکم اور غیر منسوخ آیت ہے۔ تو پھر اس کی موجودگی میں اسیرانِ جنگ کو احسان رکھ

۱؎ احکام القرآن جصاص ص۳۹۲ ۲؎ المحلی جلد ۷ ص۳۰۹ ۳؎ شرح وقایہ جلد ۲ ص۳۴۷

۴؎ لان الآیۃ لیس فیھا الا ذکر القتل انما ترکنا العمل بظاھر الآیۃ فی ھذا الباب بالاجماع وبالاخبار المشھورۃ فی جواز الاسترقاق وضرب الجزیۃ۔ عمدۃ الرعایہ ص۳۴۷

Marfat.com

کرنہ چھوڑنے کو درست سمجھنا کس قدر قرآن شریف کی صریح نص کے خلاف ہے۔

۲۔ اجماع ثابت نہیں اگر بحث کی خاطر تسلیم کر لیا جائے کہ اجماع تھا تو اجماع اور خبر مشہور قرآن مجید کی کسی صریح اور محکم آیت کو منسوخ نہیں کر سکتے۔

۳۔ سب مفسرین محدثین اور فقہاء تسلیم کرتے ہیں کہ مشرکین عرب جو اسیر جنگ ہوں نہ قتل کئے جا سکتے ہیں اور نہ ان کو غلام بنایا جا سکتا ہے۔ پھر عجم کے غیر مسلم اس رعایت سے کیوں محروم رکھے گئے۔ حالانکہ قرآن کا حکم عام ہے۔

فقہ شیعہ

عورتیں جنگ میں گرفتار ہو جانے سے مملوک ہو جاتی ہیں اگرچہ لڑائی جاری ہو اور بالغ مردوں کو اگر جنگ قائم ہے اور وہ اسلام نہیں لائے تو قتل کر دینا چاہیئے۔ امام کو اختیار ہے کہ ان کو جان سے مار ڈالے یا ان کے ہاتھ پاؤں کاٹ دے اور ان کا خون جاری رہنے دے کہ وہ مر جائیں۔ اگر جنگ ختم ہو جانے کے بعد وہ اسیر ہوں تو انہیں قتل نہیں کرنا چاہیئے۔ امام کو اختیار ہے کہ ان پر منت رکھ کر یا فدیہ لے کر چھوڑ دے یا غلام بنالے۔ اگر مشرک مرد ہو یا مشرک شوہر اور مشرکہ زوجہ دونوں لڑائی میں گرفتار ہو جائیں تو ان کا سابق نکاح جو کفر کی حالت میں ہوا تھا فسخ نہیں ہوتا (۱)

فقہ شیعہ میں غلام بنانے کے متعلق جو کچھ مذکور ہے۔ اس پر بھی وہی تبصرہ سمجھنا چاہیئے جو فقہ سنی کے متعلق ابھی اوپر گذر چکا۔

---

(۱) والاناث یملکن بالسبی ولو کانت الحرب قائمۃ ...... والامام مخیران شاء ضرب اعناقھم وان شاء قطع ایدیھم وارجلھم وترکھم ینزفون حتی یموتوا وان اسروا بعد تقضی الحرب لم یقتلوا وکان الامام مخیراً بین المن والفداء والاسترقاق۔ اذا اسر الزوج لم ینفسخ النکاح ولو استرق انفسخ لتجدد الملک وکذا لو اسر الزوجان ولو کان الزوجان مملوکین لم ینفسخ۔ شرائع الاسلام ص ۹۰

آٹھواں سوال یہ ہے کہ آنحضرتؐ کے غلامی کے متعلق کیا ارشادات تھے

جواب حسب ذیل ہے :-

غلامی کے متعلق آنحضرتؐ کے ارشادات

غلاموں اور باندیوں کو آزاد اور ان سے اچھا برتاؤ کرنے کی نسبت آنحضرتؐ کے بہت ارشادات ہیں جن میں سے بعض ۳ - ۴ - ۱۰ - ۱۱ - ۱۲ اصلاح کے ضمن میں بیان کئے جا چکے ہیں اور بعض حسب ذیل ہیں۔

۱- فرمایا۔ تین شخص بہشت میں داخل ہوں گے جو ناتوانوں اور مسکینوں سے نرمی ماں باپ سے اچھا برتاؤ اور غلاموں سے نیک سلوک کرے (۱)

۲- فرمایا۔ تمہارا خادم کھانا پکا کر تمہارے لئے لاتا ہے اس نے اس کے پکانے میں آگ کی گرمی اور دھوئیں کی تکلیف اٹھائی ہے تمہیں چاہئے کہ کھانا کھاتے وقت اسے اپنے ساتھ بٹھا کر کھانا کھلاؤ (۲)

۳- آپؐ نے بڑی تاکید سے فرمایا کہ میرا غلام میری باندی نہ کہو اور غلام آقا کو ربّ نہ کہے آقا کو چاہئے کہ وہ غلام کو میرے بچے اور باندی کو میری بچّی کہے اور غلام آقا کو میرا سردار یا سردارنی کہے کیونکہ تم سب اللہ کے غلام ہو اور اللہ ربّ ہے (۳)

۴- فرمایا۔ غلام کو گالی دینے والا قیامت کے دن سزا پائے گا (۴)

۵- فرمایا۔ بدترین شخص وہ ہے جو اکیلا کھاتا ہے اور اپنے غلام کو تازیانہ مارتا ہے اور اچھا عطیہ مستحق کو نہیں دیتا (۵)

۱؎ ترمذی ۲؎ صحیح مسلم بروایت ابی ہریرہ ۳؎ لا یقولن احدکم عبدی و امتی ولا یقولن مملوک ربی و ربتی ولیقل المالک فتای و فتاتی و لیقل المملوک سیدی و سیدتی فانکم المملوکون والرب اللہ عز وجل۔ ابوداؤد

۴؎ صحیح بخاری۔ صحیح مسلم ۵؎ رزین

۶- نزول قرآن کے زمانے میں غلاموں اور باندیوں کی خرید و فروخت کا رواج تھا۔ آنحضرتؐ نے اس رواج کو رفتہ رفتہ کم کیا اور آخرکار اس کا کلی امتناع کر دیا جن دنوں ابھی کلی امتناع نہیں ہوا تھا اس زمانے میں اگر کسی غلام یا باندی کی بیع سے اس کی اپنے کسی رشتہ دار سے تفریق واقع ہو جاتی تو آنحضرتؐ ایسی بیع کو منسوخ کر دیئے جانے کا حکم صادر فرماتے تھے۔

حضرت علیؓ بیان کرتے ہیں کہ مجھے آنحضرتؐ نے دو غلام جو بھائی تھے عطا فرمائے میں نے ان میں سے ایک بیچ دیا۔ آپؐ نے مجھ سے پوچھا کہ علی تمہارے غلام کا کیا ہوا۔ عرض کیا میں نے اسے بیچ دیا ہے فرمایا ردہ ردہ اس بیع کو فسخ کرو اس بیع کو فسخ کرو (۱) (اس سے دو بھائیوں میں مفارقت ہوتی ہے)

۷- آنحضرتؐ اس زمانے میں جب کہ ابھی غلامی کا دوامی ازالہ نہیں ہوا تھا غلام سے بدسلوکی پر اس کے بیچ دینے کو ترجیح دیتے تھے۔ آپؐ نے فرمایا۔ اگر غلام تم سے موافق نہیں تو اسے بیچ دو۔ مگر اسے عذاب نہ دو وہ اللہ کی مخلوق ہے (۲)

۸- ایک اور موقع پر بھی آنحضرتؐ نے حضرت علی کو بیع کے ذریعہ سے باندی اور اس کی ماں میں تفریق سے منع فرمایا۔ جس پر حضرت علی نے بیع مذکور کو منسوخ کر دیا (ردالبیع) (۳)

۹- عبداللہ بن عمرو بن عاص بیان کرتے ہیں کہ ان کا ایک محافظ ایک غلام لایا پوچھا اسے کھانا کھلایا ہے محافظ نے عرض کیا نہیں اس پر عبداللہ نے کہا اسے کھانا کھلاؤ۔ آنحضرتؐ کا ارشاد ہے کہ غلام کو کھانا نہ کھلانا گناہ ہے (۴)

---

۱ ترمذی۔ ابن ماجہ ۲ ومن لایلائمکم فبیعوہ ولا تعذبوا خلق اللہ۔ ابوداؤد مسند احمد ۳ ابوداؤد ۴ صحیح مسلم

Marfat.com

دوسرا سوال یہ ہے کہ غلامی کے متعلق آنحضرتؐ کا اپنا عمل کیا تھا؟

غلامی کی نسبت آنحضرتؐ کا اپنا عمل معلوم کرنے کے لئے مندرجہ ذیل تین امور پر غور کرنا چاہیئے۔

۱۔ آپؐ نے اپنے غلاموں سے کیسا سلوک کیا؟

۲۔ باندیوں (سراری) سے کیا سلوک کیا؟

۳۔ غزوات و سرایا میں اسیران جنگ کے متعلق کیا عمل کیا؟

آنحضرتؐ کے غلام

زیدبن حارثہ زید بن حارثہ آپؐ کا غلام تھا کنیت ابو اسامہ دادا کا نام شرجیل ماں کا نام سعدی بنت ثعلبہ بنی طے کے قبیلہ بنی معن سے تھیں۔

عہد جاہلیت میں زید کی عمر آٹھ برس کی تھی کہ ان کو ان کی ماں سعدی اپنے ساتھ لے کر کہیں جا رہی تھیں راستے میں بنوقین نے حملہ کر کے زید کو جبراً اٹھا لیا اور وہ انہیں عکاظ کی منڈی میں فروخت کرنے کے لئے لائے حکیم بن حزام بن خویلد نے اسے اپنی پھوپھی خدیجہ کے لئے چار سو درہم میں خریدا جب حضرت خدیجہ کا آنحضرتؐ سے نکاح ہوا تو حضرت خدیجہ نے غلام مذکور آنحضرتؐ کو ہبہ کر دیا۔ اس کے بعد زید کے باپ اور چچا کعب کو خبر ملی تو وہ فدیہ ادا کر کے زید کو واپس لے جانے کے لئے حاضر ہوئے۔ اس پر آنحضرتؐ نے زید کو بغیر معاوضے کے آزاد کر دیا اور فرمایا کہ تم جہاں چاہو رہ سکتے ہو۔ تمہاری اپنی مرضی ہے یہاں رہو یا اپنے اہل میں چلے جاؤ زید نے آنحضرتؐ کے حسن سلوک کو مدنظر رکھتے ہوئے آپؐ کے پاس رہنا پسند کیا اور آپؐ نے لوگوں سے کہدیا کہ زید میرا بیٹا ہے اس لئے عوام زید بن محمدؐ پکارا کرتے تھے۔ جب آیہ قرآنیہ ادعوھم لاٰبائھم نازل ہوئی تو لوگ زید بن حارثہ کہنے

Marfat.com

لگے بعض ارباب سیر کے نزدیک زید سب سے پہلے مشرف بہ اسلام ہوئے تھے آنحضرتؐ ان سے عمر میں دس۱۰ برس بڑے تھے۔ آپؐ نے زید کی پہلی شادی ام ایمن سے کردی جس سے اسامہ پیدا ہوئے اس کے بعد دوسری شادی اپنی پھوپھی کی بیٹی زینب بنت جحش سے جو بنت عبدالمطلب کی بیٹی تھی کردی۔ آنحضرتؐ کے صحابہ میں سے کسی صحابی کا نام بجز زید کے قرآن مجید میں مذکور نہیں۔ فرمایا

فلما قضےٰ زید منہا وطراً۔ احزاب ۳۷ | جب زید نے اس سے تعلق ختم کر لیا

زید متعدد سرایا کے امیر اور عامل مقرر ہوئے تھے۔ حضرت عائشہ بیان کرتی ہیں کہ آنحضرتؐ جب زید بن حارثہ کو کسی سریہ میں بھیجتے تو ان کو امیر بنا کر بھیجتے تھے (۱) زید پچپن۵۵ برس کی عمر میں جمادی الاول ۸ھ میں وفات پا گئے۔

اسامہ بن زید

۲۔ اسامہ بن زید۔ زید بن حارث مذکور الصدر کے بیٹے کنیت ابو یزید۔ ابو محمد ماں ام ایمن جن کا دوسرا نام برکت تھا اور وہ آنحضرتؐ کی دایہ تھی۔ آپؐ نے اسامہ کو ۱۸/۱۹ برس کی عمر میں امیر الجیش بنا دیا تھا جس فوج میں حضرت عمر جیسے جلیل القدر صحابی شریک تھے اس کا امیر اسامہ تھا حضرت عمر جب اسامہ سے ملتے تو ان کو بطور امیر خطاب کر کے سلام کہتے تھے۔ جیسا کہ اوپر بیان کیا جا چکا (۲) صحابہ نے آنحضرتؐ کے اسامہ کو امیر بنانے پر طعن کیا جب آپؐ کو اس طعن کی خبر ملی تو آپؐ نے خطبے میں فرمایا کہ تم نے اس سے پہلے اس کے باپ زید کے امیر بنانے پر بھی اعتراض کیا تھا۔ بخدا اسامہ امارت ہی کے لئے پیدا ہوا ہے۔ مفصل خطبہ غلاموں کی امارت کے عنوان میں تاریخ خمیس کے حوالے سے اوپر گذر چکا ہے۔ ابن کثیر نے بھی اپنی تاریخ میں اس کا ذکر کیا ہے (۳)

۱؎ بدایہ ونہایہ جلد ۵ ص ۳۱۵ ۲؎ حوالہ مذکور ص ۳۱۲ ۳؎ ان تطعنوا فی امارتہ فقد طعنتم فی امارۃ ابیہ من قبل وایم اللہ ان کان لخلیقاً للامارۃ وانہ کان لمن احب الخلق الی بعدہ بدایہ نہایہ ص ۳۱۲

آنحضرتؐ اسامہ کو اور اپنے نواسے امام حسنؓ کو لیتے اور فرماتے اللھم انی احبھما فاحبھما۔
حضرت عائشہ بیان کرتی ہیں کہ میں نے آنحضرتؐ کو یہ فرماتے سنا ہے من احب اللہ
و رسولہ فلیحب اسامۃ بن زید۔ حضرت عمر نے اسی بنا پر اپنے بیٹے کا وظیفہ
چار ہزار اور اسامہ کا پانچہزار مقرر کیا تھا (۱)

ابو مویھبہ ۳۔ ابو مویھبہ۔ قبیلہ مزینہ کے مولدین سے تھے انہیں آنحضرتؐ نے خرید کر آزاد
کر دیا تھا۔ غزوہ بنی المصطلق میں شریک تھے حضرت عائشہ کا اونٹ ہانکا کرتے تھے (۲)

ابو ضمیرہ ۴۔ ابو ضمیرہ۔ حمیر سے تھے آنحضرتؐ نے ان کو آزاد کرنے کے بعد ابی بن کعب
سے مندرجہ ذیل خط لکھوایا۔

کتاب من محمد رسول اللہ لابی ضمیرہ واھل بیتہ انھم کانوا اھل بیت فی العرب وکانوا ممن افاء اللہ علی رسولہ فاعتقھم ثم خیر اباضمیرہ ان احب ان یلحق بقومہ فقد اذن لہ وان احب ان یمکث مع رسول اللہ فیکونوا من اھل بیتہ فاختار اللہ ورسولہ ودخل فی الاسلام فلا یعرض لھم احد الا بخیر ومن لقیھم من المسلمین فلیستوص بھم بخیر۔۔۔ ہدایہ ونہایہ جلد ۵	یہ خط محمد رسول اللہ کی جانب سے ابو ضمیرہ اور اس کے گھر والوں کے لئے ہے اس میں کچھ شبہ نہیں کہ وہ عرب کے گھرانے کے لوگ تھے جن کو خدا نے اپنے رسول کے لئے بطور غنیمت دیا۔ پھر آپؐ نے ان سب کو آزاد کر دیا اور ابو ضمیرہ کو اختیار دیا کہ وہ اگر چاہے تو اپنی قوم سے جا ملے اور اگر وہ اللہ کے رسول کے ساتھ رہنا پسند کرے تو ان کے گھر کا ایک فرد ہوگا ابو ضمیرہ نے اللہ اور اس کے رسول کو پسند کیا اور اسلام میں داخل ہو گیا۔ اب ہر شخص اس سے بھلائی کیساتھ پیش آئے اور جو مسلمان اسے ملے وہ بھی اس سے بھلائی ہی کرے۔

ایک مرتبہ ابو ضمیرہ کو راستے میں چور ملے اور انہوں نے سب کچھ چھین لیا جب خط
مذکور پڑھا تو سب کچھ واپس کر دیا۔ ابو ضمیرہ کے پوتے حسین نے خط مذکور خلیفہ مہدی

---

۱ ہدایہ ونہایہ جلد ۵ ص ۳۱۲   ۲ حوالہ مذکور ص ۳۲۴

کو دکھایا تو اس نے اسے اپنی آنکھوں پر رکھا اور تین سو دینار دیئے (۱)

ثوبان ۵۔ ثوبان بن بجُدد۔ کنیت ابو عبداللہ آنحضرتؐ نے ان کو خرید کر آزاد کر دیا تھا مگر وہ سفر و حضر میں آنحضرتؐ کی وفات تک آپؐ کے ساتھ رہے۔ آپؐ کی وفات کے بعد شام کی طرف چلے گئے اور حمص میں اقامت اختیار کر لی۔ یہ حضرت عمر کے عہد میں فتح مصر کی لڑائی میں شریک تھے (۲)

رافع ۶۔ رافع یا ابو رافع۔ سعید بن عاص اکبر کے غلام تھے جو سعید کی وفات کے بعد میراث میں اس کے بیٹوں کو ملے انہوں نے اسے آزاد کر دیا۔ بجز خالد بن سعید کے اس نے اپنا حصہ آنحضرت کو ہبہ کیا آپ نے بھی اسے آزاد کر دیا (۳)

اسلم ۷۔ اسلم نام کنیت ابو رافع۔ حضرت عباس کے غلام تھے انہوں نے اسے آنحضرتؐ کو ہبہ کر دیا آپؐ نے ہبہ کے بعد اسلم کو آزاد کر دیا (۴)

سلمان فارسی ۸۔ سلمان فارسی کنیت ابو عبداللہ ملک فارس میں علاقہ اصفہان کے گاؤں رامہرمز یا خے کے باشندے تھے۔ طلب دین کے لئے سفر کیا پہلے نصرانی ہو گئے مگر کتابوں کا مطالعہ جاری رہا۔ بنی کلب نے ان کو گرفتار کر کے ایک یہودی کے پاس بیچ دیا مکاتبت پر آزاد ہوئے آنحضرتؐ نے زر مکاتبت ادا کرنے میں شرکت کی۔ روپیہ ادا ہونے پر سلمان آزاد ہو گئے بڑے سن رسیدہ تھے۔ مدائن میں ۳۵ھ میں وفات پائی (۵)

رباح ۹۔ رباح بن اسود فارسی النسل بادشاہ گشتاسپ کی اولاد میں سے تھے۔ آنحضرتؐ کو بعض وقائع میں ملے آپؐ نے ان کو آزاد کر دیا۔ (۶)

۱؎ بدایہ ونہایہ جلد ۵ ص ۳۲۲ ۲؎ حوالہ مذکور ص ۳۱۴ ۳؎ حوالہ مذکور ۴؎ تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۲ ص ۱۱۹ بدایہ ونہایہ جلد ۵ ص ۳۱۲ ۵؎ فکاتب الیهودی واعانہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم حتی عتق۔ کامل ابن اثیر جلد ۲ ص ۱۳۹ ۶؎ فاصابہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی بعض وقائعہ فاعتقہ حوالہ مذکور

بیسار ۱۰۔ یسار یونانی النسل تھے کسی غزوے میں آنحضرتؐ کو ملے آپؐ نے ان کو آزاد کر دیا (۱)

رویفع ۱۱۔ رویفع مزنی۔ آنحضرتؐ نے ان کو خرید کر کے آزاد کر دیا تھا (۲)

سلیم ۱۲۔ سلیم انماری نام کنیت ابوکبشہ۔ آنحضرتؐ نے ان کو خرید کر کے آزاد کر دیا یہ غزوہ بدر اور دوسرے غزوات میں شریک ہوتے رہے ہیں۔ ان کی وفات حضرت عمر کے عہد میں ہوئی (۳)

نافع ۱۳۔ نافع بن حارث ثقفی۔ یہ ان غلاموں میں سے ہیں جو محاصرہ طائف کے وقت قلعہ سے نکل کر صبح کے وقت آنحضرتؐ کے پاس حاضر ہوئے تھے اور آپؐ نے ان سب کو آزاد کر دیا تھا۔ آنحضرتؐ نافع کو ابو بکرہ کہا کرتے تھے اس لئے کہ وہ صبح کے وقت طائف کے قلعہ سے نکل کر آنحضرتؐ کے حضور میں حاضر ہوئے تھے (۴)

ہرمز ۱۴۔ ہرمز۔ کنیت ابوکیسان۔ غزوہ بدر میں شریک تھے آنحضرتؐ نے انہیں آزاد کر دیا اور فرمایا۔

ان اللہ قد اعتقک وان مولی القوم	اللہ نے تجھے آزاد کر دیا ہے قوم کا غلام اس کا فرد
من انفسہم وانا اھل بیت لا ناکل	ہوتا ہے ہم اہل بیت ہیں۔ ہم صدقہ نہیں کھاتے
الصدقۃ فلا تاکلھا۔ بدایہ ونہایہ جلد ۵ ۳۲۱	تمہیں بھی صدقہ نہیں کھانا چاہئے۔

آنحضرتؐ کے ازواج وسراری

سیرت وتاریخ کی کتابوں میں سب قسم کی رطب ویابس روایتیں موجود ہیں۔ ان میں سے بعض ناقابل اعتماد روایتوں کی بنا پر کہا جاتا ہے کہ ازواج مطہرات کے سوا آپؐ کی

۱؎ بدایہ ونہایہ طبقات اسعد جلد ۵ ۳۲۱ ۲؎ فاشتراہ رسول اللہ واعتقہ کامل ابن اثیر جلد ۲ ۱۱۹

۳؎ بدایہ ونہایہ جلد ۵ ۳۲۱ ۴؎ اخرج الیہ من الطائف وھو محاصرھم اربعۃ اعبد فاعتقھم منہم البوبکرۃ۔ کامل ابن اثیر جلد ۲ ۱۱۹

اور متعدد بیبیاں بھی تھیں۔ جن میں سے بعض سے صرف ازدواج ہوا مباشرت نہیں ہوئی اور بعض سے صرف منگنی ہی ہوئی تھی۔ ان عورتوں کے نام حسب ذیل بیان گئے جاتے ہیں۔

سباء بنت اسماء۔ سبا بنت سفیان۔ فاطمہ بنت شریح۔ خولہ بنت ہذیل۔ شراف بنت فضالہ۔ ملیکہ بنت کعب۔ اسماء بنت کعب عالیہ بنت ظبیان فاطمہ بنت ضحاک۔ عمرہ بنت یزید شنباء۔ ام شریک۔ قتیلہ۔ ام ہانی بنت ابی طالب۔ لیلی بنت حطیم۔ صفیہ بنت بشامہ۔ جبیہ بنت عباس بن عبدالمطلب (۱)

ازواج مطہرات کے نام

حقیقت یہ ہے کہ آنحضرتؐ کی باراں ازواج مطہرات تھیں۔ خدیجہ۔ سودہ۔ عائشہ حفصہ۔ زینب۔ زینب بنت جحش۔ ام حبیبہ۔ ام سلمہ۔ میمونہ۔ صفیہ۔ جویریہ ریحانہ۔ ریحانہ سے بھی آنحضرتؐ نے نکاح کیا تھا اس لئے وہ بھی ازواج میں داخل ہیں۔ آنحضرتؐ کی وفات کے وقت نو ازواج زندہ تھیں۔ جن میں صرف حضرت عائشہ کا پہلا عقد آپؐ سے ہوا۔ اور آپؐ نے ۵۳ برس کی عمر تک بجز حضرت خدیجہ کے کسی اور بی بی سے نکاح نہیں کیا حضرت خدیجہ کے سنہ ۳ھ میں وفات پانے پر حضرت سودہ سے نکاح کیا تھا۔

جہاں تک غلامی کے سوال کا تعلق ہے آنحضرتؐ کے ازواج مطہرات میں سے جویریہ بنت حارث۔ صفیہ بنت حی بن اخطب۔ ریحانہ بنت زید۔ ماریہ بنت شمعون کے حالات بیان کرنے ضروری ہیں۔ کیونکہ باقی ازواج مطہرات کا نہ کسی جنگ سے واسطہ ہے اور نہ کسی ہدیہ سے۔

حضرت جویریہ

۱۔ حضرت جویریہ بنت حارث بن ابی ضرار خزاعی اسیر جنگ تھیں آنحضرتؐ نے انہیں آزاد کر دیا اور ان سے نکاح کر لیا۔ آنحضرتؐ سے نکاح کا یہ اثر ہوا کہ ۶۰۰

(۱) البدایہ والنہایہ جلد ۵ صفحہ ۲۹۱-۳۰۲

Marfat.com

اسیران جنگ آزاد ہو گئے تفصیل حسب ذیل ہے۔

۵ھ میں غزوہ بنی المصطلق واقع ہوا ہے بنی المصطلق خزاعہ میں سے تھے وہ ایک کوئیں پر اترا کرتے تھے جسے المریسیع کہا جاتا تھا۔ بنی المصطلق کا سردار حارث بنی ابی ضرار تھا۔ حارث نے اپنی قوم اور زیرا ثر عربوں کو ملا کر آنحضرتؐ کے خلاف اعلان جنگ کر دیا صحابہ کے یکبارگی دفاعی حملے سے حملہ آور فریق کو شکست ہو گئی ان میں سے دس قتل اور باقی سب گرفتار ہوئے۔ دو سو گھروں کے آدمی جو گرفتار ہوئے ان کی تعداد ۶۰۰ تھی۔ انہی میں سے سردار حارث کی بیٹی جویریہ بھی تھیں۔ جویریہ ثابت بن قیس کے حصے میں آئیں۔ جویریہ نے ثابت سے مکاتبہ ہونے کی درخواست کی۔ نو اوقیہ سونے پر مکاتبت کا عہد ہوا یعنی اگر جویریہ نو اوقیہ سونا ادا کر دیں تو وہ آزاد ہو جائینگی۔ جویریہ نے آنحضرتؐ سے درخواست کی کہ وہ ان کی طرف سے معاوضہ مذکور ادا کر دیں آپؐ نے ادا کر دیا (۱) جویریہ آزاد ہو گئیں جویریہ کا باپ حارث جسے خزاعہ کا بادشاہ کہنا چاہیئے آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر مشرف بہ اسلام ہوا اور اس نے اپنی بیٹی جویریہ کا نکاح آنحضرتؐ سے کر دیا۔

اس نکاح کی وجہ سے تمام اسیران جنگ آزاد کر دیئے گئے (۲)

حضرت جویریہ کا پہلا شوہر ان کے چچا کا بیٹا مالک بن صفوان تھا۔ (۳)

حضرت عائشہ بیان کرتی ہیں کہ جہاں تک مجھے علم ہے۔ میں نے جویریہ سے بڑھ کر کسی عورت کو اپنی قوم کے حق میں زیادہ بابرکت نہیں دیکھا۔ نکاح مذکور کا یہ اثر ہوا کہ سب صحابہ نے اسیران جنگ آزاد کر دیئے اور کہنے لگے کہ یہ رسول اللہ کے سسرال ہیں (۴)

۱؎ سیرت ابن ہشام طبقات ابن سعد جلد ۲ ص ۴۵/۴۶ ۲؎ فاعتقها و تزوجها و یقال بل قدم ابوها الحارث وکان ملک خزاعۃ فاسلم ثم تزوجها منه۔ البدایہ والنہایہ جلد ۵ ص ۳۹۵۔ طبقات ابن سعد جلد ۲ ص ۴۷
۳؎ بدایہ ونہایہ جلد ۵ ص ۲۹۵ ۴؎ فان الناس اصهار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فارسلوا ما بایدیهم۔ حوالہ مذکور جلد ۴ ص ۱۵۹

Marfat.com

حضرت ریحانہ

۲- حضرت ریحانہ بنت زید بن خنافہ- ذی قعدہ ۵ھ میں غزوہ بنی قریظہ واقع ہوا- ریحانہ اس غزوے کے اسیران جنگ میں سے تھیں- وہ کچھ عرصہ تک اپنے یہودی مذہب پر قائم رہیں (۱) پھر اسلام کی حقیقت سے واقف ہو جانے کے بعد مسلمان ہو گئیں ریحانہ کے باپ نے ریحانہ کا نکاح آنحضرتؐ سے کر دیا (۲) ریحانہ کا اپنا بیان ہے کہ پھر میں نے اسلام قبول کر لیا اور آنحضرتؐ نے مجھے آزاد کر دیا اور مجھ سے نکاح کیا میرا مہر دوسری ازواج کے مہر کے مانند ۱۲ اوقیہ تھا مجھے دوسری ازواج کی مانند ہر چیز کا حصہ دیا جاتا اور پردے میں رکھا جاتا تھا- (۳)

واقعات مذکورہ سے ثابت ہوتا ہے کہ آنحضرتؐ نے ریحانہ سے تسری نہیں کی یعنی نکاح کے بغیر تمتع نہیں کیا اور نکاح ریحانہ اور اس کے باپ کی مرضی سے کیا گیا مہر مثل دوسرے ازواج کے مقرر ہونا پردے میں رکھنا اس امر کا معیار تھا کہ وہ بطور باندی نہ تھیں بلکہ زوجہ منکوحہ تھیں-

حضرت صفیہ

۳- صفیہ بنت حی بن اخطب- غزوہ خیبر جمادی الاولیٰ ۷ھ میں واقع ہوا تھا اور حضرت صفیہ اس غزوے کے اسیروں میں سے تھیں- ان کا باپ حی بن اخطب خیبر کے یہودیوں کا سردار تھا صفیہ کا سابق شوہر کنانہ بن ربیع تھا جو غزوہ خیبر میں مارا گیا- آنحضرتؐ نے صفیہ کو آزاد کیا اور اختیار دیا کہ اگر چاہے وہ اپنے گھر چلی جائیں اگر نکاح کرنا چاہیں تو نکاح کر لیں (۴) چونکہ ان کا باپ خیبر کا اور بنی نضیر

---

۱ قد کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عرض علیہا الاسلام فاعتقت ثم اسلمت بعد ذلک- بدایہ جلد ۴ ص ۱۲۶ ص ۱۵۹

۲ ان اباھا طلبہا وافتداھا ثم خطبہا منہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فزوجہ ایاھا- حوالہ مذکور

۳ انی اختار اللہ ورسولہ فلما اسلمت اعتقنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وتزوجنی و اصدقنی اثنتی عشرۃ اوقیہ ونشاء کما کان یصدق نساءہ واعرس لی فی بیت ام المنذر وکان یقسم لی کما یقسم لنسائہ وضرب علی الحجاب حوالہ مذکور ص ۲۹۵ ۴ خیرھا ان یعتقہا وتکون زوجۃ اوتلحق باھلہا فاختارت ان یعتقہا وتکون زوجۃ- مسند امام ابن حنبل جلد ۳ ص ۱۳۸

کا سردار تھا۔ اس لئے انہوں نے اپنے مستقبل پر نظر کر کے آنحضرتؐ کے نکاح میں آنا پسند کیا۔ وہ بطور زوجہ منکوحہ آپؐ کے عقد زوجیت میں رہیں۔ نکاح کے بغیر آپؐ نے ان سے مباشرت نہیں کی۔ نکاح ہو چکنے کے بعد صحابہ اس امر پر غور کر رہے تھے کہ صفیہ باندی ہے یا بیوی معلوم ہوتا ہے کہ باندی سے نکاح ہو جانے کے بعد بھی باندی ہونے کا تصور قائم رہتا تھا جب تک کہ اسے پردے میں نہ رکھا جائے۔ آنحضرتؐ نے نکاح مذکور کا ولیمہ کیا اور صفیہ کو پردے میں رکھا تب صحابہ نے جانا کہ یہ باندی نہیں بلکہ دوسری زوجات کی مانند منکوحہ زوجہ ہیں[1] حضرت صفیہ کے ولیمہ اور پردے میں رکھنے کا صحیح بخاری کتاب المغازی میں مذکور ہے۔

۴۔ ماریہ بنت شمعون قبطی۔ قرائن وحالات اس پر شاہد ہیں کہ آنحضرتؐ نے ماریہ قبطیہ سے ۸ھ میں نکاح کر لیا تھا اور وہ بطور زوجہ منکوحہ آپؐ کے عقد زوجیت میں تھیں۔ قرائن حسب ذیل ہیں۔

الف ۔ آنحضرتؐ نے روم کے قیصر ہرقل۔ حبشہ کے بادشاہ نجاشی۔ فارس کے بادشاہ خسرو اور مصر کے حکمران مقوقس کو جس کا نام جارج بن بینا قبطی تھا تبلیغی خط لکھے جارج کا لقب مقوقس تھا اور وہ ہرقل روم کی جانب سے اسکندریہ اور مصر کا حاکم تھا وہ مسلمان نہیں ہوا۔ اس نے حضرت عمر کے عہد میں مسیحی مذہب پر ہی وفات پائی (۲)

---

۱ انس بن مالک یقول سبی النبی صلی اللہ علیہ وسلم صفیہ فاعتقہا وتزوجہا بدایہ جلد ۴ ص ۱۹۶

۲ قالوا ان حجبہا فہی احدی امہات المومنین وان لم یحجبہا فہی ملک یمینہ حوالہ مذکور ص ۱۹۷

۳ وفیہا کتب الی المقوقس عظیم القبط یدعوہ الی الاسلام فلم یسلم۔ تاریخ کبیر طبری مطبوعہ لندن جلد ۳ ص ۱۵۷۵ وتاریخ خمیس جلد ۲ ص ۴۱-۴۲

آنحضرتؐ نے ۶ھ میں مقوقس کو مندرجہ ذیل خط لکھا۔

آنحضرتؐ کا خط ... حاکم اسکندریہ کے نام

من محمد عبداللہ رسول اللہ الی المقوقس عظیم
القبط سلام علی من اتبع الھدیٰ اما بعد فانی
ادعوک بداعیۃ الاسلام اسلم تسلم اسلم یوتک
اللہ اجرک مرتین فان تولیت فان علیک
اثم القبط۔ تاریخ خمیس جلد ۲ ص ۴۲

خدا کے بندے اور رسول محمد کی جانب سے قبط کے
رئیس مقوقس کی طرف جس نے ہدایت کی پیروی کی سلام
اس پر سلام مذکور کے بعد میں تجھے اسلام کی دعوت دیتا
ہوں اسلام لاؤ سلامت رہوگے۔ اسلام لانے پر تمہیں اللہ
دوہرا اجر دیگا۔ اگر تم نے روگردانی کی تو قبط کا گناہ تم پر ہے۔

آپؐ نے خط مذکور سربمہر حاطب بن بلتعہ کو دیا کہ وہ اسکندریہ میں مقوقس کے پاس لے جائیں جب حاطب خط لیکر اسکندریہ پہنچے تو سب سے پہلے دربان آیا۔ آداب بجا لایا اور وہ بے توقف حاطب کو مقوقس کے پاس لے گیا۔ حاطب نے آنحضرتؐ کا خط مقوقس کو دیا۔

حاطب نے مقوقس سے مخاطب ہو کر کہا کہ اس سے پہلے مصر میں ایک شخص تھا جو اپنے کو ربّ اعلے کہتا تھا۔ اس پر وہ اللہ کی جانب سے دنیا و آخرت کے عذاب میں گرفتار ہوا آپ کو اس سے نصیحت حاصل کرنی چاہیئے۔ حاطب نے اور مواعظ و نصائح بھی بیان کئے۔ مقوقس نے خط مذکور حاطب سے لیکر ہاتھی دانت کی ڈبیا میں رکھ لیا۔ پھر ایک کاتب کو بلایا جو عربی زبان میں آنحضرتؐ کو خط کا جواب لکھے۔

مقوقس کا جواب آنحضرتؐ کے نام

لمحمد عبداللہ من المقوقس عظیم القبط
سلام علیک اما بعد فقد قرأت کتابک
وفھمت ماذکرت فیہ وما تدعوا الیہ
وقد علمت ان نبیاً بقی وکنت اظن
ان یخرج من الشام وقد اکرمت رسولک
وبعثت الیک بجاریتین لھما مکان فی القبط

قبط کے رئیس مقوقس کی جانب سے محمد بن عبداللہ کے
نام سلام علیک کے بعد میں نے آپؐ کا خط پڑھا اور آپؐ
نے جو کچھ اس میں بیان کیا ہے اور جس امر کی آپ نے دعوت
دی ہے اسے سمجھا مجھے معلوم تھا کہ ایک نبی باقی ہے میرا
خیال تھا کہ وہ شام میں ظاہر ہونگے۔ میں نے آپؐ
کے قاصد کا احترام کیا اور دو لڑکیاں (جاریتین) آپ کو بھیجتا ہوں

Marfat.com

عظیم وبکسوۃ اھدیت ایک بغلۃ لترکبھا والسلام علیک ۔ تاریخ خمیس جلد ۲ ص ۱ؔ	جن کی قبطیوں میں بڑی قدرو منزلت ہے اور لباس اور آپؐ کی سواری کیلئے ایک خچر بطور تحفہ بھیجتا ہوں ۔

خچر کا رنگ سفید اور نام دلدل تھا. وہ امیر معاویہ کے عہد تک زندہ رہی۔

ب ۔ لڑکیوں کا نام ماریہ اور شیریں تھا۔ دونوں بہنیں تھیں اور قبطیوں میں ان کی بڑی عزت بھی الفاظ لھما مکان فی القبط عظیم اس پر شاہد ہیں جاریہ کے معنے لغت میں دختر خورد بھی ہیں (۱)

ماریہ اور شیریں کا اسلام

ج ۔ ماریہ اور شیریں آنحضرتؐ کے پاس پہنچنے سے پہلے حاطب کی تبلیغ سے اسلام لا چکی تھیں۔

فعرض حاطب الاسلام علے ماریۃ و رغبھا فیہ اسلمت ھن واختھا ۔ خمیس جلد ۲ ص ۶۸	حاطب نے ماریہ اور اس کی بہن کو اسلام کی تبلیغ کی وہ مسلمان ہوگئیں ۔

تاریخ کامل میں مذکور ہے ۔

قبل قدومھا علے رسول اللہ ۔ جلد ۲ ص ۸۶	آنحضرتؐ کے پاس حاضر ہونے سے پہلے اسلام لائیں۔

باندیوں کے متعلق بھی مذکور کہ وہ نہ کھلی بدکاری کرنے والی ہوں اور نہ در پردہ آشنا رکھنے والی ہوں۔ نساء ۔ ۲۵

ماریہ کسی جنگ میں گرفتار ہو کر نہیں آئیں اور وہ مسلمان بھی ہو گئی تھیں۔ ان کا آنحضرتؐ کے پاس رہنا بجز اس کے نہیں ہو سکتا کہ آپؐ نے ان سے نکاح کر لیا ہو گا۔ قرآن مجید میں اور حدیث و سیرت کی کتابوں میں ماریہ کے نکاح کرنے کا واقعہ کسی جگہ مذکور نہیں کم سے کم مجھے باوجود تلاش کرنے کے معلوم نہیں ہوا۔

اگر مقوقس کا ماریہ کو آنحضرتؐ کے لئے بطور ہدیہ بھیجنا بمنزلہ فے قرار دیا جائے اور اس وجہ سے انہیں باندی تسلیم کیا جائے تو یہ واقعہ سورت محمد کی آیت من و فداء دافع استرقاق کے ۸ھ میں نازل ہونے سے پہلے کا ہے اور آنحضرتؐ کے حالات خصوصی سے متعلق ہے ۔ اس اجمال کی تفصیل یہ ہے ۔ آنحضرتؐ نے شیریں حسان بن ثابت

ا؎ منتہی الادب

کو دی جس سے عبد الرحمٰن پیدا ہوئے اور ماریہ کو آپؐ نے اپنے لئے انتخاب فرمایا اور انہیں اپنے اموال بنو نضیر کے مقام عالیہ میں بھیج دیا ان کے بطن سے آپؐ کے صاحبزادے ابراہیم پیدا ہوئے ان کے پیدا ہونے پر آپؐ نے فرمایا ماریہ کو اس کے بیٹے نے آزاد کر دیا ہے یعنی ابراہیم کے پیدا ہونے سے ماریہ آزاد ہوگئی ہے (۱)

اقوام عالم قدیم سے اس رواج پر عمل پیرا تھیں کہ لونڈیوں سے تسری جائز ہے اور یہی رواج عرب میں بھی موجود تھا۔ نزول قرآن کے زمانہ میں اسی رواج پر عمل کیا جاتا تھا۔ اس دستور کے مطابق ماریہ قبطیہ سے آنحضرتؐ نے تسری کی۔

اگر شبہ پیدا ہو کہ جب قرآن مجید نے غلامی کا خاتمہ کر دیا تھا تو پھر ماریہ قبطیہ سے ملک یمین کی وجہ سے آنحضرتؐ کی تسری مذکور کیوں ممنوع قرار دی گئی۔

شبہ مذکور درست نہیں۔ وجوہ حسب ذیل ہیں۔

۱۔ سورہ محمد کی آیت من و فداء فتح مکہ کے سال ۸ھ میں نازل ہوئی جو واقعات اس سے پہلے گذر چکے تھے۔ ان پر قانون مذکور اطلاق پذیر نہیں۔ انگریزی قانون کا بھی یہ مسلمہ مسئلہ ہے کہ قانون پس بین نہیں ہوتا۔ جب تک صریح طور پر بیان نہ کیا جائے کہ وہ پس بین Retrospective ہے (۲)

اصول مذکور قرآن مجید کے الفاظ الا ما قد سلف سے اخذ کیا گیا ہے۔

آنحضرتؐ کی خصوصیات

۲۔ نکاح کے متعلق آنحضرتؐ کو بعض رخصتیں اور اجازتیں حاصل تھیں۔ جو دوسرے لوگوں کو حاصل نہ تھیں اور اس کے ساتھ بعض ایسے امتناعی احکام بھی تھے جو دوسروں کے لئے نہ تھے۔ اس اجمال کی تفصیل یہ ہے۔

الف۔ کوئی مسلم چار سے زیادہ عورتوں سے نکاح نہیں کر سکتا۔ لیکن آنحضرتؐ

---

۱ فوطی ماریہ بالملک۔۔ عن ابن عباس قال لما ولدت ماریۃ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اعتقہا ولدھا۔ الہدایہ نہایہ جلد ۵ ص ۳۰۳-۳۰۴
۲ ص ۱۹۴۴ء پٹنہ ص ۱۴۷۔ ۱۹۴۳ء کلکتہ ص ۵۷۳-۳۷۷

Marfat.com

حکم مذکور سے مستثنٰی تھے۔ فرمایا۔

قد علمنا ما فرضنا علیہم فی ازواجہم وما ملکت ایمانہم لکیلا یکون علیک حرج۔ احزاب - ۵۱

ہم جانتے ہیں جو ہم نے ان کے لئے ان کی بیبیوں کے اور ان کے بارے میں جن کے لئے داہنے ہاتھ مالک ہوئے فرض کیا ہے تاکہ تم پر تنگی نہ ہو۔

ب۔ ماریہ بطور ملک یمین آپؐ کے پاس تھیں۔ اس لئے ان کا آیت من وفداء کے نازل ہونے کے بعد بھی بدستور آپؐ کی ملک یمین میں رہنا جائز قرار پایا۔ فرمایا

یاایہا النبی انا احللنا ازواجک التی اتیت اجورھن وما ملکت یمینک مما افاء اللہ علیک۔ احزاب - ۵۱

اے نبی ہم نے تیرے لئے وہ بیبیاں حلال کر دی ہیں جنہیں تو نے مہر دیئے اور جس کا تیرا دایاں ہاتھ مالک ہوا اس سے جو اللہ نے تجھ پر فے میں دیا ہے۔

فے غنیمت خراج وجزیہ نفل میں فرق

ماریہ قبطیہ آنحضرتؐ کو بطور فے ملی تھیں۔ فے کے معنے لغت میں اچھی حالت کی طرف لوٹ آنے کے ہیں۔ جو مال فریق مخالف سے اثناء جنگ میں قہر وجبر سے حاصل کیا جائے وہ غنیمت ہے اور جو بغیر قتال کے لیا جائے۔ جیسے خراج اور جزیہ وہ فے ہے۔ جو مال امام اپنے لئے اپنے حصے سے زیادہ خاص کرلے وہ نفل ہے کما صرح بہ العینی۔ (۱)

مقوقس نے ماریہ کو بطور ہدیہ آنحضرتؐ کی خدمت میں بھیجا تھا۔ اس لئے یہ فے کی تعریف میں داخل ہیں۔

آیت متذکرہ صدر میں مما افاء اللہ علیک سے ماریہ قبطیہ ہی مراد ہے۔

---

(۱) بنایہ عینی باب الغنائم

Marfat.com

آنحضرتؐ کے غزوات اور بعوث و سرایا (۱)

آنحضرتؐ نے ۲۷ غزوات کئے۔ ۴۷ سرایا بھیجے۔ ۹ غزوات میں اپنے ہاتھ سے قتال کیا وہ نو یہ ہیں۔ بدر[1]۔ احد[2]۔ مریسیع[3]۔ خندق[4]۔ قریظہ[5]۔ خیبر[6]۔ فتح مکہ[7] حنین[8] طائف[9] (۱) یہ سب غزوے دفاع اور تبلیغ حق کے لئے تھے بعوث و سرایا خبر رسانی اور جاسوسی کی غرض سے نہ کہ غارت گری کے لئے بھیجے جاتے تھے۔ کبھی بعض تبلیغی سرایا کی حفاظت کے لئے بھی کچھ فوج ساتھ بھیجدی جاتی تھی۔

بعض مرتبہ فریق ثانی کے اقدام سے لڑائی کی صورت پیدا ہو جاتی تو اس میں بعض اشخاص گرفتار کر لئے جاتے۔ جن غزوات و سرایا میں فریق مخالف کے اشخاص گرفتار ہوئے ان کو آپ فدیہ لے کر یا احسان رکھ کر آزاد فرماتے رہے اور کبھی غیر مسلم اسیروں کو مسلم اسیروں کے بدلے چھوڑ دیا جاتا تھا۔ البتہ اگر کوئی شخص گرفتار ہوتا۔ جو فتنہ و فساد کا مجسمہ اور ناقابل اصلاح ہوتا اور اسے زندہ چھوڑنا بدامنی پھیلانا اور نوع انسانی پر ظلم کرنا ہوتا تو اسے قتل کر دیا جاتا تھا۔ ایسے واقعات بہت ہی تھوڑے ہیں۔ بعض مرتبہ اسیران جنگ کو غلام بھی بنا لیا جاتا۔ مگر اس قسم کے سب واقعات فتح مکہ ۸ھ سے پہلے کے ہیں جو آیت من و فداء کے نزول کا سال ہے۔ ان غزوات و سرایا کی تفصیل جن میں بعض اشخاص گرفتار کئے گئے تھے حسب ذیل ہے۔

سریہ عبداللہ بن جحش

۱۔ سریہ عبداللہ بن جحش اسدی۔ یہ سریہ ہجرت کے سترھویں مہینے میں ہوا اور یہی سریہ

لہ بعوث بعث کی جمع ہے بعث اس چھوٹے سے لشکر یا گروہ کو کہتے ہیں جو کسی جگہ بھیجا جائے۔ سرایا سریہ کی جمع ہے سریہ وہ لشکر کا ٹکڑا ہے جو پانچ سے لیکر تین چار سو افراد تک ہو اور اس میں آنحضرتؐ خود شریک نہ ہوں۔

لہ طبقات ابن سعد جلد ۲ ص ۱

Marfat.com

غزوہ بدر کا سبب تھا۔ قریش مکہ آنحضرتؐ کے خلاف ہجرت کے بعد بھی طیاریاں کرتے رہتے۔ کبھی کسی قافلہ کو حالات معلوم کرنے کے لئے اور کبھی رہزنی اور ڈکیتی کے لئے بھیجتے تھے۔ آنحضرتؐ کو معلوم ہوا کہ اس قسم کا ایک قریشی قافلہ بطن نخلہ میں جو مکے کے قریب بنی عامر کا باغ ہے موجود ہے۔ آپؐ نے آٹھ یا بارہ مہاجروں کا ایک سریہ قافلہ مذکور کے حالات معلوم کرنے کے لئے مدینہ سے بھیجا۔ اس سریہ میں واقد بن عبداللہ تمیمی مہاجر بھی شریک تھے۔ عبدالرحمٰن بن جحش ان کے امیرالمومنین تھے یہ رجب کی آخری تاریخ کا واقعہ ہے۔ اہل قافلہ میں سے عمرو بن حضرمی نے جب واقد بن عبداللہ کو مسلمانوں کے پاس آتے دیکھا تو اس نے واقد کو تیر مار کر قتل کر دیا۔ مسلم مہاجروں کے سریہ نے پہلے اس امر میں تذبذب کیا کہ ماہ حرام میں قتال کیا جائے یا نہ مگر پھر انہوں نے جرأت کر کے قافلہ والوں پر حملہ کر دیا اور ان کے دو آدمی عثمان بن عبداللہ اور حکم بن کیسان گرفتار کر کے آنحضرتؐ کے روبرو حاضر کئے۔ قریش مکہ ان دونوں کو فدیہ ادا کر کے چھڑانے کے لئے آئے آپؐ نے فرمایا جب تک ہمارے دو آدمی سعد بن ابی وقاص اور عتبہ غزوانی واپس نہ کرو گے۔ تب تک ہم ان کو نہ چھوڑیں گے۔ اگر تم نے ان کو قتل کر دیا تو ہم ان کو قتل کر دیں گے۔ اس پر وہ سعد اور عتبہ کو لے آئے تو آپؐ نے ان کے بدلے عثمان اور حکم کو چھوڑ دیا (۱)

پھر حکم بن کیسان نے اسلام قبول کر لیا اور وہ ایسے پکے اور مخلص مسلم ہوئے کہ انہوں نے آنحضرتؐ کے پاس اقامت اختیار کر لی اور غزوہ بیر معونہ میں شہید

مسلم اسیران جنگ کا مشرک اسیران جنگ سے فدیہ

لہ قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم لا تفد یکموھا حتی یقدم صاحبانا لنی سعد ابن ابی وقاص وعتبہ بن غزوان فانا نخشاکم علیہما فان تقتلوا نقتل صاحبکم۔ البدایہ والنہایہ جلد ۳ ص ۲۵

ہوئے۔ عثمان بن عبداللہ مکہ کو چلا گیا اور وہاں کفر کی حالت میں مرا (۱)

۲۔ غزوہ بدر۔ ہجرت کے انیسویں مہینے سترھویں رمضان کو جمعے کے دن ہوا تھا۔ بدر عہد جاہلیت میں مدینے سے ۹۸ میل کے فاصلہ پر عرب کی تماشاگاہ تھا۔ یہاں ایک بازار ہوا کرتا تھا۔ اس غزوے میں مشرکین کے ستر آدمی مارے گئے اور ستر قید ہوئے۔ نضر بن حارث اور عقبہ بن ابی معیط گرفتار کئے جانے کے بعد قتل کر دیئے گئے کیونکہ وہ فتنہ و فساد کے مجسمے اور امن عامہ کے دشمن تھے۔ باقی سب اسیران جنگ میں سے جو صاحب استطاعت تھے ان کو فدیہ لے کر اور غیر مستطیع افراد کو احسان رکھ کر چھوڑ دیا گیا۔ ان میں ابوعزہ عمرو جمحی شاعر آنحضرتؐ کا ہجو گو بھی تھا۔ اہل مکہ لکھنا جانتے تھے۔ اہل مدینہ لکھنا نہیں جانتے تھے۔ جس اسیر کے پاس فدیہ نہ تھا دس بچے مدینہ کے اس کے سپرد کئے گئے کہ وہ ان کو لکھنا سکھلائے جب وہ ماہر ہو جائیں تو یہی اس کا فدیہ قرار پایا (۲)

اسیران بدر کی فدیہ پر آزادی

آنحضرتؐ نے اسیرانِ غزوہ بدر کے متعلق لوگوں سے مشورہ کیا (۳) حضرت عمرؓ نے رائے دی اضرب اعناقہم۔ انہیں قتل کر دو۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے عرض کیا۔ ان تعفو اعنہم وتقبل منہم الفداء کہ انہیں معاف کر دو اور ان سے فدیہ قبول کر دو۔ آپؐ نے ابوبکر صدیق کی رائے پر عمل کیا۔ دوسرے دن حضرت عمر آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپؐ اور ابوبکر صدیق دونوں رو رہے تھے۔ آپؐ نے فرمایا۔ اگر عذاب نازل ہوتا تو سوائے عمر کے کوئی نہ بچتا۔ اس لئے کہ فدیہ لے کے آزاد کر دینے کے بعد آیت مندرجہ ذیل نازل ہوئی (۴)

آیت ماکان لنبی ان یکون لہ اسریٰ الآیہ کے متعلق ناقابل قبول روایت

ما کان لنبی ان یکون لہ اسریٰ حتی یثخن	نبی کے لئے مناسب نہیں کہ اس کے قبضے میں قیدی ہوں

۱؎ ہدایہ جلد ۳ ص ۲۵۰ ۳؎ طبقات ابن سعد جلد ۲ غزوہ بدر ۴؎ عن الحسن قال استشار رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم الناس فی الاساریٰ یوم بدر۔ البدایہ جلد ۳ ص ۲۹۶

فی الارض تریدون عرض الدنیا واللہ یرید الآخرۃ واللہ عزیز حکیم۔ لولا کتاب من اللہ سبق لمسکم فیما اخذتم عذاب عظیم۔ انفال ۶۸-۶۹

جبتک کہ وہ جنگ میں غالب نہ آجائے تم دنیا کا مال چاہتے ہو اور اللہ تمہارے لئے آخرت چاہتا ہے اور اللہ غالب حکمت والا ہے۔ اگر اللہ کی طرف سے جنگ کئے جانیکا حکم پہلے نہ ہو چکا ہوتا تو جس قافلہ پر حملہ کرنا چاہتے تھے اس بارے میں تم کو بھاری عذاب پہنچتا۔

ابن کثیر کی موخر الذکر روایت جس میں آنحضرتؐ اور ابوبکر کے رونے یا افسوس کرنے کا ذکر ہے۔ ابن عباس سے مروی ہے۔ لیکن یہ روایت قابل قبول نہیں۔ اس لئے کہ وہ قرآن مجید کی ان دو آیتوں کے معارض ہے جو مقدم الذکر کے ساتھ ہی ایک آیت چھوڑ کر مذکور ہیں اور ان میں فدیہ لینے کو پسند کیا گیا ہے۔ فرمایا

یایھا النبی قل لمن فی ایدیکم من الاسری ان یعلم اللہ فی قلوبکم خیرا یؤتکم خیرا مما اخذ منکم۔ انفال۔ ۷۱

اے پیغمبر ان قیدیوں سے جو تمہارے ہاتھ میں ہیں کہدو کہ اللہ تمہارے دلوں میں بھلائی جانتا ہے تو جو کچھ تم سے لیا گیا ہے وہ اس سے بہتر تم کو دیگا۔

مما اخذ منکم سے وہ فدیہ مراد ہے جو آنحضرتؐ نے اسیران بدر سے لیا تھا۔ یہ فدیہ مال غنیمت تھا اس کے متعلق آیت مندرجہ صدر سے اوپر کی آیت میں مذکور ہے۔

فکلوا مما غنمتم حلالا طیبا۔ انفال۔ ۶۹

پس جو تم نے دشمن پر فتح پا کر حاصل کیا ہے حلال پاکیزہ کھالو۔

اسیران بدر میں ۶۸ کی آزادی اور دو کا قتل

غزوہ بدر کے ستر اسیران جنگ میں ۶۸ آزاد کر دیئے گئے اور دو مندرجہ صدر اشخاص قتل کئے گئے عام حکم یہ تھا کہ کوئی اسیر جنگ قتل نہ کیا جائے۔ مگر وہ جس کا وجود امن عامہ کے لئے مضر ہو اس کا قتل جائز ہے۔

نضر بن حارث کا قتل

۱۔ نضر بن حارث کفر و عناد اور بغی و حسد اور فتنہ و فساد کا مجسمہ تھا۔ اشعار میں بھی آنحضرتؐ اسلام اور اہل اسلام کی ہجو کیا کرتا تھا لوگوں کو برانگیختہ کر کے امن عامہ میں خلل ڈالنا اس کا کام تھا۔ اس لئے اسے قتل کئے جانے کا حکم دیا گیا اس کی بہن قتیلہ بنت حارث نے دس اشعار کا مرثیہ نضر کے قتل ہونے پر کہا تھا۔ جن میں

Marfat.com

سے تین شعر یہ ہیں۔

هل یسمعن النضر ان نادیته ۔ ام کیف یسمع میت لا ینطق

محمد یا خیر ضنی کریمة ۔ من قومها والفحل فحل معرق

وما کان ضرك لومننت دربما ۔ من الفتی وهو المغیظ المحنق

آنحضرتؐ بڑے نرم دل تھے جب آپؐ کو قتیلہ کا مرثیہ پہنچا تو آپؐ نے فرمایا اگر یہ اشعار مجھے نضر کے قتل سے پہلے پہنچتے تو میں اسے احسان رکھ کر چھوڑ دیتا۔ لو بلغن هذا قبل قتله لمننت علیه (۱) نضر کو حضرت علیؑ نے قتل کیا تھا۔

عقبہ بن ابی معیط کا قتل

۲۔ عقبہ بن ابی معیط کو حضرت علی نے قتل کیا یہ شخص بھی نضر بن حارث کی مانند دشمن امن وامان تھا۔ لوگوں کو فساد پر آمادہ کرتا رہتا تھا۔

موسیٰ بن عقبہ مغازی میں لکھتے ہیں کہ آنحضرتؐ نے عقبہ بن ابی معیط کے سوا اسیرانِ جنگ میں سے کسی اسیر کو قتل نہیں کیا (۲)

غزوہ بدر کا قصہ سورہ انفال میں مذکور ہے۔

آنحضرتؐ کے داماد ابوالعاص کی آزادی

خراش بن صمہ نے آنحضرتؐ کے داماد ابوالعاص بن ربیع بن عبدالعزیٰ بن عبد شمس بن امیہ کو غزوہ بدر میں گرفتار کر لیا تھا۔ ابوالعاص مکہ میں مال و امانت اور تجارت میں مشہور تھا۔ اس کی ماں ہالہ حضرت خدیجہ کی بہن تھی۔ حضرت خدیجہ کی تحریک پر آنحضرتؐ کی صاحبزادی زینب کی شادی ابوالعاص سے ہوئی۔ غزوہ بدر کی شکست سے متأثر ہو کر قریش مکہ نے ابوالعاص سے کہا تم زینب کو چھوڑ دو۔ قریش کی حسین عورت سے تم نکاح کرنا چاہو کر لو۔ ابوالعاص نے انکار کیا۔ اس پر آنحضرتؐ ابوالعاص کی تعریف کیا کرتے تھے۔ غزوہ بدر میں جن اسیروں سے فدیہ و معاوضہ لیا گیا تھا ان میں ابوالعاص بھی تھا۔ بی بی زینب نے ابوالعاص کے فدیہ میں وہ ہار

۱؎ البدایہ والنہایہ جلد ۳ ص ۳۰۶ ۲؎ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لم یقتل من الاساری سیرًا غیرہ حوالہ مذکور ص ۳۰۵

Marfat.com

بھیجا جو انہیں حضرت خدیجہ سے ملا تھا۔ اس ہار کو دیکھ کر آنحضرتؐ پر بڑی رقت طاری ہوئی آپؐ نے صحابہ سے فرمایا جب تم قیدی کو چھوڑ رہے ہو اگر چاہو تو ہار بھی اسے واپس دے دو صحابہ نے ہار واپس دیدیا اور ابو العاص کو بھی آزاد کر دیا۔

اقرار کے مطابق غزوہ بدر سے ایک مہینہ بعد بی بی زینب مکہ سے ہجرت کر کے ابو العاص کے بھائی کنانہ کے ساتھ مدینہ آرہی تھیں اور حاملہ تھیں اونٹ پر سوار تھیں۔ ہبار بن اسود نے انہیں نیزہ مارا جس سے وہ محمل سے گر پڑیں اور حمل ساقط ہو گیا۔ کنانہ ہبار وغیرہ پر تیر اندازی کرتا رہا۔ لیکن ابو سفیان کے سمجھانے پر کہ اب انہیں واپس لے آؤ۔ رات کے وقت چپکے سے مدینہ کو لے جانا۔ زید بن حارث مدینہ سے جا کر رات کے وقت ان کو لے آئے۔ آنحضرتؐ فرمایا کرتے تھے۔ ھی افضل بناتی اصیبت فی۔ یہ میری بیٹیوں سے افضل ہے اسے میری وجہ سے تکلیف پہنچائی گئی۔

ابو العاص کا اسلام

اس کے بعد ابو العاص شام سے ایک قافلہ میں آرہا تھا کہ وہ گرفتار ہو کر مدینہ میں لایا گیا۔ بی بی زینب نے اسے پناہ دی۔ اس پر آنحضرتؐ نے اپنی صاحبزادی سے فرمایا تو مسلمہ ہے اور ابو العاص غیر مسلم اس لئے تمہارا نکاح فسخ ہو چکا ہے۔

ابو العاص کا کچھ مال سریہ نے لیا تھا وہ سب واپس کر دیا گیا۔ ابو العاص مکہ میں واپس آیا۔ اور اس نے جن اشخاص کا کچھ دینا تھا دیا پھر اس کے بعد اسلام قبول کر کے مدینہ میں آیا تو آپؐ نے چھ برس کے بعد بی بی زینب کو ان کے نکاح اول ہی پر جو غیر اسلامی زمانہ میں ہوا تھا لوٹا دیا۔ ردعلیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زینب علی النکاح الاول ولم یحدث شیئا (۱)

آنحضرت کا بی بی زینب کو ابو العاص کی جانب ان کے نکاح اول کی بنا پر لوٹانا

دوسری حدیث مرویہ حجاج بن ارطاۃ جس میں مہر جدید اور نکاح جدید کے ساتھ

---

(۱) البدایہ والنہایہ جلد ۳ ص ۳۲۲ ھذا الحدیث۔ قد رواہ الامام احمد و ابوداؤد والترمذی وابن ماجہ

Marfat.com

واپس کئے جانے کا ذکر ہے۔ضعیف ہے۔ اس لئے کہ حجاج نے عمرو بن شعیب سے نہیں سنا دار قطنی کے نزدیک بھی وہ حدیث غیر ثابت ہے (۱)

غزوہ بنی قینقاع

۳۔غزوہ بنی قینقاع۔شوال ۲ھ میں ہوا۔ بنی قینقاع یہودی تھے۔یہود میں ان سے ان سے بڑھ کر کوئی بہادر نہ تھا۔یہ سنار تھے۔انہوں نے غزوہ بدر میں اس عہد و میثاق کو جو مسلمانوں سے ہوچکا تھا توڑ دیا۔ انہی کے متعلق آیت واما تخافن من قوم خیانتہ فانبذ الیھم علی سواء نازل ہوئی تھی۔ اس کے علاوہ عرب کی ایک عورت دودھ دوھا ہوا بنی قینقاع کے بازار میں بیچنے کے لئے آئی اور ایک سنار کے پاس جو ان میں سے تھا بیٹھ گئی انہوں نے اسے چہرہ برہنہ کرنے کے لئے کہا اس نے انکار کیا۔سنار نے اس کے کپڑے کا کنارہ اس کی پشت سے باندھ دیا۔جب وہ اٹھی تو اس کا چہرہ ننگا ہوگیا یہ سب ہنس پڑے اور اس عورت نے چیخ ماری۔ایک مسلمان یہ واقع دیکھ رہا تھا۔اس نے یہودی سنار کو قتل کر دیا۔یہودیوں نے اکٹھے ہو کر اس مسلمان کو جان سے مار ڈالا۔اس پر مسلمانوں اور بنی قینقاع میں جنگ چھڑ گئی۔آنحضرتؐ نے بنی قینقاع کا ۱۵ دن تک بڑا سخت محاصرہ کیا۔ آخر کار اس امر پر فیصلہ ہوا کہ عورتیں بچے وہ لے جائیں اور ان کا مال مسلمانوں کو ملے۔ اسیران جنگ جو گرفتار ہو چکے تھے آزاد کر دیئے جائیں۔چنانچہ اس پر عمل ہوا۔ (۲)

ابوسلمہ مخزومی کا سریہ

۴۔سریہ ابی سلمہ بن عبدالاسد مخزومی۔یہ سریہ ہجرت کے پینتیسویں مہینے یعنی ۲ سال گیارہ ماہ میں ہوا تھا۔جبکہ محرم کا مہینہ تھا۔ ابوسلمہ کو غزوہ احد میں زخم لگا تھا جب وہ اچھے ہوئے تو ان کو ۱۵۰ آدمیوں کا امیر بنا کر بنی اسد کی جانب بھیجا گیا۔اس لئے کہ وہ دوسرے لوگوں کو ملا کر آنحضرتؐ کے خلاف اعلان جنگ کرتے رہتے تھے اس سریہ نے میدان پر حملہ کرکے قبضہ کر لیا اور صرف تین چرواہے غلام گرفتار کر

۱؎ بدایہ ونہایہ جلد ۳ ص ۳۲۳ ۲؎ طبقات ابن سعد جلد ۲ غزوہ بنی قینقاع۔البدایہ جلد ۴ ص ۳

Marfat.com

لئے باقی سب بچ نکلے ان غلاموں میں سے ایک غلام آنحضرتؐ نے پسند کیا (۱) یہ فتح مکہ ۸ھ نزول آیت من وفداء سے پہلے کا واقعہ ہے۔ اوپر گذر چکا ہے کہ آنحضرتؐ نے غلام آزاد کر دیئے تھے۔

ابو سلمہ کے وفات پانے پر ان کے بیٹے سلمہ زندہ تھے۔ ان کی ولایت سے ان کی ماں ام سلمہ کا نکاح آنحضرتؐ سے ہوا۔ جو شخص متعدد غزوات و سرایا میں اسلامی خدمات ادا کر چکا ہو۔ اس کی بیوہ اور اس کے بچوں کی سرپرستی اور ان کی ہمدردی کا اس سے زیادہ کیا ثبوت ہو سکتا ہے کہ آنحضرتؐ نے ام سلمہ سے نکاح کر لیا۔

غزوہ مریسیع

۵۔ غزوہ مریسیع۔ شعبان ۵ھ میں مریسیع پر جو بنی مصطلق کا کنواں تھا۔ اس طرح ہوا کہ بنی مصطلق کے یہودیوں نے جن کا سردار حارث بن ابی ضرار تھا۔ آنحضرتؐ کے خلاف اعلان جنگ کیا آپؐ نے مدینہ سے چلتے وقت زید بن حارثہ (غلام) کو اپنا قائمقام بنایا۔ مشرکین میں سے کوئی شخص نہیں بچا۔ دس قتل ہوئے اور باقی سب گرفتار انہی میں حارث مذکور کی بیٹی جویریہ تھیں۔

سب اسیران جنگ آزاد کر دیئے گئے

آنحضرتؐ نے جویریہ کو آزاد کر کے ان سے نکاح کر لیا اور اس نکاح کا یہ اثر ہوا کہ بنی مصطلق کے سب اسیران جنگ آزاد کر دیئے گئے تفصیل اوپر گذر چکی۔

غزوۂ احزاب کیوقت مہاجرین و انصار کے پاس کوئی غلام نہ تھا

۶۔ غزوۂ احزاب جسے غزوۂ خندق بھی کہا جاتا ہے۔ شوال ۵ھ میں ہوا اس غزوہ کے حالات سے معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت تک جو غلام کسی غزوہ میں آئے تھے وہ سب آزاد کئے جا چکے تھے صحیح بخاری جلد ۳ باب غزوہ الخندق میں مذکور ہے۔

فاذا المهاجرون والانصار يحفرون في غداة باردة فلم يكن لهم عبيد يعملون ذلك لهم	مہاجر اور انصار ٹھنڈی صبح کیوقت خندق کھودتے تھے ان کے پاس غلام نہ تھے جو ان کے لئے کام کرتے۔

لہ طبقات ابن سعد ص۳۶ بدایہ جلد ۴ ص ۶۱

Marfat.com

۷۔ غزوۂ بنی قریظہ۔ ذی قعدہ ۵ھ۔ میں آنحضرتؐ نے صحابہ سے فرمایا عصر کی نماز بنی قریظہ میں پڑھو۔ اس پر بعض صحابہ نے بنی قریظہ میں پہنچ کر نماز عصر پڑھی حالانکہ اس وقت سورج غروب ہو چکا تھا۔ بعض صحابہ نے راستے میں ہی پڑھ لی۔ آنحضرتؐ نے کسی فریق پر اعتراض نہیں کیا۔ بنی قریظہ کا ۱۵ دن تک محاصرہ کیا۔ اس کے بعد انہیں گرفتار کر لیا گیا۔

قبیلہ اوس بنی قریظہ کا حلیف تھا بنی قریظہ نے سعد بن معاذ کو جو قبیلہ اوس سے تھے ثالث مان لیا جو فیصلہ وہ کریں انہیں منظور ہوگا۔ سعد نے توریت کے حکم کے مطابق فیصلہ صادر کیا کہ بالغ مردوں کو قتل۔ نابالغ بچوں اور عورتوں کو چھوڑ دیا جائے استثناء باب ۲ ورس ۱۶ا میں لکھا ہے۔ | یہود اسیران غزوہ بنی قریظہ کا حضرت سعد ثالث کے اور توریت کے حکم کے مطابق قتل

جب خداوند تیرا خدا اسے تیرے قبضے میں کر دے تو وہاں کے ہر ایک مرد کو تلوار کی دھار سے قتل کر مگر عورتوں اور لڑکوں اور مواشی کو۔"

انہی اسیران جنگ میں حی بن اخطب اور کعب بن اسد رئیسان یہود بھی تھے۔ جو فیصلہ ثالثی مذکور کی رُو سے قتل کئے گئے قتل مذکور آنحضرتؐ کے حکم سے نہیں ہوا۔

ریحانہ بنت عمرو قرظی بھی انہی اسیروں میں تھیں آنحضرتؐ نے ان سے نکاح کر لیا تھا۔ تفصیل اوپر گذر چکی۔

۸۔ بنی سلیم کی جانب زید بن حارث کا سریہ۔ ربیع الثانی ۶ھ میں ہوا۔ قبیلہ مزنیہ کی ایک عورت حلیمہ اور اس کا شوہر دونوں گرفتار ہوئے۔ آپ نے دونوں کو چھوڑ دیا (۱ | زید بن حارث کا بنی سلیم کی جانب سریہ حلیمہ اور اس کے شوہر کی آزادی

۹۔ العیص کی جانب زید بن حارثہ کا سریہ۔ جمادی الاولیٰ ۶ھ میں ہوا آنحضرتؐ نے یہ دستہ زید بن حارثہ کی سرکردگی میں العیص کی جانب بھیجا خبر ملی تھی کہ قریش کا قافلہ آرہا ہے۔ ان کے حالات دریافت کرنے کے لئے سریہ مذکور ستر سواروں کے س | زید بن حارثہ کا العیص کی جانب سریہ

(۱) بدایہ جلد ۴ ص ۱۳

Marfat.com

غزوہ حدیبیہ

صلح حدیبیہ

صحابہ کی آنحضرتؐ سے الہانہ ...

بھیجا گیا۔ لڑائی ہونے پر کچھ آدمی گرفتار کر لئے گئے۔ انہی میں آنحضرتؐ کے داماد ابو العاص بن ربیع تھے۔ انہوں نے آنحضرتؐ کی صاحبزادی زینب سے پناہ طلب کی۔ انہوں نے پناہ دی اور مدینہ میں منادی کرا دی کہ ابو العاص کو پناہ دی گئی۔ ابو العاص ۸ھ فتح مکہ میں مسلمان ہو گئے تھے نہ کہ ۶ھ ہجری میں جیسا کہ واقدی نے لکھا ہے۔

۱۰۔ غزوہ حدیبیہ۔ ذی قعدہ ۶ھ میں ہوا۔ مکہ سے ۹ میل کے فاصلہ پر ایک کنواں کا نام حدیبیہ ہے۔ اس جگہ کی آبادی کو بھی حدیبیہ کہتے ہیں۔ آنحضرتؐ نے دو شنبے کے دن مدینہ پر عبداللہ بن ام مکتوم کو اپنا قائمقام بنایا احرام باندھا اور عباد بن بشر کو بیس مسلمان سواروں کے ساتھ بطور مخبر آگے روانہ کر دیا۔ ۱۴ سو سے لے کر سولہ سو (۱۶۰۰) تک آپ کے ساتھ مسلمان تھے۔ مشرکین مکہ کو خبر ملی تو انہوں نے اس امر پر اتفاق کیا کہ آپ کو مسجد حرام میں داخل نہ ہونے دیا جائے۔ آخر کار اس امر پر صلح ہوئی کہ آپؐ اس سال واپس چلے جائیں آئندہ سال حج کر لیں (۱)

صلح کرانے کے لئے قریش کی جانب سے عروہ آئے تھے۔ انہوں نے صحابہ کی آنحضرتؐ سے جو والہانہ عقیدت دیکھی اسے الفاظ مندرجہ ذیل میں قریش کے پاس جا کر بیان کیا۔

لا یتوضاء الا استبدروا وضوئہ ولا یبصق بصاقاً الا استبدروہ ولا یسقط من شعرہ شی الا اخذوہ	وہ وضو کرتے ہیں تو جو پانی گرتا ہے اسے اٹھا لینے میں جلدی کرتے ہیں۔ جو بال گرتا ہے اُسے اُٹھا لیتے ہیں۔
یا معشر قریش انی قد جئت کسریٰ فی ملکہ وقیصر فی ملکہ والنجاشی فی ملکہ وانی واللہ ما رایت ملکاً فی قومہ قط مثل محمد فی صحابہ۔ بدایہ جلد ۴ ص ۱۶۷	اے قریش کے گروہ میں نے کسریٰ کو اس کے ملک میں اور قیصر کو اس کے ملک میں نجاشی کو اس کے ملک میں دیکھا مگر بخدا میں نے کبھی کسی بادشاہ کی اپنی قوم میں یہ کیفیت نہیں دیکھی جو محمدؐ کی اپنے اصحاب میں ہے

(۱) طبقات ابن سعد جلد ۲ غزوہ حدیبیہ۔ بدایہ جلد ۴ ص ۱۶۵

Marfat.com

اس کے بعد اہل مکہ کے ۸۰ آدمیوں کا ایک دستہ جبل تنعیم سے اس غرض سے اُترا کہ مسلمانوں پر حملہ کردے۔ مگر اسے مسلمانوں نے گرفتار کرلیا اور آنحضرتؐ نے ان اسیروں کو آزاد اور معاف کردیا۔ فعفا عنہم وخلّٰی سبیلہم (۱)

جبل تنعیم کے ۸۰ اسیروں کی آزادی

اس واقعہ کے متعلق قرآن مجید میں مذکور ہے۔ فرمایا

ھو الذی کف ایدیھم عنکم و ایدیکم عنھم ببطن مکۃ من بعد ان اظفرکم علیھم۔	اللہ وہی ہے جس نے ان کے ہاتھوں کو تم سے اور تمہارے ہاتھوں کو ان سے وادی مکہ میں روکے رکھا
پ ۲۶ - فتح - ۲۵	بعد اس کے کہ تم کو ان پر فتح دی۔

حضرت علیؓ بیان کرتے ہیں کہ حدیبیہ کی صلح سے پہلے چند غلام اپنے آقاؤں سے بھاگ کر آنحضرتؐ کے پاس آئے اور مسلمان ہوگئے۔ ان کے آقاؤں نے آنحضرتؐ کو لکھا کہ یہ غلامی سے ڈر کر آئے ہیں۔ ان کو آپؐ کے دین کی طرف میلان نہیں آپؐ ان کو ہمارے پاس لوٹا دیں۔ بعض قریش کے لوگوں نے کہا یہ درست ہے آپؐ انہیں لوٹا دیں اس پر آنحضرتؐ بہت ناراض ہوئے اور فرمایا اے گروہ قریش تم اپنے نفس کی پیروی نہیں چھوڑتے یہانتک کہ خدا تم پر ایسا شخص بھیجے جو تمہاری گردنیں مارے۔ میں ان غلاموں کو نہیں لوٹاؤں گا۔ یہ سب خدا کے آزاد کردہ ہیں۔ ھم عتقاء اللہ۔ ابوداؤد

حدیبیہ کی صلح سے پہلے چند غلاموں کی آزادی

۱۱- غزوہ خیبر- جمادی الاولیٰ ۷ھ خیبر کے معنے قلعہ کے ہیں یہ مقام مدینہ سے آٹھ برد (۹۶ میل) ہے اس جگہ یہود کے سات قلعے تھے اس غزوہ میں ۹۳ یہودی مارے گئے اور ۱۵ صحابی شہید ہوئے۔ زینب بنت حارث نے بکری کا مسموم گوشت آنحضرتؐ کو بھیجا۔ آپؐ نے اس سے تعرض نہیں کیا۔ لیکن دو تین دن کے بعد بشیر زہر کے اثر سے وفات پا گئے تو زینب کو قصاص میں قتل کردیا گیا۔ کنانہ محمود بن سلمہ کے قصاص میں قتل ہوا اور کوئی اسیر جنگ قتل نہیں کیا گیا جو

غزوہ خیبر

کنانہ اسیر جنگ کا قصاص میں قتل

۱؎ بدایہ جلد ۴ ص۱۶۷ صحیح مسلم جلد ۲ ص۱۱۶

عورتیں اور بچے گرفتار ہوئے۔ انہی عورتوں میں صفیہ بنت حی بن اخطب تھیں جن کا ذکر اوپر گذر چکا۔

۱۲۔ حضرت ابوبکر صدیق کا بنی فزارہ کی جانب سریہ۔ شعبان ۷ھ میں ہُوا سلمہ بیان کرتے ہیں کہ میں بنی فزارہ کی ایک عورت کو جو بڑی حسین تھی گرفتار کر کے لایا۔ حضرت ابوبکر صدیق نے وہ سلمہ کو اس کے حصے سے زیادہ بطور نفل دی۔ جب آنحضرتؐ کو معلوم ہُوا تو آپؐ نے سلمہ سے فرمایا یہ عورت مجھے دے دو۔ آپؐ نے اسے مسلمان قیدیوں کے فدیہ میں اہل مکہ کو دے دیا اور اس طرح مسلم اسیرانِ جنگ کو آزاد کرایا (۱) نفدی اهم رسول الله بتلك المرأة ۔ مسلم بیہقی۔

۱۳۔ فتح مکہ۔ رمضان ۸ھ صرف قریش کی ایک جماعت نے جس میں صفوان بن امیہ۔ سہیل بن عمرو اور عکرمہ بن ابی جہل تھے آنحضرتؐ کو مکہ میں داخل ہونے سے روکا ۲۴ آدمی قریش کے مارے گئے اور چار آدمی ھذیل کے باقی بہت بُری طرح بھاگ گئے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا میں نے قتال سے منع کیا تھا۔ مگر یہ خدا کی مرضی ہے مکہ فتح ہونے کے بعد آنحضرتؐ نے خطبہ پڑھا۔ جس کے چند جملے یہ ہیں :۔

یا معشر قریش ان الله قد اذهب عنكم نخوة الجاهلية وتعظمها بالآباء۔	اے گروہ قریش اللہ نے تم سے جاہلیت کی نخوت اور باپ دادا پر فخر کرنے کو دور کر دیا ہے۔
الناس من آدم وآدم من تراب۔	سب انسان آدم سے ہیں اور آدم مٹی سے ہے
یا ایها الناس انا خلقنکم من ذکر و انثى	اے انسانو بیشک ہم نے تم کو مرد اور عورت سے پیدا کیا۔
اذهبوا انتم الطلقاء (۱)	جاؤ تم سب آزاد ہو۔

فتح مکہ کے بعد کسی شخص کو قتل نہیں کیا گیا صرف ابن اخطل اور مقیس کو قصاص میں مارا گیا تھا۔ یہی وہ ہجرت کا آٹھواں سال ہے جس میں سورہ محمد کی آیت من و فداء

ل بدایہ جلد ۴ ص ۶۷ ۔ صحیح مسلم جلد ۲ ص ۱۱۶ ۔ ۲ بدایہ ونہایہ جلد ۴ ص ۳۰۱ ۔ طبقات ابن سعد جلد ۲

Marfat.com

نازل ہوئی۔ جس کی رُو سے غلامی کو ہمیشہ کے لئے دُور کر دیا گیا۔ اگر ۸ھ سے پہلے غزوہ یا سریہ میں کسی اسیر جنگ کو غلام یا لونڈی بنایا گیا یا قتل کیا گیا تو وہ قابل اعتراض نہیں اس لئے کہ وہ آیت دافع استرقاق کے نازل ہونے سے پہلے کا واقعہ تھا۔ آیت مذکورہ کے نزول ۸ھ کے بعد کسی غزوہ اور سریہ میں کسی اسیر جنگ کو نہ غلام بنایا گیا اور نہ لونڈی۔ تفصیل حسب ذیل ہے۔

۱۴۔ غزوہ حنین شوال ۸ھ میں ہوا اس غزوے کو غزوہ ہوازن بھی کہتے ہیں حنین مکہ سے تین رات کے فاصلہ پر مکہ اور طائف کے درمیان ایک وادی ہے اور ہوازن ایک بڑے قبیلے کا نام ہے۔ مکہ فتح ہو جانے کے بعد ہوازن اور ثقیف کے اشراف و رؤسا ایک دوسرے کے پاس گئے اور انہوں نے اتفاق کر کے بغاوت کر دی ان کو مالک بن عوف نے جمع کیا تھا جو نوجوان تھا۔ یہ سب لوگ اوطاس میں اترے۔ آنحضرتؐ ان کے حملہ کی طیاری کی خبر پاکر ۶ شوال کو شنبہ کے دن بارہ ہزار مسلمانوں کے ساتھ اوطاس کی جانب روانہ ہوئے۔ ان میں دو ہزار اہل مکہ اور دس ہزار اہل مدینہ تھے۔ اس غزوہ کا قرآن مجید کی سورۂ برأت میں مذکور ہے۔ ویوم حنین اذا اعجبتکم کثرتکم الآیہ

غزوہ حنین

آنحضرتؐ نے لڑائی میں عورتوں اور بچوں کے قتل سے منع فرمایا چھ ہزار اشخاص گرفتار ہوئے۔ فتح حنین کے بعد ہوازن کا ایک وفد حاضر ہوا جس کا سردار زہیر تھا۔ اور ان میں آنحضرتؐ کا رضاعی چچا ابوزرقان بھی تھا۔ انہوں نے قیدیوں کے متعلق عرض کیا کہ آپؐ ان پر احسان کریں۔ اس پر آپؐ نے ان سب اسیرانِ جنگ کو جن کی تعداد چھ ہزار تھی فی الفور آزاد کر دیا۔ ان کی عورتیں اور بچے بھی ان کو واپس کر دیئے۔ اور ہر اسیر جنگ کو قبطی کپڑا دیا (۱)

۶ ہزار اسیران جنگ کی آزادی اور ہر اسیر کو قبطی جامہ کی عطا

ؔ۱ طبقات ابن سعد جلد ۲ ۔ غزوہ حنین

غزوہ اوطاس میں ہر چیز کی واپسی

۱۵- غزوہ اوطاس۔ آنحضرتؐ نے منادی کرادی تھی کہ جس شخص نے جو لیا ہے وہ
پس کردے۔ یہاں تک کہ سوئی تک بھی نہ رہے۔

من اخذ شیئاً فلیردہ حتی الخیاط - مواہب لدنیہ جلد ۲ ص ۳۰۱

جب مشرکوں کو غزوہ حنین میں ہزیمت ہوئی تو وہ اپنے سردار مالک بن عوف
ے کر طائف کی طرف گئے۔ بعض نے اپنی کچھ فوج اوطاس میں اور بعض نے نخلہ میں اتاری
اوطاس ہوازن کے علاقے میں حنین اور طائف کے درمیان ایک وادی ہے
س جگہ درید بن صمہ کے ساتھ ابو عامر اشعری کی لڑائی ہوئی یہ شہید ہوئے۔ پھر ابو موسےٰ
شعری نے مشرکوں کو شکست دی اور فتح حاصل ہوئی۔ اس لڑائی میں شیماء آنحضرتؐ
ی رضاعی بہن اسیر جنگ تھیں آپؐ نے انہیں آزاد کیا۔ چند اونٹ اور بکریاں
یں اور ان کو ان کے گھر پہنچادیا۔

آنحضرت کی رضاعی بہن شیماء کی آزادی

ایک روایت ابو سعید خدری سے منقول ہے کہ جو مشرک عورتیں غزوہ اوطاس
یں گرفتار ہو کر آئیں۔ ان سے مقاربت کو اس بنا پر ناگوار سمجھا جاتا تھا کہ ان کے
مشرک شوہر زندہ ہیں اس پر آیت والمحصنات من النساء الا ما ملکت ایمانکم
نازل ہوئی اس آیت کے نازل ہونے پر ہم نے ان عورتوں کو اپنے لئے حلال سمجھا۔
یہ روایت قابل استدلال واستناد نہیں۔ اس لئے کہ لڑائی میں گرفتار ہو کر آجانے
سے کسی مشرک عورت کا نکاح فسخ نہیں ہو جاتا۔ فرمایا

آیت والمحصنات من النساء الآیۃ کے محل نزول کے متعلق ابو سعید خدری سے مروی روایت کا ناقابل استدلال ہونا

ولا تمسکوا بعصم الکوافر ممتحنہ ۱۰ | اور کافر عورتوں کے نکاح کو نہ روک رکھو۔

تفصیل اوپر والمحصنٰت من النسآء الا ما ملکت ایمانکم کی تفسیر میں گذر چکی ہے
جب لڑائی میں گرفتاری اسیرانِ مشرک کے سابق نکاح کو فسخ نہیں کرتی تو اس
نکاح کی موجودگی میں مقاربت کیسے جائز ہو سکتی ہے۔ اگر مشرکہ کا سابق شوہر بھی
مسلمان ہو جائے تو دونوں کا سابق نکاح ہی باقی رہتا ہے۔ بلکہ آنحضرتؐ کی صاحبزادی

Marfat.com

زینب کا نکاح اول جو ۶ برس پہلے ابو العاص کے ساتھ اس کے زمانہ کفر میں ہوا تھا۔ بحال رکھا گیا۔

غزوۂ طائف

۱۶۔ غزوۂ طائف۔ شوال ۸ھ میں ہوا فوج مذکور شکست کھا کر اوطاس سے بھاگی اور طائف میں آ کر جمع ہو گئی۔ طائف ایسا شہر تھا۔ جس کے گرد چار دیواری تھی قبیلہ ثقیف کی اس جگہ سکونت تھی۔ بنی ثقیف نے اپنے قلعے کی مرمت کی اور اس میں اتنا سامان جمع کر لیا جو سال بھر کے لئے کافی تھا۔ آنحضرتؐ قلعہ طائف کے قریب اُترے تو قلعہ کے اندر سے مسلمانوں پر سخت تیر اندازی کی گئی جس سے چند زخمی اور بارہ شہید ہوئے عبداللہ بن ابوبکر کی دس جگہ تیر لگنے سے شہادت ہوئی (۱) ۲۰ دن تک محاصرہ رہا مگر شہر فتح نہ ہوا۔ اس لئے محاصرہ ختم کر دیا گیا۔ آنحضرتؐ نے

قلعہ طائف سے آنیوالے غلاموں کی آزادی

اثناء محاصرہ میں منادی کروا دی تھی کہ جو غلام ہمارے پاس قلعہ سے اتر آئیگا وہ آزاد ہے۔ من خرج الینا من العبید فھو حر۔ اس پر حارث بن کلدہ کا غلام ابوبکرہ مضطجع (آنحضرتؐ نے اس کا نام مغیث رکھا) یحنس۔ وردان۔ اعلان مذکور سن کر بارگاہِ نبوت میں حاضر ہوئے۔ آپؐ نے ان سب کو آزاد کر دیا۔ اہل طائف کے ایک وفد نے حاضر ہو کر عرض کیا کہ ہمارے وہ غلام جو کہ آپؐ کے پاس آئے ہیں ہمیں لوٹا دیں۔ رد علینا رقیقنا الذی اتوک۔ آپؐ نے فرمایا وہ لوٹائے نہیں جا سکتے وہ خدا کے آزاد کردہ ہیں۔ لا اولئک عتقاء اللہ (۲)

خالد بن ولید کا بنی جذیمہ کی طرف سریہ

۱۷۔ خالد بن ولید کا سریہ بنی جذیمہ کی طرف۔ فتح مکہ کے بعد شوال ۸ھ میں واقع ہوا۔ ان کے ساتھ ۳۵۰ مہاجر و انصار تھے۔ آنحضرتؐ نے ان کو بنی جذیمہ کی طرف تبلیغ اسلام کے لئے بھیجا تھا نہ کہ قتال کے لئے (۳) خالد نے موقع پر پہنچ کر

۱؎ طبقات ابن سعد جلد ۲ غزوہ حنین ۲؎ طبقات ابن سعد جلد ۲ غزوہ حدیبیہ ۳؎ داعیاً الی الاسلام ولم یبعثہ مقاتل فخرج فی ثلاث مائۃ وخمسین رجلاً ۲؎ حوالہ مذکور ص ۱۰۵

Marfat.com

بنی جذیمہ سے پوچھا تم کون ہو انہوں نے کہا صباغا (ہم اپنے دین سے نکل گئے اور مسلمان ہو گئے ہیں) حضرت خالد نے اقرار مذکور کو کافی نہ سمجھا سب کو گرفتار کر کے اپنے ساتھیوں میں تقسیم کر دیا اور صبح کو حکم دیا کہ ہر شخص اپنے اسیر کو قتل کر دے لیکن مہاجرین و انصار نے حکم مذکور کی تعمیل نہیں کی اور اپنے اسیروں کو آزاد کر دیا (۱)

حضرت عبداللہ بن عمر نے فرمایا

بخدا میں اپنے اسیر کو قتل نہیں کرونگا اور نہ کوئی میرے ساتھیوں میں سے اپنے کسی اسیر کو قتل کرے گا (۲)

جب آنحضرتؐ کو واقعہ مذکورہ کی خبر پہنچی تو آپؐ نے دو مرتبہ فرمایا

اللھم انی ابرا الیک مما صنع خالد	اے خدا جو کچھ خالد نے کیا ہے میں اس کے متعلق تیرے حضور میں بری ہوں
طبقات کبیر ابن سعد جلد ۲ ص ۱۰۵	

آنحضرتؐ نے ایک مرتبہ خالد کی غلط فہمی کی نسبت جو ان کو لفظ صبانا کے استعمال سے واقع ہوئی اور دوسری مرتبہ قتل اساری کے متعلق بریت مذکور کا اظہار فرمایا تھا۔ اس کے بعد آپؐ نے حضرت علی کو بھیجا کہ وہ ہر مقتول کی دیت ادا کریں اور جو نقصان ہوا ہے اس کی تلافی کر دیں (۳)

فتح مکہ کے بعد حضرت خالد کا فعل آیت من و فداء کا ناسخ نہیں ہو سکتا۔ بلکہ آنحضرتؐ کا خالد کے فعل سے بریت کا اظہار اس امر کی دلیل ہے کہ اسیروں کا قتل جائز نہیں انہیں معاوضہ لے کر یا احسان رکھ کر چھوڑ دینا چاہئے۔

حضرت خالد کے فعل کے مقابل میں مہاجرین و انصار اور حضرت عبداللہ بن عمر کا

۱؎ واما المہاجرون والانصار فارسلوا اسارھم۔ طبقات ابن سعد جلد ۲ غزوہ حدیبیہ ۲؎ واللہ لا اقتل اسیری ولا یقتل رجل من اصحابی اسیرہ۔ صحیح بخاری ۳؎ بعث علی ابن ابی طالب فودی لھم قتلاھم وما ذھب منھم حوالہ مذکور

اسیروں کے قتل سے انکار اس امر کا قوی ثبوت ہے کہ آیت من وفداء نازل ہونے کے بعد صحابہ جانتے تھے کہ اسیروں سے من وفداء کا برتاؤ ہونا چاہیئے نہ کہ قتل کا

حضرت علی کا قبیلہ طے کی جانب سریہ

۱۸۔ قبیلہ طے کی جانب حضرت علیؓ کا سریہ۔ ربیع الآخر ۹ھ میں ہوا۔ قبیلہ طے کا بت الفلس تھا۔ جس کی وہ پرستش کیا کرتے تھے۔ آنحضرتؐ نے حضرت علی کو ڈیڑھ سو انصار کے ساتھ بت مذکور کو توڑنے کے لئے بھیجا۔ انہوں نے جا کر صبح کے وقت بت مذکور کو توڑ دیا۔ حاتم طائی اسی قبیلے سے تھا۔ لڑائی میں آل حاتم طائی اسیر ہوئی۔ ان میں حاتم طائی کی بیٹی بھی تھی جو عدی بن حاتم کی بہن تھی۔ جب یہ سب

حاتم طائی کی بیٹی کی آزادی

مدینے میں لائے گئے تو آنحضرتؐ نے آل حاتم کو چھوڑ دیا (۱) حاتم کی بیٹی دانشمند اور جوان عمر تھی۔ اس نے آنحضرتؐ سے عرض کیا یارسول اللہ هلك الوالد وغاب الوافد کہ میرا باپ مر گیا اور کوئی آنے والا قاصد بھی نہیں۔ آپؐ نے فرمایا وافد کون ہے عرض کیا عدی بن حاتم فرمایا وہ تو اللہ اور اس کے رسول سے بھاگ گیا ہے۔ آپؐ نے فرمایا جلدی مت کرو اپنی قوم کا کوئی معتبر آدمی معلوم کرو تو میں تمہیں اس کے ساتھ بھیجدوں گا۔ میں نے عرض کیا کہ فلاں جماعت شام کو جا رہی ہے۔ ان میں فلاں شخص معتبر اور ثقہ ہے۔ اس پر آپ نے مجھے کپڑے پہنائے سواری دی اور خرچ دیا۔ میں اُن کے ساتھ شام میں اپنے بھائی عدی بن حاتم کے پاس پہنچ گئی۔ جو کہ

عدی بن حاتم کا اسلام

سریہ متذکرہ صدر سے ڈر کر شام کو بھاگ گیا تھا۔ میں نے اپنے بھائی عدی کو تمام سرگذشت سنائی۔ اور آں حضرتؐ کے حسن سلوک کا ذکر کیا اور یہ مشورہ دیا۔ کہ تمہیں بہت جلدی اُنکی بارگاہ رسالت میں حاضر ہو جانا چاہیئے۔ اس لئے کہ اگر وہ پیغمبر ہیں تو تمہیں اُن کے پاس پہلے پہنچنے میں فضیلت ہے۔ اگر بادشاہ ہیں تو بھی آپ کو یمن میں حاکم رہنے کا فائدہ ہوگا۔ عدی نے کہا کہ مجھے یہ رائے پسند آئی۔ اور میں مدینہ کی جانب روانہ ہو گیا۔ جب آنحضرتؐ کے حضور حاضر ہُوا۔ تو اُس وقت آپؐ

لہ طبقات ابن سعد جلد ۲ صفحہ ۱۱۸

Marfat.com

مسجد میں تھے۔ میں نے سلام عرض کیا۔ فرمایا۔ تم کون ہو؟ عرض کیا۔ حاتم طائی کا بیٹا عدی۔ یہ سن کر آپؐ اُٹھے اور مجھے اپنے گھر لے چلے۔ اسی اثنا میں ایک بڑی ضعیف عورت آنحضرتؐ سے اپنی ضرورت کے متعلق ذکر کرنے لگی۔ اور اُس نے آپؐ کو بہت دیر تک ٹھہرا رکھا۔ آپؐ کا یہ پسندیدہ خلق دیکھ کر میں نے دل میں کہا ماھذا بملك یہ بادشاہ نہیں۔ پھر میں آپؐ کے ساتھ آپؐ کے گھر کو گیا تو آپؐ نے میرے لئے چمڑے کا ایک گدیلا جو کھجور کی چھال سے بھرا ہوا تھا۔ بچھا دیا۔ فرمایا اس پر بیٹھ جاؤ۔ میں نے عرض کیا آپؐ اس پر تشریف رکھیں فرمایا نہیں آپؐ کے مکرر فرمانے پر میں اس پر بیٹھ گیا اور آپؐ زمین پر بیٹھ گئے یہ منظر دیکھ کر میں نے اپنے جی میں کہا واللہ ما ھذا بامر ملك۔ بخدا یہ بادشاہ کا کام نہیں۔ پھر آپؐ نے فرمایا عدی کیا تم رکوسی نہ تھے۔ رکوسیہ نصاریٰ اور صابیوں کے درمیان ایک مذہب ہے عرض کیا ہاں فرمایا کیا تم اپنی قوم میں مرباع (۱) میں سیر نہیں کرتے تھے۔ عرض کیا ہاں فرمایا یہ تو تمہارے رکوسی دین میں جائز نہ تھا۔ عدی بیان کرتے ہیں۔ کہ میں نے یہ سن کر جان لیا انہ مرسل یعلم مایجھل کہ یہ نبی مرسل ہیں۔ غیر معلوم چیز ان کو معلوم ہے۔ پھر آپؐ نے فرمایا عدی تم دین اسلام میں اس لئے داخل نہیں ہوتے کہ مسلمان مالدار نہیں اور ان کے دشمن بہت ہیں۔

خدا کی قسم ایسا زمانہ آنے والا ہے کہ کوئی شخص مال لینے والا نہ ہوگا اور ایک عورت قادسیہ سے اونٹ پر سوار ہو کر کعبہ کے حج کو آئے گی اور اسے کچھ خوف نہ ہوگا۔ تمہیں یہ بھی خیال ہے کہ بادشاہ اس مذہب میں نہیں ہیں۔ بخدا بابل کے سفید محلات فتح کئے جائیں گے یہ سن کر میں اسلام لایا ابھی دو تین برس نہیں گذرے تھے کہ میں نے پیشین گوئی کو دیکھا کہ وہ پوری ہو گئی (۲) عدی نے

۱؎ مرباع ایسی زمین کو کہتے ہیں۔ جو موسم بہار کے شروع میں نباتات اگائے اور جاہلیت میں غنیمت کے ۱/۴ حصہ کو بھی کہتے ہیں

۲؎ بدایہ جلد ۵ ص ۶۴

Marfat.com

مسلمان ہو کر کوفہ میں اقامت اختیار کر لی اور جنگ جمل میں حضرت علیؓ کے ساتھ تھے ان کی ایک آنکھ پھوٹ گئی تھی۔ وہ صفین اور نہروان کی لڑائیوں میں بھی شامل تھے ۶۷ھ میں ۱۲۰ برس کی عمر میں وفات پاگئے۔

آنحضرتؐ کا آل حاتم کو گرفتار ہونے کے بعد آزاد کر دینا اور حاتم کی بیٹی سے اچھے سلوک کرنے کا نتیجہ عدی کا اسلام ہے۔

عینیہ فزاری کا بنی تمیم کی طرف بعث

۱۹۔ عینیہ بن حصین فزاری کا بعث بنی تمیم کی طرف ۹ھ میں ہوا۔

آنحضرتؐ نے محرم ۹ھ میں بشر بن سفیان کعبی کو خزاعہ کے بنی کعب کی جانب صدقات وصول کرنے کے لئے بھیجا۔ جب بشر نے بنی کعب سے صدقات وصول کر لئے تو بنی تمیم نے دیکھا کہ وہ بہت سا مال ہے اس لئے انہوں نے بنی کعب کو زکواۃ ادا کرنے سے روک دیا۔ بنی کعب نے کہا ہم مسلم ہیں ہمارے دین میں زکواۃ ادا کرنا فرض ہے۔ بنی تمیم نے کہا کہ ہم ایک اونٹ تک نہیں جانے دیں گے بشر نے مدینہ میں آکر آنحضرتؐ کو خبر دی آپؐ نے عینیہ بن حصین فزاری کو پچاس سواروں کے ساتھ بھیجا ان میں کوئی مہاجر یا انصاری نہ تھا۔ جب بنی تمیم نے ان کو دیکھا تو وہ بھاگ گئے ان میں سے گیارہ مرد گیارہ عورتیں تیس بچے گرفتار ہوئے۔ ان اسیران جنگ میں

سب اسیروں کی آزادی

دس ان کے رئیس تھے۔ جن میں قیس بن عاصم عطارد بن حاجب زبرقان بن بدر اقرع بن حابس بھی تھے۔ ان کو دیکھ کر عورتیں اور بچے رونے لگے۔ ان آدمیوں نے آنحضرتؐ کو پکارا آیت ان الذین ینادونک من وراء الحجرات الآیۃ انہی کے متعلق اُتری تھی۔ جب آنحضرتؐ مسجد میں تشریف لائے۔ تو ان کے خطیب عطارد بن حاجب نے خطبہ پڑھا۔

آنحضرتؐ نے ثابت بن قیس کو حکم دیا انہوں نے خطبہ مذکور کا جواب دیا اس کے بعد ان کا شاعر اقرع بن حابس کھڑا ہوا اور اس نے مندرجہ ذیل دو شعر پڑھے۔

Marfat.com

اتیناک کے ما یعرف الناس فضلنا — اذا خالفونا عند ذکر المکارم

وانا رؤس الناس فی کل معشر — وان لیس فی ارض الحجاز کدارم

آنحضرتؐ نے حسان کو جواب دینے کیلئے فرمایا حسان نے متذکرہ ذیل دو شعر پڑھے۔

بنی دارم لا تفخروا ان فخرکم — یعود وبالاً عند ذکر المکارم

هبلتم علینا تفخرون وانتموا — لنا خول ما بین قن وخادم

آنحضرتؐ نے تمام اسیرانِ جنگ کو آزاد کر دیا اور انعام عطا کیا۔

رد علیہم السبی وامر لہم بالجوائز خمیس جلد ۲ ص ۳۲ | گرفتاروں کو واپس کیا اور انعام کا حکم دیا۔

غزوۂ تبوک ۲۰۔ غزوۂ تبوک۔ رجب ۹ھ میں ہوا۔ تبوک مدینہ اور دمشق کے وسط میں
ہے۔ یہ آنحضرتؐ کا آخری غزوہ ہے۔ جب آپؐ کو معلوم ہوا کہ ہرقل رومیوں کو بڑی تعداد میں جمع کر رہا ہے اور اس کا مقدمۃ الجیش بلقاء تک پہنچ گیا ہے۔ تو آپؐ نے مجاہدین پر حضرت ابوبکر صدیق کو امیر بنا کر دفاع کے لئے بھیجا۔ ہرقل اس وقت حمص میں تھا۔ آنحضرتؐ نے خالد بن ولید کو ۴۲۰ سواروں کے ساتھ رجب ۹ھ میں بطور سریہ اکیدر بن عبدالملک کی طرف روانہ کیا جو مدینے سے ۱۵ رات کی مسافت پر تھا۔ اکیدر قبیلہ کندہ سے تھا۔ اور اُن کا بادشاہ ہو گیا تھا۔ نصرانی تھا۔ خالد نے حملہ کر کے اکیدر اور اس کے بھائی کو گرفتار کر لیا۔ پھر مدینہ میں آنحضرتؐ کے پاس حاضر کیا
اکیدر نے... کے بھائی کی آزاد... اکیدر نے جزیہ پر صلح کر لی۔ آنحضرتؐ نے اکیدر کے بھائی کو آزاد کر دیا۔ اور جس فرمان میں صلح کے شرائط درج تھے۔ اس پر آنحضرتؐ نے اپنے انگوٹھے کا نشان لگا دیا تھا (۱)

۱؎ طبقات ابن سعد جلد ۲ غزوہ تبوک

علاء الدین [illegible] موتی

ذخیرہ محمد اقبال مجددی لاہور

ماخذ

جو کتابیں عام طور پر ماخذ ہیں ان کے نام مع مصنفوں کے سن وفات کے بہ ترتیب درج ہیں۔

کتاب	مصنف مع سن وفات، ہجری
اصول تفسیر	
لباب النقول فی اسباب النزول	جلال الدین سیوطی المتوفی ۹۱۱ھ
اتقان فی علوم القرآن	″
تفسیر	
تفسیر ابن جریر	ابو جعفر بن جریر طبری المتوفی ۳۱۰ھ
احکام القرآن	ابو بکر رازی المتوفی ۳۷۰ھ
تفسیر کشاف	محمود بن عمر زمخشری المتوفی ۵۳۸ھ
احکام القرآن	قاضی ابن عربی الاشبیلی المالکی المتوفی ۵۴۲ھ
مجمع البیان (تفسیر شیعہ)	شیخ ابو علی فضل بن حسن طبرسی مشہدی المعروف طبرسی کبیر المتوفی ۵۴۸ھ
تفسیر کبیر	امام فخر الدین رازی المتوفی ۶۰۶ھ
تفسیر ابن کثیر	ابو الفداء حافظ ابن کثیر دمشقی المتوفی ۶۰۶ھ
انوار التنزیل معروف تفسیر بیضاوی	قاضی ناصر الدین الشافعی الشیرازی المتوفی ۶۹۱ھ
فتوحات الہیہ معروف حاشیہ جمل	علامہ سلیمان بن عمر عجیلی الشافعی المتوفی ۱۲۰۴ھ
جواہر القرآن	شیخ طنطاوی جوہری المتولد ۱۲۸۷ھ
حدیث	
مسن[illegible]	[illegible]بن حنبل شیبانی المروزی المتوفی ۲۴۱ھ

سنن دارمی	ابو محمد عبد اللہ بن عبد الرحمن تمیمی سمرقندی المتوفی سنہ ۲۵۵ھ
صحیح بخاری	حافظ محمد اسمٰعیل بخاری المتوفی سنہ ۲۵۶ھ
صحیح مسلم	ابو الحسن مسلم بن حجاج نیشاپوری المتوفی سنہ ۲۶۱ھ
سنن ابن ماجہ	ابو عبد اللہ بن ماجہ قزوینی المتوفی سنہ ۲۷۳ھ
سنن ابو داؤد	ابو داؤد بن اشعث سجتانی المتوفی سنہ ۲۷۵ھ
سنن نسائی	ابو عبد الرحمٰن نسائی خراسانی المتوفی سنہ ۳۰۳ھ
فروع کافی (حدیث شیعہ	حافظ ابو جعفر بن محمد بن یعقوب بن اسحاق رازی کلینی المتوفی سنہ ۳۲۹ھ
سنن دار قطنی	ابو الحسن علی بن عمر دار قطنی بغدادی المتوفی سنہ ۳۸۵ھ
مستدرک	حافظ ابو عبد اللہ حاکم نیشاپوری المتوفی سنہ ۴۰۵ھ
شعب الایمان	حافظ ابو بکر بیہقی نیشاپوری المتوفی سنہ ۴۵۸ھ
فقہ	
سیر کبیر	امام محمد بن حسن بن فرقد شیبانی الشامی ثم الکوفی المتوفی سنہ ۱۸۹ھ
ہدایہ	برہان الدین مرغینانی سمرقندی المتوفی سنہ ۴۵۰ھ
محلی	ابو محمد علی بن احمد بن سعید بن حزم قرطبی المتوفی سنہ ۴۵۶ھ
مبسوط	شمس الائمہ ابو بکر بن محمد بن سہل سرخسی المتوفی سنہ ۴۹۴ھ
شرائع الاسلام (فقہ شیعہ	محقق نجم الدین ابو القاسم جعفر بن حسن بن ابی زکریا ہذلی المتوفی ربیع الاول سنہ ۶۷۶ھ
شرح وقایہ	صدر الشریعہ ثانی عبید اللہ بن مسعود بن تاج الشریعہ المتوفی سنہ ۷۴۷ھ
عنایہ شرح ہدایہ	اکمل الدین بابرتی بغدادی المتوفی سنہ ۷۸۶ھ
بنایہ شرح ہدایہ	حافظ بدر الدین عینی مصری المتوفی سنہ ۸۵۵ھ
در مختار	علاء الدین حصکفی (دمشقی) المتوفی سنہ ۱۰۸۸ھ

Marfat.com

سیرت و تاریخ

طبقات کبیر	ابن سعد بغدادی کاتب واقدی المتوفی ۲۰۳ھ
فتوح البلدان	علامہ احمد بن یحییٰ بلاذری بغدادی المتوفی ۲۰۳ھ
معارف	ابو محمد عبداللہ بن مسلم بن قتیبہ دینوری بغدادی المتوفی ۲۷۲ھ
تاریخ الرسل والملوک	ابن جریر طبری مذکور
مروج الذہب	ابوالحسن علی بن حسن مسعودی بغدادی شافعی المتوفی ۳۸۶ھ
تاریخ الکامل	ابن اثیر جزری موصلی المتوفی ۶۰۶ھ
البدایہ والنہایہ	ابن کثیر مذکور
تاریخ خمیس فی احوال النفس نفیس مصنفہ ۹۴۶ھ	قاضی شیخ حسن بن محمد دیار بکری

لغت

مفردات القرآن	امام راغب اصفہانی المتوفی ۵۰۳ھ
نہایہ	ابن اثیر مذکور
لسان العرب	ابن منظور افریقی المتوفی ۷۱۱ھ
منتہی الارب	عبدالرحیم بن عبدالکریم صفی پوری

متفرق کتب

عقد فرید	ابو عمر احمد بن محمد بن عبدالرب قرطبی مالکی المتوفی ۳۲۸ھ
اغانی	ابوالفرج بن علی بن حسین قریشی اموی المتوفی ۳۵۶ھ
دستور العلماء	عبدالنبی بلگرامی

بائیبل و منوسمرتی - انسائیکلو پیڈیا آف ریلیجن اینڈ اتھکس

خصوصی قانون روما مصنفہ لیچ آر ڈبلیو سیلوری ان دی رومن امپائر وغیرہا

آر- ایچ- بارو - انسائیکلو پیڈیا آف ریلیجن اینڈ اتھکس

Marfat.com